کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

جو تصوف و سلوک، تزکیۂ نفس اور اصلاحِ اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

○ ضیاء القلوب ○ فیصلہ ہفت مسئلہ ○ نالۂ امداد غریب
○ ارشاد مرشد ○ جہاد اکبر ○ غذائے روح ○ درد غمناک
○ مثنوی تحفۃ العشاق ○ گلزار معرفت ○ وحدۃ الوجود.

مُصنّفہ

سیّدُ الطائفہ حضرت حاجی اِمدادُ اللہ صاحب مہاجر مکّی

دارُالاشاعت

اردو بازار کراچی ۱ - فون ۲۶۳۱۸۶۱

www.maktabah.org



www.maktubah.org



www.maktabah.org



www.maktabah.org

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط

٭

کُلّیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

٭٭٭

۱:- ضیاء القلوب	۲:- فیصلہ ہفت مسئلہ	۳:- نالۂ امداد غریب
۴:- ارشاد مرشد	۵:- جہاد اکبر	۶:- مثنوی تحفۃ العشاق
۷:- غذائے روح	۸:- درد غمناک	۹:- گلزار معرفت
	۱۰:- وحدۃ الوجود	

جو تصوف و سلوک، تزکیۂ نفس اور اصلاحِ اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں۔

مُصَنّفَہٗ

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

ناشر

دَارُالاشاعَت

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

اہلحدیث و دیگر اسلامی کتب کا مرکز
مکتبہ اصلاح و تبلیغ
حیدرآباد سندھ 618135

www.maktabah.org

کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف

از بندہ محمد رضی عثمانیؒ

ہند و پاک کے مرشد کامل اور سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے برصغیر ہند و پاک میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جس کی مثال مشکل ہے۔ اور آج برصغیر میں جو کچھ مسلمانوں میں اسلام باقی ہے۔ وہ انہی کا مرہون منت ہے۔ آپنے ایک طرف تو دین و مذہب اور شریعت و طریقت کی شمع روشن فرمائی اور دوسری طرف جہاد بالسیف کے لیئے عملاً میدان جہاد میں شریک ہوئے۔ اور ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف شاملی ضلع مظفر نگر کے محاذ پر جہاد کر کے اسلام کا علم بلند فرمایا۔[1]

آپ کی ولادت ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ بروز دوشنبہ بمقام قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور یوپی میں ہوئی۔ لیکن آپ کا آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہے۔

آپ کے والد نے امداد حسین اور تاریخی نام ظفر احمد رکھا۔ اور شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ نواسہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ نے آپکو امداد اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

آپ تعلیم کے لیئے سولہ سال کی عمر میں مولانا مملوک العلی صاحب کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اگرچہ حاجی صاحبؒ کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا لیکن باطنی علوم کی وجہ سے کیونکہ آپکو علم لدنی سے نوازا گیا تھا۔ بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرمادیا کرتے تھے۔ آپکا روحانی مقام اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً سب بڑے بڑے علماء اور صلحاء آپ کے مرید اور خلفاء ہوئے مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ مولانا ذوالفقار علی صاحب۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ جن لوگوں نے بعد میں اپنے اپنے طرز پر اسلام کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں جن کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ جنگ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں مسلمان شرفاء کا رہنا مشکل ہو گیا تو آپ نے مکہ معظمہ کی ہجرت منظور فرمائی اور ۱۲۷۶ھ میں مکہ معظمہ ہجرت فرما گئے۔ اور وہیں چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی ۱۲ یا ۱۳ جمادی الاخر ۱۳۱۷ھ بروز بدھ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے آپکا مزار جنت المعلی میں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ سے کچھ فاصلے پر مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے پہلو میں ہے آپکی تصانیف میں سے سب سے عظیم کارنامہ تو مثنوی مولانا روم پر فارسی زبان میں حواشی لکھنے کا ہے۔ جسکی خوبیوں سے سب اہل علم واقف ہیں ان کے علاوہ آپکی دس تصانیف کا مجموعہ بنام کلیات امدادیہ عوام و خواص میں مقبول و مشہور ہو چکی ہے۔ اب تک شائع شدہ نسخوں میں غلطیاں بہت تھیں اور طباعت بھی بہت ناقص تھی اور عرصہ سے یہ کتاب نایاب ہو گئی تھی اسلئے بنام خدائے تعالیٰ دار الاشاعت کراچی سے اسکا جدید عکسی ایڈیشن تصحیح و صلاح کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔ اور ابتداء کتاب میں تمام تصانیف کی یکجائی اور مکمل فہرست مضامین کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جسکی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کتاب مفید سے مفید تر ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں۔ اور اس کو ذخیرۂ آخرت بنائیں آمین۔ فقط۔

بندہ محمد رضی عثمانی

۴ محرم ۱۳۹۷ھ — ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء

---

[1] یہ حالات امداد المشتاق صفحہ نمبر ۲ از مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حیات امداد از پروفیسر محمد انوار الحسن سے لے گئے ہیں جو حضرات تفصیلی حالات دیکھنا چاہیں ان کتب کے علاوہ شمائم امدادیہ وغیرہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (فقط محمد رضی عثمانی ناشر)

www.maktabah.org

مکمل فہرست مضامین کلیات امدادیہ

www.maktabah.org

www.maktabah.org

طبع اوّل از دار الاشاعت کراچی ۱

جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ

جون ۱۹۷۷ء

PRINTED AT : TANVEER PROCESS LIAQUATABAD KARACHI. PHONE : 416729

ابتدائیہ از مصنف رح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعریف کے تمام مرتبے اس یکتا کیواسطے مخصوص ہیں جس کو تمام موجودات پوجتے ہیں اور جو اپنے وجود میں قیدوں سے آزاد ہے اور بڑے مرتبہ والا ہے اور ہر شان کی نعمت ان محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہے جو دنیا کے وجود کا سبب اور خدا کے سچے قائمقام ہیں خدا ان پر اور ان کے متعلقین اور دوستوں پر باران رحمت کی بارش کرے۔ یہ مذہبی فرض ادا کرنے کے بعد جناب تقدس مآب مجمع الفضائل والمناقب صاحب الشریعۃ والطریقۃ مولنا ومرشدنا وہادینا میاں جیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہٗ کا ایک ادنیٰ خادم اور ان کی درگاہِ اقدس کا ایک کمترین خاکروب امداد اللہ فاروقی چشتی باادب عرض کرتا ہے۔ کہ میرے بعض مخلصین دیاران طریقت علی الخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے جو امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد ضامن[۱] شہید فاروقی چشتی کے لختِ جگر ہیں۔ باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندانِ چشتیہ صابریہ قدوسیہ جن اشغال میں مشغول ہوئے تھے۔ اور جو اذکار و مراقبات اُن کے معمول بہا تھے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیجئے جس پر عمل کیا جائے۔ اور آئندہ کام آئے کیونکہ آپ کے حرم محترم کی جاروب کشی کی وجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان جدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہو گئی ہے۔ کجا آپ کہ حرمین شریفین کی خدمت کر رہے ہیں اور کجا ہم کہ ہندوستان میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں تعلیم و تعلم بغیر کتابی صورت کے نہیں ہو سکتی ہے۔ اگرچہ اس کمترین اور نالایق کی کم لیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنے سے مانع ہوتی تھی لیکن ان حضرات کے غیر معمولی اصرار سے روتابی کا کوئی موقع نہیں دیکھا اور درگاہِ احدیت سے اعانت کا خواستگار ہوا۔ اور بحکم الٰہی اس کی کتابت پر مامور کیا۔ (کیونکہ عادت الٰہی یونہی ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو عقیدت ہوتی ہے اسی کے زبان و قلم سے لوگوں کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے)، اسوجہ سے مجھ کو اپنے خاندان کے اکابرین اور پیر و مرشد سے جو کچھ سلسلہ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے متعلق واقفیتیں حاصل ہوئی ہیں۔ ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کرتا ہوں شاید میری یہ کوشش بارآور ہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہے ان کو معتد بہ فائدہ اور جو مقصود اس اصرار کا تھا حاصل ہو واللہ یھدی من یشاء[۲] الیٰ صراطٍ مستقیم۔ اب معلوم کرنا چاہئے کہ چونکہ قادریہ حضرات ومشائخ چشتیہ میں بہت بڑا نسبتی اتحاد ہے اسوجہ سے ان دونوں کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے ہیں اور امتیازی فرق فنا ہو گیا یہانتک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال و اذکار میں مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اور مراد دونوں کی متحد ہے اسی واسطے میں بھی دونوں سلسلوں کے اذکار مخلوط لکھتا ہوں اور سمجھدار پر فرق اور امتیاز خود ظاہر ہو جائیگا۔ اور اس کا نام ضیاءؔ القلوب رکھا واللہ ولی التوفیق

www.makhtabah.org

[۱] خلیفہ خاص حضرت مرشدؒ۔ [۲] اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے ۱۲ ۱۲۸۰ھ نام تاریخی مرغوب دل

مقدّمہ

جان تو اے خدا تیری طریقہ سلوک میں مدد کرے، اگر کبھی سالک کو خدا کی راہ پر چلنے اور اس کے صراط مستقیم پر گامزنی کی توفیق دی جاتی ہے تو اس کا قلب انوار ہدایت سے منور کر دیا جاتا ہے۔ اور ضلالت اور گمراہی سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ یھدی اللہ لنورہ من یشاء اس نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے معاصی کو یاد کر کے عنان استغفار ہاتھ میں لے کر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور فوز مرام بغیر کسی مرشد کامل کی درگاہ کے جبہ سائی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے تو اسکو بھی چاہئے کہ کسی جامع شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تا شیطانی وساوس و ہوائے نفسانی سے اسکے التفات اور توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراض باطنی کے لئے اسی حکیم صادق کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کرے کیونکہ جب تک کہ اندرونی امراض (حسد، بخل، غرور، کینہ ریا وغیرہ کا انسداد نہ ہو جائے گا۔ اور ان کی جگہ اوصاف حمیدہ (علم، حلم، سخاوت، خاکساری، تحقیر نفس، کم خوری، کم آرام طلبی، کم گفتگو وغیرہ، نہ پیدا ہونگے اسوقت تک وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ انھیں ضرورتوں کو مدِ نظر رکھ کر کسی مرشد کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری کر دیا گیا ہے۔ جناب باری نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[1] دوسری جگہ فرماتا ہے وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ[2] ان دونوں آیتوں میں صیغہ امر مستعمل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم وجوبی حکم ہے نیز بیعت کرنا اور کسی مرشدِ کامل کی غاشیہ برداری ایک ایسا فعل ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف بھی منسوب ہے کلام اللہ میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ[3] ایضاً اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ[4] جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِهٖ[5] الحدیث ونیز پیشوایان اسلام کا ارشاد کہ جو شخص رب العلمین کی ہمنشینی کرنا چاہتا ہے اس کو حضرات متصوفین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ شیوخ قوم نائبین رسول ہیں اس لئے اُن کی

---

[1] اے مسلمانو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۱۲ [2] جس کا میلان میری طرف ہو اس کی اتباع کر ۱۲ [3] اے محمدؐ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خدا کی بیعت کرتے ہیں [4] جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے ۱۲ شہید [5] شیخ قبیلہ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۲ شہید۔

www.maktabah.org

خدمت ضروری ہے۔

بنابریں جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت میں شیخ کامل کے صرف کر دیگا اور اپنے نفس کا اختیار کلی اس کو دیدیگا اس کے متعلق امید قوی ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہو جائے۔ تنبیہ اس وقت ہم طریق سلوک مجمل اور مختصر تحریر کرتے ہیں چونکہ ہر مرض کا علاج جداگانہ ہے اسی وجہ سے امراض قلبی میں طبیب حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ دوا تعلیم فرماتا ہے۔

بنابریں سلوک کے طریقے لاتعداد ہو گئے ہیں ان سب میں تین راستے بہت قریب کے ہیں۔

پہلا طریقہ صلحاء و اخیار کا ہے

جس میں تمام شرعی فرائض روزہ، نماز تلاوت قرآن مجید، جہاد حج کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتا ہے

دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضت کرنیوالوں کا ہے

اس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام کجرویوں کو اخلاق حمیدہ سے بدل دیتے ہیں۔ اس راہ میں اکثر فائز المرام ہوتے ہیں۔

تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے

یہ تمام علائق دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور انسانی صحبتوں سے جدا رہتے ہیں ان کا مطمع نظر سوائے درود استنیان ذکر و شکر کے کچھ نہیں ہے ان کے نقطۂ نظر سے کشف و کرامات مستحسن نہیں ہیں اور اپنے وقت کو موتو قبل ان تموتوا[۵] کی استقامت میں صرف کرتے ہیں یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زائد جلد مقصد تک پہنچا دیتا ہے اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دس ہیں

اوّل توبہ یعنی کوئی مطلوب سوائے خدا کے نہ ہو جیساکہ موت کیوقت ہو جاتا ہے۔ **دوسرے** زہد یعنی دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیساکہ موت کیوقت ہوجاتا ہے۔ **تیسرے** توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کر دے جیساکہ موت کیوقت کرتا ہے **چوتھے** قناعت یعنی جیساکہ موت کیوقت نفسانی اور شہوانی خواہشوں کو ترک کر دیتا ہے **پانچویں** عزلت یعنی لوگوں سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیساکہ موت کیوقت کرتا ہے **چھٹے** توجہ یعنی جسطرح موت کیوقت خدا ہی کیطرف توجہ اور اسکے اغراض متعلق ہوتے ہیں کرے **ساتویں** صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑ دے جیساکہ موت کیوقت ہوتا ہے **آٹھویں** رضا یعنی اپنے نفس کی رضامندی چھوڑ دے اور اللہ کی رضامندی پر رضامند رہے اور اس کے ازلی احکام کا پابند ہو جائے جیساکہ موت کیوقت ہو جاتا ہے **نویں** ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام اذکار کو ترک کر دے جیساکہ موت کیوقت ہوتا ہے **دسویں**

---

[۵] مرنے کے قبل اپنے کو مرا ہوا سمجھ ۱۲

www.maktabah.org

مراقبہ یعنی اپنی تمام قوت واختیار کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے پس ہر طالب کو چاہیئے کہ پہلے اتباع شیخ سے تمام بداخلاقیوں سے کہ لوازم مادیت سے ہیں اپنے کو محفوظ رکھے اور اپنے کو کمالات ومحاسن کا جامع بنائے اور دل میں سوائے خدا کے کسی کے خیال کو جگہ نہ دے۔

فصل طریقہ بیعت میں

پیر کو چاہیئے کہ جس وقت بیعت لینے لگے اپنے سامنے مرید کو باادب بٹھائے اور خطبہ ذیل پڑھنا شروع کرے الحمد للہ[1] نحمدہ[1] سے انما یبایعون اللہ تک پڑھکر اپنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھدے اور پھر خود ید اللہ فوق ایدیھم[2] سے بارک اللہ لنا ولکم تک پڑھے اگر مرید ہونیوالی عورت ہو تو بجائے طریقہ مذکورہ کے رومال یا چادر یا پگڑی کا ایک گوشہ اسکے ہاتھ میں دیدے اور ہر مرید سے یہ کہلانا چاہیئے کہ میں تمام ان دینوں سے جو شرک وکفر کے حامل ہیں اظہار بیزاری کرتا ہوں اور اللہ اور اسکے سچے رسول پر ایمان لاتا ہوں اور دین اسلام کو اپنا دستور العمل بناتا ہوں اور اپنے گناہوں پر اظہار شرمندگی کرتا ہوں اور ان سے پرہیز کا عہد کرتا ہوں اور محض خدا کی رضامندی کیلئے دنیا اور اسکے لذات کو ترک کرتا ہوں اسکے بعد پڑھے رضیت باللہ الخ[3] اسکے بعد کلمہ شہادت پڑھے اور کہے کہ میں نے فلاں ابن فلاں پیر کے ہاتھ پر فلاں سلسلہ میں بیعت کی اور دعا کرے بار الٰہا اس سلسلہ کے مقدس حضرات سے مجھ کو برکت اور فیض حاصل کرنیدے اور قیامت کیدن مجھ کو انہیں کیساتھ اٹھا اسکے بعد پیر کو مرید کی حیثیت دیکھ کر طریقہ ذکر تعلیم کرنا چاہیئے اور پیر کو چاہیئے کہ سلوک طریقت کے آداب اسکو تعلیم کرے اور اس پر نظر التفات رکھے اور اسکے گوش گذار کردے کہ اپنے مقصد میں کامیابی بغیر پابندی شرع کے نہیں ہو سکتی اسواسطے احکام شرع کی پابندی ضروری ہے اور اس کے عقائد کی اصلاح کرے اور بتادے جو مکاشفہ خلاف شرع ظاہر ہو وہ قابل اعتبار نہیں ہے اور محرمات سے اجتناب اور کبائر سے پرہیز کی تاکید کرے اور بتادے کہ تمام اشغال پر احکام شرعی مقدم ہیں۔

---

[1] سب تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں ہم خدا کیواسطے پناہ مانگتے اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے گناہوں کی برائیوں سے کیوں کہ جس کو خدا ہدایت دیتا ہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو خدا گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی رہبر نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ فرد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے نیز اسی کی گواہی دیتے ہیں کہ محمد خدا کے رسول اور اس کے بندے ہیں مسلمانو ایمان لاؤ اور خدا تک رسائی کے وسائل بہم پہنچاؤ اور جہاد کرو خدا کی راہ میں یقیناً تم فلاح پاؤگے اے محمد جو تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں ۱۲ [2] خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے جو شخص بیعت توڑیگا اس کا نقصان اس کو خود برداشت کرنا پڑے گا۔ اور جو خدا کے وعدے کو پورا کریگا اسکو بڑا اجر دیا جائیگا۔ اللہ ہم سبکو نفع دے اور بیعت مبارک کرے ۱۲ [3] خدا کو اس کے پروردگار ہونے اور اسلام کو دین متین ہونے اور محمد کو رسول ہونے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں ۱۲

[1] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ۔

[2] يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا وَنَفَعَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ۔

[3] رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۲ حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات

پہلی فصل

ذکر تلقین میں پیر کو چاہئے کہ ارواح مشائخ کے فاتحہ اور اوراد ختم کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے اور کہے کہ ان ایام میں کلمہ طیبہ اور استغفار درود شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو خلوت میں لیجائے جس میں اس کے مرید کے سوا کوئی نہ ہو اور اسکو دو زانو مؤدب بٹھائے اور پہلے اس کی طرف توجہ کرے تاکہ اس کا ذہن بآسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے۔

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور یہ ضربیں ایک ۱۱ سوا ایکبار ہونا چاہئیے تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہئیے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہئیے تاکہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے۔

کہ دعاؤں اور اذکار کو ایکبار مرشد پڑھ جائے اور مرید سنتا رہے یہ عمل تین بار ہونا چاہئے اس کے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ مجھ کو اپنے شیوخ سے حاصل ہوا ہے تجھ کو دے دیا اور مرید کہے کہ میں نے قبول کیا اس کے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک حجرے میں رہنے کی تعلیم دے جسکی وسعت صرف لیٹنے اور کھڑے ہونیکو کافی ہو اور شور و غل کی اس میں آواز نہ آتی ہو۔ مرید کو چاہئے کہ اس حجرے میں پاک و صاف ہو کر داخل ہو اور چار زانو اس طرح بیٹھے کہ اس کی پیٹھ میں کوئی کجی نہ ہو اور آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے تاکہ اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے رگ کیماس (ایک رگ ہے جو بائیں گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے اسکی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہے) کو دبائے اس کے بعد خشوع و خضوع و حضور قلب سے یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ الخ پڑھے اس کے بعد محاسبہ اور مجاہدہ کے طریقے سے ذکر میں فکر اور ملاحظہ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ اور قوت و شدت جہریہ یا خفیہ سے جس سے اس کو ذوق و انبساط پیدا ہوا ہو اور لذت ذکر سے بے خودی ہو مشغول

ع۵ یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ

ہونا چاہئے۔ اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیدار تشیخ سے اس کا انسداد کرے اور بدستور شغل میں مشغول ہو جائے تاکہ خطرات اور وساوس جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں دفع ہو جائیں اور قلب کی صفائی اور تزکیہ نفس حاصل ہو جائے تاکہ اس ذکر کا اثر اس کے تمام اعضاء اور رگوں میں ظاہر ہو جائے اور مکاشفات انوار غیبی کا مظہر بنے اور حقائق اشیا اس پر منکشف ہو جائیں اور عالم ارواح سے ملاقات اور ذکر حقیقی وشہود حق حاصل ہو جائے۔

فائدہ جب ذکر کرنے والا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرے کہ اس کی قلبی حرکت کا احساس اس کے دل کی زبان سے ہو سکے تو وہ حرکت قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ پہلے[۱] کوئی عضو ایسی حرکت کرنے لگتا ہے کہ جو قلب کے لئے مخصوص ہے اور اس کے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں کبھی سر بلا تحریک حرکت کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ دنیا اسکو متحرک نظر آنے لگتی ہے ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے۔ تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور تھوڑی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اس پر مختلف انکشافات ہوتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہو جاتا ہے مرید کو چاہئے ایسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہوئی تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذاکر پائے گا۔ اور تمام اعضاء قلب کے ہم سر ہو جائیں گے اس ذکر میں ذاکر تمام اعضاء کا ذکر سنتا ہے۔

ایک فرقہ کا خیال ہے کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذاکر خود اور دوسرے لوگ بھی ذکر کی آواز سنتے ہیں۔ بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے کیونکہ ہر ذاکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سن سکتا ہے بلکہ اسی ذاکر میں سننے کی طاقت ہے جو سالک ہو اس ذکر کو اصطلاح صوفیہ میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

ذکر کا بیان

ابتدائے کتاب سے اس وقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جا چکا ہے لیکن ابتک یہ نہیں بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے۔ ذکر اصطلاح صوفیہ میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضور قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔ انا[۲] مع عبدی الخ

---

[۱] ذاکر کو چاہئے کہ اس غیر اختیاری حرکت پر متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے التفات کو قلب ہی کی طرف رکھے ۱۲

[۲] جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں میں اس کیساتھ ہو جاتا ہوں اور جو مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کا ہمنشین اور جلیس ہوں ۱۲

ع[۵] اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ وَ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ۔

www.maktabah.org

اور بحکم سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا[1] پوری توجہ سے یادِ الٰہی میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے نفس سے بالکل بیخبر ہو جائے اور اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ[2] الخ کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور ذکر اسکی زندگی ہو جائے جاننا چاہیے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہو جانا ہے تو جس عمل سے یہ فائدہ حاصل ہو جائے وہی ذکر کہا جا سکتا ہے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا درود شریف اور دعائیں ہوں لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ذاکر اپنے کو مٹا نہ دے طالب خدا اس کے ذکر میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے۔ جب طالب اس درجہ تک پہنچ جائے گا۔ تو اخلاقِ حسنہ یعنی زہد، توکل، گوشہ نشینی، قناعت، صبر، تسلیم و رضا خود بخود حاصل ہو جائیں گے، اور اس پر انوارِ الٰہیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواس خمسہ مغلوب اور مستور ہو جائیں گے۔ اور ذکر و ذاکر دونوں فنا ہو جائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہ جائیگا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ[3] چونکہ حدیث میں اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[4] آیا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اب ہم ذکر کے چند مراتب لکھتے ہیں

مراتب ذکر کے بیان میں

ذکر کی چار قسمیں ہیں اوّل ناسوتی جیسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے ملکوتی جیسے اِلَّا اللّٰهُ تیسرے جبروتی جیسے اللّٰہ چوتھے لاہوتی جیسے ھُو ھُو اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سر کو لاہوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دلی اور مشاہدے کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہیں۔

فائدہ۔ ذاکر چاہیے کہ اس ذکر میں لَآ اِلٰهَ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کر دے اور الا اللہ کہتے وقت تمام اعضائے جسم کو قائم کر دے۔

فصل ذکر جہر نفی و اثبات اور اسم ذات کے بیان میں مع ان بارہ تسبیحوں کے جو حضرات چشتیہ کی معمول ہیں ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار

---

[1] خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۱۲ [2] جو خدا کو اٹھتے بیٹھتے یاد کرتے ہیں [3] خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود سوائے اس کے کوئی نہیں [4] چونکہ حدیث میں ہے افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ (سب ذکروں میں لا الٰہ الا اللہ کا ذکر افضل ہے)

ع ۲ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ

ہاتھ اٹھا کر اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِی الخ پڑھے اور توبہ و استغفار کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الخ اکیس بار پڑھکر درود اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ الخ تین بار عروج و نزول کے طریقے پر پڑھے اور چار زانو بیٹھ جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی سے رگِ کیماس کو مضبوط پکڑلے اور اپنے دونوں ہاتھ زانو پر رکھدے اور قبلہ رو ہو جائے اور الا اللہ کہتے وقت کلمہ شہادت کی انگلی اٹھاوے اور الا اللہ کہتے وقت انگلی رکھدے اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحانی سے اعوذ اور بسم اللہ کہکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے اور اس کے بعد سر کو اتنا جھکائے کہ پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب ہو جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد لا الہ کہتا ہوا سر کو داہنے گھٹنے کے قریب لائے اور تین ضربیں ایک ہی سانس میں لگائے اور سر کو پیٹھ کی طرف یہ خیال کر کے جھکائے کہ میں نے ماسوائے اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور سانس توڑ کر الا اللہ کی ضرب پوری طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق و محبت سے لبریز ہو گیا اور موقع نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع اثبات میں بند رکھنا چاہئیں اسی طرح دو سو بار کہے اور اسکو چہار ضربی کہتے ہیں اور ہر دس کے بعد محمد الرسول اللہ کہے لیکن مبتدی کو الا اللہ کہتے وقت لا معبود اور متوسط کو لا مقصود یا لا مطلوب اور کامل کو لا موجود اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہئے اسکے بعد تھوڑی دیر مراقب خیال کرے کہ فیوضاتِ الٰہیہ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہیں جاننا چاہئے کہ بائیں گھٹنے میں شیطانی خطرہ اور داہنے میں نفسانی خطرہ اور داہنے شانے میں ملکی خطرہ اور دل میں رحمانی خطرہ ہے پس بائیں گھٹنے پر لا الٰہ سے خطرہ رحمانی کا اثبات کرے اور مرید کے غیر عربی ہونے کی صورت میں اس کو اذکار و ادعیہ اس زبان میں تعلیم دینا چاہئے جسکو وہ سمجھ سکتا ہو۔

نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ

ہر خطرہ اور ہر خیال کے علیحدہ علیحدہ نفی کرنے سے ایک گونہ باطنی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اس واسطے

سلہ اے اللہ اپنے غیر سے میرا دل پاک کردے اپنی معرفت کے نور سے میرا قلب روشن کردے ۱۲ سلہ اپنے گناہوں کی بخشش اس خدا سے چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ثابت اور زندہ ہے ۱۲ سلہ صلوۃ وسلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دوست اور اس کے نبی سلہ جو گھٹنے کے اندر کی طرف ہے سلہ کوئی معبود سوا خدا کے نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خدا کے رسول ہیں ۱۲۔

عہ اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ عہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ عہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ۔

www.maktabah.org

مرشد کو نفی کلی تعلیم دینا چاہئے تاکہ خطرات کی بالکلیہ نفی ہو جائے چنانچہ متاخرین اسی پر عمل پیرا ہیں کہ لَا اِلٰہ میں لَا کو پوری طاقت سے کھینچکر اور لفظ اِلٰہَ کو داہنے بازو تک لیجا کر سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر یہ خیال کرکے کہ میں نے غیر سے اپنے دل کو پاک کر کے اس کو پس پشت ڈالدیا اور پھر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اور جو ملاحظات ذکر نفی و اثبات میں پہلے بیان کیئے گئے ہیں وہی یہاں بھی ملحوظ رکھے اور ذکر خداوندی کے سوا اور تمام ذکروں (ذکر جلس یا بغیر جلس ذکر جاروب ذکر ارہ) میں چار زانو بیٹھتے ہیں اور ان ذکروں کے علاوہ اور ذکروں میں دو زانو بیٹھنا اولیٰ ہے۔

اثبات مجرد کے ذکر کا طریقہ

ذاکر کو چاہیے اپنی کمر سیدھی کرے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر دو زانو بیٹھے اور اپنے سر کو داہنے شانے کی طرف لے جا کر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب دل پر لگائے اور لَآ اِلٰہَ کہتے وقت لَا موجود[1] لیسَ مَعَہٗ غیرِی کا تصور کرے اسی طرح چار سو بار متواتر ضربیں لگائے پھر مثل سابق ایک بار کلمہ شہادت اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کرے اس ضرب کو اصطلاح صوفیہ میں ایک ضربی کہتے ہیں،

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

اس کے بعد قُلِ[2] اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ کے مطابق اس طرح ذکر کرے کہ پہلے حرف لفظ اَللّٰہُ کی (ہ) کو پیش اور اس کے بعد لفظ اللہ کی (ہ) کو جزم دے پھر دونوں آنکھیں بند کر کے سر داہنے شانے کی طرف لے جا کر اسمائے صفات اثبات کا تعین کرے اور پہلے لفظ اللہ کی ضرب لطیفہ[3] روح پر لگائے دوسری لفظ اللہ کی ضرب فضائے دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح میں ذکر اسم ذات دو ضربی کہتے ہیں چھ سو بار کرے مگر نو دفعہ اللہ اللہ اور دسویں مرتبہ[4] اَللّٰہُ حاضِرِی اَللّٰہُ ناظِرِی اللّٰہُ معی میں سے کوئی اللہ کہے مگر اس طرح کہ پہلے دن کے بعد اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اور دوسری میں اللّٰہُ ناظِرِیْ اور تیسری کے بعد اللّٰہ معی اور پھر ہر دس کے بعد اللّٰہ حَاضِرِی اَلخ عروج و

---

[1] میرے سوا خدا کے پاس کوئی نہیں ہے [2] اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم ہے [3] جو داہنے پستان کے نیچے ہے ۱۲

[4] اللہ میرے پاس ہے اللہ مجھ کو دیکھتا ہے اللہ میرے ساتھ ہے ۱۲ شہید ع [2] اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ

www.maktabah.org

نزول کے طریقہ پر پڑھے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس ذکر کے معنی سمجھا جائے تاکہ ذکر کا شوق اور اس میں لطف حاصل ہو اور سستی اور غفلت نہ پیدا ہونے پائے اس کے بعد پھر طریقہ بالا پر کلمۂ طیبہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے پھر سر کو داہنے شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے اور تین بار کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ایک ایک دفعہ کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھکر درود و استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر حضور قلب سے ایصال[1] ثواب کرے اس کے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ[2] کرے اور جس[3] ذکر میں اس کو لطف آئے صبح تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ ذکر و شغل و مراقبہ میں مشغول ہو جائے یا اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ میں حلقہ کر کے شریک ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ اِلَّا اللّٰہ میں لفظ اللہ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں اِلَّا اللّٰہ کا اعادہ بڑی تعداد میں کرے اور ذکر کرنیکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔

نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ

بفحوائے اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ الخ[4] چونکہ دل کو سات لطیف چیزوں سے مناسبت ہے اس وجہ سے نفی و اثبات کے ذکر کے بھی سات مرتبے تجویز کیے گئے اور ہر درجہ میں نفی و اثبات ہے پس ذکر زبانی (جو اجسام سے متعلق ہے) میں مرید کو اس طرح مشغول ہو جانا چاہیئے کہ سوائے ذکر کے اور کچھ نہ رہے اور کوئی سانس بغیر ذکر کے نہ نکلے جب سالک یہ حیثیت پیدا کر لیتا ہے تو عالم مادیت سے تجاوز کر کے مرتبہ لطیف پر پہنچ جاتا ہے مرید کو چاہیئے کہ اس ذکر یعنی لَا اِلٰہَ کے ذکر و فکر میں اس درجہ منہمک ہو جائے کہ بجز اِلَّا اللّٰہ کے اثبات کے تمام چیزوں کی نفی ہو جائے اگر سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ نفس سے خارج ہو کر دل کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ دل کا ذکر اِلَّا اللّٰہ ہے اسواسطے اسکو

---

[1] کیونکہ ایصال ثواب ایک ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس سے تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اس ایصال سے اس کا قلب فیوضات شیوخ کا مہبط ہو جائیگا جس سے اپنے مقصود میں کامیابی کی زائد توقع ہے ۱۲ شہید

[2] مراقبہ اصطلاح صوفیہ میں اپنے قلب کو غیر خدا سے صاف و پاک رکھنے اور کسی غیر خدا کا دل میں خیال نہ لانے کو کہتے ہیں اور لغتاً محض گردن جھکا کر بیٹھنے کو کہتے ہیں ۱۲

[3] اگر ذاکر ذکر جہری سے گھبرا جائے تو ذکر خفی کرے اور اس میں بھی لطف نہ آئے تو اور ذکر میں مشغول ہو اگر اس سے بھی دل کو لطف نہ آوئے تو مراقبہ کرے ۱۲ شہید

[4] عبد اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی عن اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ مُضْغَةً وَفِی الْمُضْغَةِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ رُوْحٌ وَفِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ نُوْرٌ وَفِی النُّوْرِ اَنَا۔

الا اللہ، کا تصور حضور قلب سے کرنا چاہیئے اور اپنی ذات وصفات کو جناب باری کی ذات صفات کے ساتھ اس طرح مربوط کردے کہ الا اللہ سے استثنار کی نفی[5] ہو جائے جب سالک یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو مرتبہ (۱) سے متجاوز ہو کر مرتبہ روح پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم کا ذکر ہے اس واسطے سالک کو چاہیئے کہ اسم ذات کے ذکر میں اسطرح متوجہ ہو جائے کہ الف لام جو اللہ پر داخل ہے باقی نہ رہے اور صرف لفظ ہو رہ جائے اس مرتبہ پر پہنچنے پر سالک سراپا ذکر ہو جائے گا اور مرتبہ روح سے ترقی کرکے مرتبہ سر پر پہنچ جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کو ہُو ہُو کے ذکر میں اسقدر منہمک ہو جانا چاہیئے کہ خود مذکور (یعنی اللہ) ہو جائے اور فنا (فنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائے گا۔ اور مرتبہ بی یسمع و بی یبصر (یعنی اس کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے حاصل ہو جائے گا۔ پھر وہ مرتبہ جس میں عبدیت و معبودیت کی حقیقت بے نقابانہ آشکارا ہو جاتی ہے یعنی مرتبہ عبدیت لا الٰہ الا اللہ بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے بعد عبادت میں اس کو کما حقہ مشغول ہونا چاہیئے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور مسند ارشاد پر جلوہ گر ہو کر طالبانِ حق کے لئے راہنما ہو اور ایسی حالت پر اس کی ولایت[1] اور مشیخت[2] مسلم ہو جائے گی۔

فائدہ:۔ وصال محبوب ہونے میں جس قدر دیر ہوتی ہے اسی قدر آتش شوق میں التہاب اور خواہش وصل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال و مردانگی سے جد و جہد کرے گا اس کے متعلق خدا کے فضل وکرم سے ظفر مندی و کامیابی کی امید ہے۔

پاس[3] انفاس کا طریقہ

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہیئے اور بغیر پاسِ انفاس کی مدد کے انسان کا قلب کدورتوں اور تاریکیوں سے ہرگز صاف نہیں ہو سکتا ہے اور پاس انفاس اصطلاح صوفیہ اس کو کہتے ہیں کہ سانس لینے اور

---

[1] ولایت خدا ہی میں فنا ہونے اور اپنی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہور کو خدا کے ظہور سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۱۲ [2] عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیخت کہتے ہیں اور مرتبہ مشیخت مرتبہ ولایت سے بالا ہے ۱۲ شہید [3] پاس انفاس بہت سے طریقوں سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس میں اللہ اور بعض ہو الظاہر ہو الباطن یا حی یا قیوم اور بعض حق حق اور بعض یا ہو اور بعض ہو ہو کہتے ہیں لیکن مقصد یعنی وصول سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۲ شہید [5] یعنی نفی کا تصور اس کے ذہن سے جاتا رہے اور صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے اور اسی خیال پر ہر وقت قائم رہے ۱۲ شہید

www.maktabah.org

اور سانس باہر کرتے وقت جہر (یا سر) (چپکے سے یا بلند آواز سے) ذکر کرے اور سانس لیتے وقت اِلّا اللّٰہ کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آتے وقت لَا اِلٰہَ کہے لیکن ذکر سری میں صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منہ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اس قدر پابندی اور استقلال چاہئے کہ سانس خود بخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ سانس باہر کرتے وقت لفظ اللّٰہ کو سانس میں لائے اور سانس لیتے وقت ھو کو اندر لائے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللّٰہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی اسقدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذاکر رہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور ہو اور ماسوائے اللّٰہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کدورتوں سے پاک کر کے انوار الٰہی کا مہبط بنا دیتا ہے اسوجہ سے اسکو اصطلاح صوفیہ میں جاروب قلب کہتے ہیں۔

فائدہ:- اگر ذاکر بالکل خالی الذہن اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل ناآشنا ہو تو مرشد کو چاہیے کہ اس کو اپنے سامنے مؤدب اور دو زانو بٹھا کر آنکھیں بند کرنے اور سر جھکا کر کمر ٹیڑھی کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالے تو یہ بھی نکالے اس عمل سے تھوڑی دیر کے بعد خود بخود مرید لرزنے لگے گا۔ یا بیتابانہ نعرہ لگائے گا اور جو ذکر کہ مرشد کے ذہن میں ہو گا بے اختیاری سے کرنے لگے گا۔

مرید غبی کا دوسرا علاج

اگر مرید غبی ہو اور اس کا قلب کسی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اس کے اسم مربی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کے اسم مربی کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو اپنے ذہن میں لے اور اس کی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسی طرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جب تک اسم اثر نہ کرے اسم برابر بدلتا رہے۔ اور جو اسم[1] اثر کرے اسی کو اس کا اسم مربی تصور کرنا چاہئے اور اسکا اسم اعظم بھی وہی ہے اور مرشد کو چاہئے کہ اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تعلیم کرے تاکہ وہ اس کی پابندی

---

[1] تاثیر کی صورت یہ ہے کہ اس کے قلب میں سر در یا لرزہ پیدا ہو جائے یا تمام جسم میں لرزہ پیدا ہو جائے اور اسی قدر غلبہ کرے کہ اس سے ضبط نہ ہو سکے ۱۲ شہید

www.maktabah.org

کر سکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اسکو فائدہ بخش ثابت ہوگا ورنہ تا نور الٰہی سے منور ہو جائے گا

اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان

ہر طالب کو چاہیے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا ورد ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ روز کر لیا کرے (یہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے) اگر اس پر قدرت نہ ہو تو چوبیس ہزار بار ورد کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی دن میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس میں ایک ذکر ہو جائے گا۔ والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات (وہ مرد اور عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں) کے زمرے میں داخل ہو جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم بارہ[۱] ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے (کہ یہ ادنیٰ مرتبہ ہے) اس ذکر میں ذکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائے گا۔

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترکیب کامل ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور مبتدیوں کو اسی ذکر سے شروع کراتے ہیں۔

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں ایک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی، یک ضربی کا طریقہ آنکھیں بند کر کے داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دل پر ضرب لگانا دو ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب روح پر لگائے اور دوسری دل پر اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے۔ دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر چہار ضربی یہ ہے۔ کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر اور تیسری روح پر چوتھی دل پر۔

دوسرا طریقہ

خواہ بیٹھ کر خواہ رو بہ قبلہ ہو کر یک ضربی سے ہفت ضربی تک کریں یک ضربی اور دو ضربی تو طریقہ بالا پر لیکن سہ ضربی اس طرح کہ اول ضرب بائیں طرف دوسری داہنی طرف اور تیسری دل پر لگائے اور چہار ضربی میں داہنے بائیں اور سامنے دل پر بالترتیب لگائے اور پنج ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور شش ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور اوپر آسمان کی طرف اور دل پر

[۱] بعضوں کے نزدیک مرید کو کم از کم چھ ہزار بار اسم کا ورد کر لینا چاہیے ۱۲ شہیدی

بالترتیب لگائے اور ہفت ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے نیچے اوپر اور دل پر بالترتیب لگائے۔ اور ضرب میں فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ جدھر منہ پھیرو ادھر ہی خدا ہے۔ کا تصور کرے اور مستغرق ہو جائے اس ذکر سے ذاکر ہی خوب لذت آشنا ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا اگر آیت مذکورہ کے تصور کے ساتھ یہ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقہ سے کیا جائے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر شے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ۔ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو، کی کامل تصدیق ہو جاتی ہے۔

چہار ضربی کا دوسرا طریقہ

قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کر کے رو بہ قبلہ بیٹھے اور پہلے داہنی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اس ذکر سے معانی قرآنیہ کا انکشاف[1] اور کشف القبور حاصل ہو جائے گا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ

اگر سالک مقام ہویت پر پہنچنا چاہتا ہے تو اس ذکر کی ہمیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار زانو بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کر کے ناف پر اللہ کی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو مستحکم پکڑے اور دل پر ہو کی ضرب لگائے اور گر اسی طرح ذکر میں مشغول رہے گا تو خدا کے بہتر اوصاف اس میں پیدا ہو جائیں گے یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

بائیں گھٹنے سے لَا اِلٰہَ شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لا کر داہنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا کمر کی طرف جھکا کر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اس ذکر میں دو زانو بیٹھنا چاہئے۔

ذکر حدادی کا طریقہ

طریقہ بالا پر سانس کو زور سے کھینچکر لَا اِلٰہَ کا دور داہنے شانے تک پہنچا کر دونوں گھٹنوں سے

[1] اس انکشاف سے اس پر قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہو جائیں گے جس سے اس کے ایمان میں اور زائد تقویت حاصل ہو جائے گی ۱۲ شہید

کھڑا ہو جائے اور ہاتھ بلند کرکے پوری قوت سے ۲ الا اللّٰہ کی ضرب دل پر لگائے اور بیٹھ جائے اور جس طرح لوہار[1] کے ہاتھوں کی حرکت ہتوڑا اٹھاتے وقت ہوتی ہے اس طرح ہاتھوں کو حرکت دے۔ تاکہ لطف حاصل ہو شیخ جلال تھانیسری کے متعلق امام ابوالحفص سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے شیخ نے پسند یہ ذکر مجھ کو تعلیم فرمایا ہے دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

ذکر ارّہ کا طریقہ

سانس کو الٹا کر کے پوری طاقت سے لَآ اِلٰہ کا ورد داہنے کاندھے تک پہنچائے اور سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا جھکا کر دل پر ا لاّ اللّٰہ کی ضرب لگائے۔

ذکر آرّہ کا دوسرا طریقہ

پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے ملا کر الٹی سانس میں پوری طاقت سے لفظ اللّٰہ کو ناف سے کھینچ کر داہنے شانے تک پہنچائے اور ہو کی ضرب دل پر اس طرح لگائے جس طرح بڑھئی لکڑی پر آرہ[2] کھینچتا ہے۔ اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے اور صفات[3] سے اجہات کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آرہ کھینچ رہا ہوں۔ اور خیال کرے کہ جسطرح لکڑی کاٹتے وقت اس سے برادہ نکلتا ہے اس طرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور تمام عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں اتنا مشغول ہونا چاہئے کہ محویت کل اور مشاہدہ تمام حاصل ہو جائے اور ذاکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا ہے

فائدہ:- اذکار جہر یہ میں غذا کو اسقدر کم نہ کرنا چاہئے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہو جائے بلکہ صرف چوتھائی معدہ کو خالی رکھنا چاہئے اور کھانے میں روغنیات اور مغزیات کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ دماغ کو خشکی اور یبوست کی تکلیف نہ ہو اور راہ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت واعتقاد کے ساتھ ربط قلبی رکھے ان سب ذکروں سے ذکر دوامی مراد ہے یعنی مرید اپنے کو ہمیشہ ذاکر رکھے

---

[1] غالباً اسی مناسبت سے یہ ذکر ذکر حدادی کہلاتا ہے ۱۲ شبیر [2] غالباً اسی مناسبت سے اس ذکر کو حضرات صوفیہ ذکر ارّہ کہتے ہیں ۱۲ شبیر [3] باری تعالیٰ کے صفات وجہات علم قدرت حیات سمع بصر ارادہ تکوین کلام ہیں۔ ۱۲ مولنا صبغت اللّٰہ شہید

اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اس کی روح اور دل کو تازگی بخشے اور اس کا مونس رہے۔

شعر کارکن کار بگذر از گفتار ٭ کاندریں راہ کار دارد کار

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دو سوراخ ہیں، ایک نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہے جب ذکر جہر میں ذاکر آمد و شد نحت و فوق سے مشغول ہو جاتا ہے تو بالائی دروازہ کھل جاتا ہے۔ لیکن نیچے کا دروازہ صرف ذکر خفی (یعنی حبس دم) ہی سے کھلتا ہے اور اذکار کا اصل الاصول حبس دم ہے۔ حضرات چشتیہ و قادریہ نے اس کو اذکار میں شرط کیا ہے، حضرات نقشبندیہ اس کو شرط تو نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس کی اولویت سے ان کو بھی انکار نہیں ہے منجملہ اس کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اندرونی چربی اور رطوبت فاضلہ کی تحلیل ہو جاتی ہے اور وہ رگیں جو قلب سے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جس وقت دم رک جاتا ہے تو اس کی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

خطرات فاسدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہو اس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اژدہے کی ہے اور اس کا پھن بہت سخت زہریلا اور خاردار ہے جس وقت مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور پھن کو اپنے دل کے اطراف میں گھماتا ہے جس سے اس کا زہر قلب میں اتر جاتا ہے اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب مرید گناہوں سے توبہ کر کے پاس انفاس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

فائدہ:۔ جب کوئی برا خیال دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہوتا ہو تو اس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں روکے اور کلمہ لَآ اِلٰہ کو دل سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اژدہے کی طرح بیٹھا ہے لَآ اِلٰہ کی قینچی سے میں نے اس کی دم پکڑلی اور داہنے شانے تک لائے پھر اِلَّا اللّٰہ کی قلب پر ضرب لگائے اور خیال کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی

اور اس کا سر پاش پاش ہو گیا۔ اور وہ دل سے باہر ہو گیا اسی طرح متواتر ضربیں لگائے اگر خدا نے چاہا۔ تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہو جائیں گے اور شیطان ہلاک ہو گا۔ اور دل نورِ ذکر سے منور ہو جائے گا۔ اس ذکر میں ملاحظہ اور حبس دم ضروری ہے اور بے حبس دم کیئے بھی یہ ذکر مفید ہو گا مگر کرنا شرط ہے

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھہرا دے اور کلمہ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو بائیں زانو سے شروع کرے داہنے زانو پر لا کر شانے تک دورہ کو ختم کر کے اِلَّا اللّٰہ کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے پہلے دن میں دس سانسیں کھینچے اور ہر سانس میں بہ تین مرتبہ کرے اس کے بعد روز بروز درجہ ایک ایک دم زائد کرتا ہے اور (اللّٰہُ وِترٌ یُحِبُّ الوِتر اللہ طاق ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے) کا لحاظ رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پگھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اس کو شکست ہو۔ اور جب دم کشی کی عادت ہو جائے گی تو دل پر محویت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت جاری ہو جائے گی اور ہر عضو خود بخود ذاکر ہو جائے گا۔ اور عشق الٰہی کی آگ دل میں روشن ہو جائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو۔ اور ابتدا میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

فائدہ:۔ حبس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہئے کیونکہ خوف ہے کہ یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا نہ کردے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور نہ اس قدر سیر ہو کر کھائے کہ مضمحل ہو جائے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ ضعیف ہو جائے۔

نفی و اثبات کے حبس کا دوسرا طریقہ

چاہئے کہ تنہائی میں چار زانو بیٹھ کر آنکھیں بند کر لے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے

لہ اس میں بھید یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط میں ہے اسی طرح نفس کا مقام ہے جس طرح مضغہ صنوبری دل کا پس جب وہاں یہ نفی شروع کی جائے گی اور دماغ تک پہنچائی جائے گی تو جو چیزیں بیچ میں واقع ہوں گی متاثر ہوں گی اور حجاب ان سے اٹھ جائے گا ۱۲ تمہید

www.maktabah.org

پاس کی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لا کر ام الدماغ میں ٹھیرائے اور بغیر زبان کو حرکت دئے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لا کو ناف سے کھینچ کر روح کی طرف لا کر لفظ اِلٰہَ کو دماغ تک پہنچا کر باہر لائے اور دل پر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب لگائے اسی طرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر آہستہ سے سانس باہر کرے اور ہر بار باہر کرتے وقت محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (محمد خدا کے رسول ہیں خدا ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجے) کا تصور کرے اور آنکھیں کھول کر لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہ (کوئی سوا خدا کے پیارا نہیں ہے) کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھیں بند کر لے اور لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ (کوئی موجود حقیقی سوائے خدا کے نہیں ہے) کا تصور کرے اور آہستگی سے سانس روکے اور اسی طرح ہر دن دس سانسیں لے اور ہر روز ایک ایک بار زائد کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ ایک سانس سے ایک سو اکیس مرتبہ ذکر کر سکے اس وقت دروازہ قلب کا کھل جائے گا۔ اور نور مشاہدہ سے قلب منور ہو جائے گا۔

شغل سہ پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ

شغل سہ پایہ یہ ہے۔ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا اور بینا اور سننے والا ہے) کا ذکر کرے اسی ذکر کو اکثر حضرات مشائخ نے کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ جائے اور سُلْطَانًا نَّصِیْرًا (مددگار اور محمود شہنشاہ) کا تصور کرے۔ اور سانس کو روک کر اور ناف سے لیکر ام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہنچے تو اَللّٰہُ سَمِیْعٌ (اللہ سنتا ہے) کہے اور بی یسمع (میرے ہی ذریعہ۔ سنتا ہے) کا تصور کرے پھر ناف پر اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا ہے) کہے اور بی ینطق (میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہے) کا تصور کرے پھر سے شروع کرے اور ام الدماغ میں اَللّٰہُ عَلِیْمٌ اور ناف پر اَللّٰہُ سَمِیْعٌ عروج و نزول کے طریقہ پر کہے یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایک بار شغل سہ پایہ کرنے لگے تو جمال الٰہی سے فیضیاب ہو جائے گا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے اس واسطے اصحاب شطاریہ اس کو ہشت رکنی بھی کہتے ہیں۔ شعر

بزرخ و ذات و صفات[۱] و شد ذ دو تحت و فوق — می نماید طالبان و گل نفس ذوق و شوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال

[۱] صفات سے مراد صفات اثبات ہیں جن کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور برزخ سے واسطہ مرشد اور ذات سے اسم ذات مراد ہے ۱۲ شبیہ

www.maktabah.org

ذاتی ہیں۔ اوّل قرب نوافل، دوسرے قرب فرائض تیسرے نہ قرب نوافل اور نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعین عین ذاتِ باری کا تعین ہے۔

فائدہ:۔ قرب کی دو قسمیں ہیں قرب نوافل اور قرب فرائض۔ قرب نوافل اس کو کہتے ہیں کہ سالک سے انسانی صفتیں زائل ہو جائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہو جائیں جیسے قم باذن اللہ کہہ کر کسی مردے کو زندہ کر دینا اور پھر اس کو ہلاک کر ڈالنا اور بہت دور کی بات سن لینا یا دور کی چیز کا معائنہ کر لینا اور قرب فرائض اس کو کہتے ہیں کہ انسان تمام موجودہ چیزوں کے ادراک سے فنا ہو جائے اور اس کی نظر میں سوائے وجود الٰہی کے کچھ باقی نہ رہے اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

شغل سُلطَانًا نَصِیرًا کا طریقہ

خواجہ معین الدینؒ سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام کو رو بہ قبلہ دو زانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلک جھپکائے جس طرح چراغ یا ستارہ کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہو جائے ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا۔ لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اس کو اپنی صورت جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نور الٰہی سے منور ہو جائے گی۔ اور لطف و مذاق اس کی حیثیت کے مطابق ہو جائے گا۔

شغل سُلطَانًا مَّحمُودًا کا طریقہ

جس طرح سلطانا نصیرا کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہو جاتا ہے

شغل سلطان الاذکار کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ تنگ و تار یک حجرے میں جس میں شور و غل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہو کر درود

استغفار اور اعوذ و بسم اللہ پڑھ کے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا[ع] الخ اللہ مجھ کو نور دے اور میرے واسطے نور کر دے اور میرا نور بڑھا دے اور خود مجھ کو نور کر دے) تین بار حضور قلب اور تصور سے کہے اس کے بعد لیٹ کر یا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر اپنے بدن کو ہلکا کرے اور مردہ تصور کرے اور از سر تا پا متوجہ اور باہمت ہو جائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر نکالے تو لفظ ہو کر تصور کرے اور خیال کرے کہ سانس لینے اور باہر کرتے وقت ہر ہر بال سے لفظ ہو نکل رہا ہے اور اس ذکر میں اس طرح منہمک ہونا چاہئے کہ اپنا خیال بھی جاتا رہے اور ہو الحی القیوم (خدا زندہ اور قائم ہے) کا ہر وقت تصور قائم کرے اس کا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا کہ جسم کا ہر ہر رواں اور ہر ہر بال ذاکر ہو جائے گا اور انوارِ تجلی سے منور ہو جائے گا۔

ذکرِ سلطان الاذکار کا طریقہ

حواس[۱] خمسہ کو روئی یا انگلی سے بند کر کے دم کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ام الدماغ میں روکے اور وہاں سے دلِ مدوّر میں لیجا کر اسم ذات کے ذکر قلبی کے ساتھ قلب صنوبری سے آواز حدیث کے سننے کے ضمن میں اس نقطہ درخشندہ کے خیال میں جو دل مدور میں ام الدماغ میں واقع ہے بعضے اس کو لطیفہ اخفیٰ کہتے ہیں شغل رکھے یہاں تک کہ یہ نقطہ اس قدر وسیع اور چوڑا ہو جائے کہ تمام جسم منور ہو جائے اور اس کے بعد عرش سے زمین تک مخفی نور ہی نور دکھائی دے اور اس نور میں حق اور ملائکہ کی صورتیں دکھائی دینے لگیں۔ جب سالک اس طریقہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت کو وجود عالم میں متصرف خود دیکھنے لگتا ہے اس مقام میں سالک کو اپنی صفات کو صفات باری سمجھنا چاہئے وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ (خدا جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے)

شغل سرمدی[۲] کا طریقہ

طریقہ بالا پر آنکھوں اور کانوں کو انگلیوں سے بند کرے اور حواس[۳] خمسہ کو جمع کر کے خیال کرے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آ رہی ہے اور اس کے سننے میں پوری ہمت سے مشغول ہو کسی نے کہا ہے۔

---

[۱] بلکہ بہتر یہ ہے کہ ذاکر کسی حوض میں غوطہ لگا کر اس عمل پر عامل ہو ۱۲ شہید

[۲] بعض لوگ اس ذکر کو بخد و سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ۱۲ شہید۔ [۳] حواس خمسہ دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے اور چھونے کی قوت کو کہتے ہیں ۱۲

[ع] اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔

شعر در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسے است ؛ ہشدار و گوش دل بہ پیام سروش دار

اور کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے چند دن میں اس آواز کو اس قدر قوت حاصل ہو جائے گی کہ بغیر کان بند کئے یہ آواز سنائی دے گی اور کوئی شور و شغل نہ مانع ہو سکے گا اور جب یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے تو تمام جسم سے گنبد کی ایسی آواز آنے لگتی ہے اس آواز کو اصطلاح صوفیہ میں صوت حسن وہمس کہتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے وخشعت[عہ] الاصوات ۱۲ الآیۃ (خدا کے لئے آوازیں پست ہو گئیں تو تم سوائے پست آواز کے کچھ نہیں سنتے ہو) بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز تھی جو موسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) نے درخت سے اپنے تمام جسم میں سنی تھی اور یہ آواز ان پر وحی کے نزول کی دلیل تھی۔ اور اولیائے کرام بھی اس آواز سے الہام کا فخر حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی کسی آواز سے وصال حق حاصل کیا ہے۔ یہ آواز پابندی سے غالب ہو جاتی ہے اور کبھی گھنٹے کی ایسی آواز آنے لگتی ہے حضرت حافظ رح فرماتے ہیں بیت

کس[لہ] ندانست کہ منزل گہ آں یار کجاست
ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

اور کبھی دوسرے[ٰ۲] قسم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ ذکر مکمل حاصل ہو جانے کے بعد سلطان ذکر ہو جاتا ہے۔ اور کڑک اور گرج کی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام جسم کانپنے لگتا ہے اور بے خودی اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی چاند سورج اور بجلی کی روشنی کی طرح روشنی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن سالک کو ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ نور ذات[ٰ۳] کی طرف خیال رکھنا چاہئے۔

شغل بساط کا طریقہ

ام الدماغ میں آفتاب کی طرح ایک منوّر نقطہ ہے جس کو دل مدوّر اور حضرات صوفیہ اس کو اخفیٰ کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ شغل حضرت معین الدین چشتی رح کو آں حضرت صلعم سے بلا واسطہ پہنچا ہے اور اسی

لہ کسی کو نہیں معلوم کہ اس شوخ کے رہنے کی جگہ کہاں ہے بعض وقت صرف گھنٹے کی آواز آتی ہے ۱۲ شہید ۲ کبھی بھڑ کی اور کبھی طائر کی اور کبھی ڈھول کی طنبورے کی یا اور کبھی دیگچی کے ابلنے کی آواز اور اسی طرح کی مختلف آوازیں گوش زد ہوتی ہیں ۱۲ شہید ۳ اسی مقام کو اصطلاح صوفیہ میں کشاکش کہتے ہیں جب سالک اس مقام سے ترقی کر جاتا ہے تو کشاکش دنیا سے گویا نجات پا جاتا ہے۔ شیخ عبدالقدوس رح تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی رح کو یہ تین سال میں حاصل ہوا تھا اور یہ چار برس سے کم میں حاصل نہیں ہو سکتا

عہ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا۔

www.maktabah.org

شغل کی برکت سے معین الدین چشتیؒ کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم نقطۃ (علم ایک نقطہ ہے) اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے اور زبان کو تالو سے لگا کر ام الدماغ میں روک کر گردہ ہُو ہُو کو سر منی سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ تمام جسم کو پھیلا کر حاوی ہوگیا ہے۔ گویا اس کا جسم فنا ہوگیا ہے اور اس کی جگہ پر گردہ ہو کہ بے جہت اور بے کیف ذات کا عین ذات ہے، قائم ہوگیا اور اس مرتبہ فنا کا نام رویت تجلی ذات اور لاہوت محمدی ہے۔ اس شغل میں اگر زرد نور دکھائی دے تو نور نفس و ناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور اگر سبز نظر آدے تو نور جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے تو نور لاہوت ہے ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء یہ خدا کی عنایت ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔

تیسری فصل ان انوار و مراقبات کے بیان میں جو ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں

مراقبہ کا طریقہ۔ جب انوار جہریہ و سریہ سے سالک منور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی رگ و پے میں ذکر سرایت کر جاتا ہے اور ایک محویت اور بے خودی پیدا ہو جاتی ہے تب اس کو مراقبات کی تعلیم دی جاتی ہے اور مراقبہ کی چند قسمیں ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اسے منزل مقصود تک پہنچائے اس پر عمل کرے اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

مراقبہ کا طریقہ

دو زانو جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہے، بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کر کے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور تعوذ یعنی (اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم) اور تسمیہ یعنی (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کے بعد اَللّٰہُ حَاضِرِیْ، اَللّٰہُ نَاظِرِیْ، اَللّٰہُ مَعِیْ۔ کہہ کر مراقب ہو کر اس کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ہے اس خیال میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ غیر خدا کا یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے اور اگر یہ خیال تھوڑی دیر میں زائل ہو جائے تو یقین کرنا چاہئے کہ مراقبہ نہیں ہے ابتدا میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن عادت ہو جانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے رجوع مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس

(۱) جو چیز مطلوب حقیقی، تک پہنچانیوالی ہو اس کے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کے مدنظر رکھنے کو کہتے ہیں اور مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات میں اس قدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہو جائے ۱۲ شہید

www.maktabah.org

مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ نہ دینا چاہیے۔

شعر
ہمہ کارے کہ ہمت بستہ گردد ٭ اگر خارے بود گلدستہ گردد [1]

دوسرا مراقبہ

جن امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے ان کے اسباب تین ہیں ایک حدیث نفس یعنی بقصد اپنے دل سے جلوت اور خلوت میں باتیں کرنا۔ دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو جاتا ہے، تیسرے نظر بغیر یعنی کثیر التعداد چیزوں کی واقفیت ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی ہے۔ لیکن اس کی چند صورتیں ہیں حدیث نفس کی صورت میں اسم ذات اور خطرہ میں اسمائے صفات امہات کا دل میں تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے۔

مراقبۂ رویت

خدا کی رویت کا تصور کرے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی (کیا نہیں جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے) پر غور کرے اور اس پر یہاں تک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔

مراقبہ معیت وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔ (جہاں کہیں تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) معنی کے ساتھ تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت بیماری صحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے

مراقبہ اقربیت

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم انسان کے رگ گلو سے بھی زائد قریب ہیں) پر تصور معنی کے ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔

مراقبۂ وحدت ہمہ اوست اور ھو الاول ھو الاٰخر (اس کا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتدا اور انتہا میں وہی ہے) زبان سے کہے اور تصور کرے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔

مراقبۂ فنا کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ الآیۃ۔ (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا۔) کے معنی کے تصور

---

[1] جو کام ہمت کے ساتھ کیا جائے اس میں اگر کانٹے ہوں گے تو گلدستے ہو جائیں گے ۱۲ شہید

[5] کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

www.maktabah.org

کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو بے عیب ہے ہمیشہ رہیں گی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال میں محو ہو جائے تاکہ اس کے معنیٰ اور بھی منکشف ہو جائیں اور اس کے وجود کو فنا اور علم و عقل کو اضمحلال حاصل ہو۔

دیگر مراقبات بہت ہیں

جیسے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ (جدھر منہ پھیرو ادھر ہی خدا ہے) اور کَانَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ رَقِیْباً (خدا تمہاری حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے) اور وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ (خدا ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے) اور فِیْۤ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔

دوسرا مراقبہ

بعض لوگ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس شغل میں انوار الٰہیہ متجلّی ہوتے ہیں اور ایک پلک سے آگ نکل کر تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مراقبہ ہواؔ[1] کہلاتا ہے۔ بعض حضرات نظر ہوا پر کر کے مدتوں عالم تحیر میں رہتے ہیں

مراقبہ ۔ تنگ و تاریک حجرے میں بیٹھ کر آنکھ کھول کر ہوا میں ایک جگہ دیکھے اس سے انوار الٰہی ظاہر ہوں گے اور وصال حق نصیب ہو گا۔

مراقبہ ۔ بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں بلکہ اسی کا وجود ہے اگر پوری توجہ سے اس پر غور کرے گا تو جَآءَ الْحَقُّ[2] وَزَھَقَ الْبَاطِلُ کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکل جائے گا۔ اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔

مراقبہ ۔ بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں

مراقبہ ۔ بعض اس نور مطلق کو نور غیر متناہی کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستہلک خیال کرتے ہیں۔

[1] ہواؔ میں سر عظیم یہ ہے کہ مستقیم اور مستدیر ہے اور قول اللہ کا فی خلق الرحمٰن من تفاوت اسی کلام کا ہمسر ہے اور ہوا عالم خدا اور عالم صفات ہے کون و مکان و کون یعنی منزہ ہزار عالم اسی ہوا میں ہیں اور ہوا سے گذر کر سبحان و لامکان ہے جس کا۔ الرحمٰن علی العرش استوٰی اور تو ہوا کہتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ ہوا کیا چیز ہے ۱۲ ارشاد الطالبین [2] حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید۔

مراقبہ بعض اس کو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانیوالا سایہ تصور کرتے ہیں غرض یہ مثالیں اسی وجہ سے فرض کی جاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلیں اس کو تصور کر سکیں ورنہ ذات مطلق جو بے کیف و بے چوں اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہے اور اس سے کوئی نسبت بھی نہیں رکھتی ہے۔ ان تمثیلات سے پاک اور بری ہے **تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیرا**[1] اور ان تمام حیلوں اور طریقوں سے غرض اپنے موہوم ہستی کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا ہے جس قدر سالک استغراق اور محویت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے اسی قدر وصال حق نصیب ہوتا ہے۔ غرض سالک کو اپنے افعال و صفات اور وجود کو جناب باری کے صفات افعال اور وجود سمجھنا چاہئے اور اسی میں مستغرق رہے تاکہ اس کی حقیقت اس پر منکشف ہو جائے اور منزل مقصود تک پہونچ جائے۔

فائدہ۔ جب مذکورہ بالا اذکار جہریہ اور سریہ سے مرید ترقی کر جاتا ہے اور درجہ کمال کو پہونچ جاتا ہے تو اس پر معنوی و حقیقی (جس کو ذکر روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معائنہ کہتے ہیں) منکشف ہو جائے تو وہ اس مقام میں غلبۂ نور اور خدا کی عظمت سے بیہوش[2] ہو جائے گا[3]۔ ہوش میں آنے پر سالک کو اپنے کو عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہئے اور ترقی کا آرزومند ہونا چاہئے اس کے بعد نور جمالی ظہور فرمائے گا اس نور کا غلبہ اس کے حواس خمسہ کو بیکار اور مضمحل کر دے گا۔ اور باطنی آنکھ کے غلبہ کی وجہ سے اس نور کو ظاہری آنکھ سے دیکھے گا۔ اگر یہ اس کے دل میں ٹھیر جائے گا۔ اور قرار پکڑ لے گا۔ تو اس کا ارادہ اور کام خدا کا ارادہ اور کام ہو جائے گا[4]۔ **وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ**[5] دیکھنا سننا غرض اس کے تمام افعال خدا ہی سے ہوں گے اور تمام چیزوں میں خدا کے وجود کو پائے گا۔

---

[1] خدا ان تمام چیزوں سے بالاتر اور پاک ہے ۱۲ شہید [2] بے ہوشی کی دو حیثیتیں ہیں ایک تو بے حس و ادراک ہو جانا اور دوسرے نیند یا نشہ کی کیفیت کا پیدا ہو جانا ۱۲ شہید [3] جب حضرت موسیٰ کے ایسے جلیل القدر رسول ایک ادنیٰ تجلی میں بے ہوش ہو کر پہاڑ پر گر پڑے تو یہ بیچارہ کس طرح متحمل ہو سکتا ہے اس کا تو بے ہوش ہو جانا اور ہوش و حواس کا زائل ہو جانا یقینی ہے مولانا محمد صبغت اللہ صاحب شہید لکھنوی فرنگی محلی ۱۲ [4] تمام موجودات کو خدا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اسی کے قبضہ اقتدار میں ہے اور اس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں ہے اور تم جہاں کہیں اور جس حالت میں ہو خدا تمہارے ساتھ ہے ۱۲ شہید

[5] اس مقصد کو شیخ المتصوفین حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے شعر میں یوں ادا کیا ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار۔ یعنی سبز درختوں کے چھوٹے چھوٹے پتے عقلمند اور سالک کی نظر میں خدا کی جاننے کے ایک ایک دفتر ہیں وہ انہیں پتوں میں خدا کو دیکھتا ہے یہی ہمہ اوست کے معنی ہیں ۱۲ شہید

اور اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہو گی یہ مرتبہ قرب نوافل و مقام مشاہدہ کا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے اس میں سالک بنی[ا] ہوئی چیزوں سے بنانے والے یعنی خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جب سالک اس مرتبہ پر پہونچ جاتا ہے۔ اور اس میں کمال حاصل کر لیتا ہے اس کو مجذوب کہنے لگتے ہیں۔ اور وَبِیْ[۱] یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ وَبِیْ یَعْقِلُ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ

شعر۔ علم[۲] حق در علم صوفی گم شود ؛ ایں سخن کے باور مردم شود

اس مرتبہ میں انوار تجلّی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں تو اس کو چاہئیے کہ ان انوار کو انوار الٰہی خیال کرے اگر اس حالت پر سالک ٹھہر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبے میں پہونچ جاتا ہے اور تجلی ذاتی اس کے قلب کو حاصل ہوتی ہے اس تجلّی میں اس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھے گا اور خدا کے وجود کو جانے گا۔ اور جناب باری کو بے حجاب دیکھے گا۔ اور اس سے یا اور دوسروں سے جو افعال و اوصاف صادر ہوں گے ان کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کرے گا۔ جو عالم سے ظاہر ہوتے ہیں یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہے یعنی صفات باری اور اس کی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے مَا[۳] رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو اور تجلی ذات یا تجلی صفات خدا کے فضل سے اس پر ہوں تو اس کو ان تجلیات میں مستغرق ہو جانا چاہئیے اس تیسری مرتبہ میں سالک ہمہ تن صانع ہو جائے گا اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور اَلَا[۴] اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْئٍ مُّحِیْطٌ کا اس سے ظہور ہوگا اور مَنْ[۵] عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کا اسرار اس پر منکشف ہو جائے گا۔ اور خدا کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا۔ اور فنا ہو جائے گا اور کُلُّ[۶] شَیْئٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ کا اس پر ظہور ہوگا۔ اور حق محض باقی رہ جائے گا۔ اگر اس جگہ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ کا[۷] تصور کرے گا نور روح کو جو خدا کا نور ذاتی ہے۔ بے نقاب دیکھے گا اور رَأَیْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ[۸] ؛

ھ حاشیہ صفحہ گزشتہ پر دیکھئے۔ سا یعنی میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے دیکھتا ہے بولتا ہے پکڑتا ہے چلتا ہے اور ادراک کرتا ہے میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی نہ دے ۱۲ شہید ۲ خدا کا علم اس کے علم میں غائب ہو جاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہو جاتے ہیں لیکن اس کہنے کو ہر شخص یقین نہیں کر سکتا ۱۲ شہید ۳ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۱۲ شہید ۴ آگاہ ہو جاؤ کہ خدا تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے سب چیزیں اس کے قبضہ اقتدار میں ہیں ۱۲ شہید ۵ جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو جان لیا خود انسان خدا کی صنعت اور خدا کی قدرت کا ایک کامل نمونہ ہے اس وجہ سے اگر اپنی حالت پر غور کرے گا تو اس پر قدرت (باقی صفحہ ۴۴ پر)

www.maktabah.org

اس پر شاہد ہے سالک خدا کو اس کے نور ذات کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان میں نہیں پاتا اور اسی کو فنا کہتے ہیں۔

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر ایک درجہ کی ایک معین حد ہے (جس طرح ذکر جسم، ذکر نفس ذکر قلب ذکر روح، ذکر سر، ذکر کے پانچ درجے ہیں (جن کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے)۔ اسی طرح پر فنا کے بھی پانچ درجے ہیں۔ اول مرتبہ غلبہ ذکر ربانی (جس کو ذکر جسمی کہتے ہیں اس کے غلبہ کی وجہ سے برے اخلاق (جو نفس امارہ کی صفتیں ہیں) صفات حمیدہ (جن کا شرع نے حکم دیا ہے) میں فنا ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکر فکری کے غلبہ سے (جس کو ذکر نفسی کہتے ہیں) نفسانی خواہشیں اور جو نفس لوامہ کی صفتیں ہیں وہ امکانی خواہش میں فنا ہو جاتی ہیں تاکہ وہ احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ (جو نفس ملہم کا مقام ہے منکشف ہو جاوے، تیسرے ذکر قلبی کے غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف و افعال موجود مطلق (یعنی اللہ) کے اوصاف و افعال میں فنا ہوں تاکہ ہر شے میں افعال حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینان قلبی (کہ نفس مطمئنہ کا مقام ہے) حاصل ہو جاوے، چوتھے ذکر روح کے غلبہ میں (جس کو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرت خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے یہاں تک کہ سالک کے مشاہدے میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچویں ذکر سری کی ہزاری میں جو ازت اذبار اور معائنہ اور خلق سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں۔ خود سالک ذات مطلق میں فنا ہو جائے یہ معائنہ ہے اور رضائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پائے پھر کیونکہ اگر پائے گا تو فنا فنائیت بھی فنا ہو جائے گی اور فناء الفناء کا مصداق بنے گا اس مقام میں علم سالک اور اس کی ذات وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتا لی مع اللّٰہِ وَقْتٌ وقت کی طرف اشارہ ہے۔

(بقیہ ۳۳) کے اسرار منکشف ہو جائیں گے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کر لے گا ۱۲ شہید ؎ تمام موجودہ چیزیں مٹ جائیں گی لیکن خدا موجود بھی فنا نہ ہوگا ۱۲ شہید ؎ اس وقت بھی ویسا ہی ہے جیسے پہلے تھا اور پہلی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۱۲ شہید ؎ میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ۱۲ شہید

؎ یعنی نفس جس کے اثر سے انسان برے کاموں میں مشغول ہو جاتے اور اپنے پروردگار کو بھول جاتا ہے تو مر جاتا ہے اور انسان کوئی ایسی خواہش نہیں کرتا جو ناجائز اور مذموم ہو بلکہ اس کی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہشیں ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

اور مَنْ[۱] رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ کا ظہور ہوتا ہے۔

شعر تو دریں[۲] گم شود کہ توحید ایں بود گم شدن گم کن کہ تفرید ایں بود

سالک اس مرتبہ میں سیر الی اللہ جو اس کا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جس کا اس کو تصور ہے تمام کرکے مقصد اصلی حاصل کرکے تمام موجودات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالک بالکل فنا ہو جاتا ہے حضرت بایزید بسطامیؒ اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ میں جبتک غائب تھا اسے ڈھونڈتا تھا اور اپنے کو پاتا تھا اس وقت تینتیس سال سے جب اپنی تلاش کرتا ہوں تو خدا کو پاتا ہوں اس مرتبے کی تجلی اگر سالک پر ایک بار بھی پڑجائے تو ولی کامل ہو جائے مگر یہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ میں یا دو لمحہ یا ایک دن میں ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہے تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کی حالت پر مبنی ہے جیسی حالت ہوگی ویسی ہی فنائیت ہوگی ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ جب سالک کو خدا اس مرتبہ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بڑی حیرت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں :

فائدہ۔ بقا باللہ رجوع الی البدایت کا نام ہے یعنی بدایت میں مبتدی کی نظر مظاہر پر سطحی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث بہت بڑی غلطی کا ہوتا ہے اور اپنی بیخودی اور تعینات کے فنا ہو جانے کے بعد پھر تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے اس وقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اس کے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات مظاہر کو دیکھتا ہے اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونوں مرتبے ایک ہی ہیں لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت اور ہر وقت میں خدا کے وجود کا تصور کرتا ہے اور کوئی چیز اس کو خدا کے دیکھنے سے اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزوں میں دیکھنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک جو کہ الوہیت ہے" پہونچ گیا۔ جس طرح الوہیت کے واسطے وجوب و امکان برابر ہیں اسی طرح عارف کے لئے حق خلقت حق سے کوئی حاجب نہیں۔ وَمَا رَاَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَاَيْتُ اللّٰهَ فِيْهِ اور اس کو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے۔ اور کہہ اٹھتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ

[۱] جس نے مجھ کو دیکھا اس نے یقیناً خدا کو دیکھ لیا ہے ۱۲ شہید

[۲] تم اپنے وجود کو خدا کے وجود میں فنا کر دو کیونکہ توحید کے معنی یہی ہیں اپنے فنا کو فنا کر دو کیونکہ تفرید یہی ہے ۱۲ شہید

www.maktabah.org

ہو کر لوگوں کو اس تک پہونچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں مَرَجَ[1] الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ[2] اس مرتبہ پر پہونچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور سَخَّرَ[3] لَكُم مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ مزین ہے اور اس نے جمال اَسْبَغَ[4] عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً کو دیکھا ہے اور نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ہو گیا اس وجہ سے حال اس کے تابع ہو گیا ہے۔ **قطعہ**

ہیچ[5] کس ایں درد را درماں نیافت ہیچ کس ایں راہ را پایاں نیافت

اے برادر بے نہایت درگہے ست ہر چہ بروی می رسی بروی ماست

فائدہ۔ سالک کو ذکر زبانی و دلی میں تنہائی اور مجمع میں باآواز اور بلا آواز رات دن مشغول رہنا چاہئے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذاکر کے دل پر لا تعداد انوار و اسرار الٰہی جلوہ فرما ہوں گے اور ان انوار کی روشنی میں جمال کا لطف اور تجلی حق حاصل ہوگی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی۔

فائدہ۔ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہئے اور مراقبہ کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نور کی طرف متوجہ ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسارہ اٹھائے اور رشک معشوقیت سے جل جائے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلالی نہیں ہیں جمالی بھی ہیں مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے برے میں امتیاز کرنا چاہئے ورنہ کفر اور زندیقیت کا ڈر ہے لہذا اچھے برے انوار کے علامات اور آثار جاننا چاہئیں۔

اچھے اور برے انوار آثار کی کیفیت

جب سالک کا دل خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے

[1] جو دو دریا ایک دوسرے سے ملتے ہیں انکو ملا دیا ان کے بیچ میں ایک پردہ یعنی حد ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے ہیں ۱۲ شہید
[3] جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [4] خدا نے اپنی ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم کو عنایت فرمائیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [5] اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے اس راستہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اس درگاہ کی کوئی نہایت نہیں جب پر تم پہنچو اس پر رک نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے (باقی صفحہ ۳۸ پر)

اور غیر خدا سے دل بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے تو انوار الٰہی ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی وہ انوار خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہیں جن کو دل، دل۔ سینہ یا سر یا دونوں طرف اور کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی داہنے بائیں کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کسی رنگ کا نور اگر داہنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے اور اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کراماً[1] کاتبین کا ہے اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اور اچھی صورت ظاہر ہو، تو وہ فرشتہ ہے جو ذاکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے اور اگر داہنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہے تو وہ نور محمدیؐ ہے جو سیدھے راستے کی تعلیم فرماتا ہے۔

اور اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کاتب سینہ کا ہے اور اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکہ ہے لاحول سے دفع کرے اور اعوذ باللہ الخ پڑھے اور توجہ نہ کرے اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ ان فرشتوں کا ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اگر بلا کسی جہت کے ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا کرے۔ اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے۔ لاحول پڑھنا چاہئے اور اگر اسی طرح بلا جہت ظاہر ہو اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے۔ اور اشتیاق و طلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے رَزَقَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو خناس کا نور ہے۔ اعوذ باللہ الخ پڑھنا چاہئے اور اگر سینے کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے جس نے طالب کے دل میں تجلّی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی

(بقیہ صفحہ ۳۷) وصل کے نہیں ہے اور سالک جس انتہائی مرتبہ پر پہونچ جائے اور خیال کرے کہ یہ منتہی وہ دراصل انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اس سے بھی بالاتر ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی

[1] کراماً کاتبین لسان شرع میں دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے لکھنے کے واسطے انسان کے دونوں شانوں پر متعین فرمائے گئے ہیں ۱۲ شہید

www.maktabah.org

روح کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اس کو نور ذات ٹھیراتے ہیں تو اگر یہ اوپر سے ہے تو ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند ایسا ہو تو دل کا ہے اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو **سلطانا نصیرا** و **سلطانا محمودا** کی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی نور ذات ہے مگر سالک کو چاہیے کہ انوار میں سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور اور لطف نہ حاصل کرے بلکہ صرف نور الٰہی میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اس کے گرداگرد باریک اور مکدّر نورانی خطوط ہوں تو وہ نور نفی کا ہے اگر اس طرف توجہ کریگا تو نفی حاصل ہوگی اور ماسوائے اللہ سے قلب کا صاف ہو جانا اور ہر آثاری افعالی وصفاتی تجلی (جس کا رنگ سفید اور سبز اور سرخ ہے) میں محویت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جس ہوش میں آئے گا تو درد اور شوق اور بیقراری عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کر کے دوسری تجلی سے لطف حاصل کرے گا۔ اس کی کیفیت کا بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلی ذات کا جلوہ دکھاتی ہے اور تجلی ذاتی کا آنکھ کی سیاہی کے مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فناء الفنا ہے۔ معلوم کرنا چاہیے کہاں تجلیات کی ابتدا میں (عالم ناسوتی کے انوار و اوصاف کے مناسب) سالک کے قلب پر انوار مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور سالک ان انوار کی طرح مجسم نور بن کر عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو ان سے لذت نہ حاصل کرنا چاہیے اور نہ ان میں مشغول ہو اور اس کو خدا کی قدرت سمجھ کر صانع کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی مدد سے سالک آسمان پر پہنچے گا۔ اور آسمان کی عجیب و غریب چیزوں کا معائنہ کرے گا اور انبیاء اولیاء اور فرشتوں کی روحوں سے نیاز حاصل کرے گا۔ اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں دیکھے گا اور انھیں کی طرح ان کے ساتھ آسمانوں پر صعود کر کے عجیب عجیب چیزوں کا نظارہ کرے گا۔ تو مرید کو ان سے لطف نہ اٹھانا چاہیے اور درد عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے پھر ارشاد الٰہی اور مرشد کی توجہ سے عرش و کرسی پر پہنچے گا۔ اور کرسی کو نور عرش سے منوّر اور آفتاب کی مانند روشن پائے گا سالک کو اس سے لذت نہ اٹھانا چاہیے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہیے اس مرتبہ میں مرید عنصریت [1] سے

[1] انسان کے متعلق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ چار عنصر آگ، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی سبب سے عنصری مادی کہلاتا ہے تو مصنف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کر لینے پر وہ عنصری نہ رہے گا۔ بلکہ اطلاق اور تجرد مادہ کی حالت پیدا کر لے گا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۱۲ تشبیہہ

ترقی کر کے اطلاق کی حالت پیدا کر لے گا مگر اس حالت پر بھی اس کو مطمئن نہ ہونا چاہئے اور خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کر کے اس کے دل میں عشق الہٰی کی آگ اور تیز ہو جائے گی اور اس کے ہوش و عقل کو بالکل جلا دے گی ہوش میں آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیتابی سے گفتگو کرے گا لیکن اس کو خود اس کا احساس نہ ہوگا، نیز اسی حالت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے قطع تعلق کر دے گا از روئے وصل اور درد عشق اور زائد ہو جائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات کیفی سے ترقی کر جائے گا اور اس پر تجلی حقیقی بے کیفی ہوگی اور ان میں محو ہو جائے گا۔ اور ان تمام چیزوں سے بیخبر ہو جائے گا۔ اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اس کو یقینی ثبوت پہنچ جائے گا۔ پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کی وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کرے گا اور خدا کو اپنے وجود میں پا کر منصور[1] کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خود نہ جانے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ تو تجلیات افعالی اور صفاتی تھے مگر اس کے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق بیقراری کے باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اس پر ہوگی اس مرتبہ میں وہ اپنے وجود سے اس قدر بے خبر ہو جائے گا۔ کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کرے گا اور فناء الفنا حاصل ہوگی۔ اس کے بعد اس کو فنائے حقیقی حاصل ہوگی اور حفظِ مراتب کا پاس کرے گا اور خدا کی خلافت پائے گا۔

دوسرا باب حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمۂ طیبہ معمولی آواز سے اس طرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لا اِلٰہ کو پوری طاقت سے بدن کے اندر سے کھینچ کر الا اللہ کی دل پر ضرب لگائے اس طرح خلوت میں روز و شب مشق کرے اور جس قدر ہو سکے اس کی تکرار کرے اور ہر سو کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ کہے اور ایک نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس میں مداومت کے بعد اسے ایک خاص قسم کی محویت اور لطف حاصل ہوگا اس کے بعد نفی و اثبات کا طریقہ اس طرح تعلیم کرتے ہیں کہ رو بہ قبلہ دو زانو باادب بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پوری قوت سے لا کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر باہر لائے اور داہنے شانے تک پہنچا کر الٰہ کو ام الدماغ سے نکالے اور الا اللہ کی بہت

[1] حضرت منصور رحمۃ اللہ انا الحق یعنی میں خدا ہوں فرمایا کرتے تھے اس رتبہ کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے میں پائے گا تو بے اختیاری سے ایسے دعوے کرنے لگے گا۔ مولوی صبغت اللہ شہید فرنگی محلی ۱۲۔

www.maktabah.org

زور سے قلب پر ضرب لگائے اور الا اللہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود ہے اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے اور الا اللہ سے وجودِ مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کرکے لا کو داہنے پستان کے متصل لیجاکر لفظ الٰہ کو دماغ سے نکال کر دل پر الا اللہ کی ضرب لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ کہے اور سینہ کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کہ دو سو یا اس سے زائد ہو جائے اس کا فائدہ اوپر گذر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لا الٰہ اور لیتے وقت الا اللہ دل سے کہے

اسم ذات باضربات کا طریقہ

اس کے بعد اسم ذات کو ضربات کے ساتھ کہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ یک ضربی میں لفظ اللہ کی پوری طاقت اور زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہر جائے تاکہ سانس ٹھہر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے اور دو ضربی میں پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر اور دوسری قلب پر لگائے۔ اور سہ ضربی میں پہلے داہنے گھٹنے پر اور دوسری بائیں پر اور تیسری ضرب دل پر لگائے اور چار ضربی میں پہلی دوسری دائیں بائیں گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے۔ لیکن یک ضربی دو ضربی اور سہ ضربی میں تو دو زانو اور چہار ضربی میں چوزانو بیٹھنا چاہیئے۔

دوسری فصل اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے ملائے اور جس قدر ہو سکے قلب سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو اور اگر اسم ذات سے پاس انفاس کرے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ناف

www.maktabah.org

پر اسم ذات کا تصور کر کے لفظ ہو کو خیالی طریقہ سے دراز کر کے آسمان پر لے جائے اسی طرح ہر سانس میں کرے اور اس خاندان کے ذکر اَرّہ کا مخصوص طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

برزخ اکبر کا شغل

اس کے چند طریقے ہیں اوّل یہ کہ حبس دم کر کے دونوں ابروؤں کے بیچ میں نظر رکھے دوسری نظر ہوا میں رکھے تیسرے داہنی آنکھ کھلی اور بائیں بند رکھے اور ناک کے داہنے نتھنے پر وجود مطلق (خدا) کے نور کا (جو تمام قیدوں سے پاک ہے) تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فنائے حقیقی حاصل ہو مگر اس عمل میں پلک نہ جھپکنا شرط ہے اور یقین کرے کہ میں جو دیکھتا ہوں اور جس کو پاتا ہوں وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

اسم ذات کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب[۱] صنوبری کی سرخ یا نیلی تصویر کھینچکر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھ کر اس پر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ نام دل پر منقوش ہو جائے یا لفظ اللہ کی صورت دل پر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادریہ کا طریقہ

سالک کو چاہئے ادب سے دوزانو قبلہ رو بیٹھے اور آنکھیں بند کرے زبان کو تالو سے لگا کر اللہ سمیع کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہنچائے اور اللہ بصیر کو سینہ سے نکال کر دماغ تک پہنچائے اور اللہ علیم کو ام الدماغ سے نکال کر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیرٌ کو دماغ سے سینہ تک اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف تک لائے اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کرے ندر یجاً عروج و نزول کے طریقہ سے مشغول رہے بعضے اس شغل میں اللہ قدیرٌ کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ قدیرٌ کو چوتھے آسمان تک اور اللہ علیمٌ کو عرش تک پہنچائے اور وہاں ٹھیر جائے اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہونے سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل

---

[۱] اس کی شکل یہ ہے (اللہ)

www.maktabah.org

ہونے کے بعد مراقبہ تلقین فرماتے ہیں۔

تیسری فصل مراقبات قادریہ کے بیان میں

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے اور عربی میں رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں تو ما سوائے اللہ کی یاد اور غیر حق سے دل کو محفوظ رکھے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و کمتر بن سمجھ کر با ادب قبلہ رو دو زانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کر کے اس کے معنی کے تصور میں منہمک ہو جائے حدیث شریف میں معنی کے متعلق ہے الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک[1] اور قرآن مجید کی آیت کل من علیہا فان و یبقٰی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام[2] تمام مراقبوں کی اصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مردہ اور بوسیدہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شگاف دار اور تمام دنیا کو درہم برہم جیسا کہ قیامت کے دن ہو جائے گی تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود و باقی خیال کرے جس وقت تک محویت اور بے خودی نہ پیدا ہو جائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اس کے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبوں میں مشغول ہو۔

دوسرا مراقبہ

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[3] خیال کرے کہ جس طرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اس طرح اس کا نور تمام عالم پر ہے اور مستغرق ہو جائے اور ایسا ہی اس اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیْکُمْ[4]

آیت کا مراقبہ

اور اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ[5] کا مراقبہ کرے اس کے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے فائدہ حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار

---

[1] بہتر اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو گویا خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے ۱۲ مولانا محبت اللہ شہید [2] دنیا میں جو کوئی ہے وہ ضرور فنا ہوگا اور بزرگی اور بڑائی والا خدا باقی رہے گا ۱۲ شہید [3] خدا زمین اور آسمان کا نور ہے ۱۲ [4] موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور پالے گی ۱۲ [5] تم جہاں کہیں ہو گے تم کو ضرور پالے گی خواہ مستحکم گھر میں ہوئے برجوں میں ہو ۱۲ شہید۔

www.maktabah.org

وکیفیات ظاہر ہونے ہوں تو مراقبہ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

اوّل مراقبۂ توحید افعالی

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات وسکنات کو بندے کے حرکات وسکنات جانے اور ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ اور خدا کو فاعلِ حقیقی خیال کرے اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہوں گے اور اچھائی برائی میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوگا۔ رباعی

مردانِ[1] نفس ہوا شکستند از نیک وبد زمانہ رستند
در بحر فنا چو غوطہ خوردند جز حق ہمہ را وداع کردند

دوسرا مراقبہ توحید صفاتی کا ہے

اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے اس کے فوائد بھی کل کے کل نہیں قلمبند کئے جا سکتے مختصراً یوں سمجھنا چاہئے کہ یہ مراقبہ کرنے والا اپنے کو کثرت فی العالم کا منبع سمجھتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اس میں نہ ٹھیرے اور ان انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب ہیں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی وجود مطلق کے حجاب ہیں۔ دربار الٰہی میں عجز وانکساری سے دعا کر کے خیالی طریقہ سے اس سے گذر جائے اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے (جو لطیف اور بے رنگ ہے) کبھی اس پر توقف ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اس کو غرض اصلی سمجھ کر ٹھیر جاتے ہیں مگر خدا کی مدد شامل ہے تو یہ پردے باآسانی طے ہو جائیں گے اور ذات مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوگا اور اس جگہ عجیب وغریب حالات پیش آئیں گے اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نہیں اور یہ مقام سلوک ومعرفت کا منتہا خیال کیا جاتا ہے۔

[1] جو لوگ دنیاوی لوازمات سے بری ہو جاتے ہیں ان کو اچھائی برائی کا امتیاز نہیں رہتا غوطہ لگاتے ہیں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ شہید

www.maktabah.org

تکسیرا مراقبہ

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور درجہ اس کی یہ ہے یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل کے نہیں ہو سکتا ہے مجملاً یوں سمجھنا چاہئے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے انشاءاللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ اور ابتدا میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہئے۔

ذکر برائے شفائے مریض

در راست یا اَحَدُ چپ یا صَمَدُ طرف آسمان یا وِتْرُ در دل یا نُوْرُ دو ہزار بار بگوید۔

فائدہ مراقبہ میں پابندی اور مشق کرنی چاہئے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ سے بمشکل ہٹے اور مراقبہ سے دل پھیرنا ناممکن ہو اور اس سے حضوریت اور محویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہو جائے اور اس کے ایک لمحہ بھی موقوف ہو جانے میں جان کی ہلاکت کا ڈر ہے

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

سالک داہنے سُبُّوْحٌ اور بائیں قُدُّوْسٌ اور آسمان کی طرف رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ اور قلب پر وَالرُّوْحِ کی ہزار بار ضرب لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے توجس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرے گی دو ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بائیں یَا صَمَدُ اور سر شانے کی طرف پھیر کر یا حَیُّ اور دل میں قیوم کی ایک ہزار ضربیں لگائے اور بلاؤں کے دور کرنے کے لئے اسی طرح ایک ہزار ضربیں لگانا مجرب ہے۔

بیمار کی شفا کے لئے ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بائیں یَا صَمَدُ اور آسمان کی طرف یا وِتْرُ دل میں یا فرد ایک ہزار بار کہے

www.maktabah.org

مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آئندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنیکا ذکر

نماز تہجد کے بعد ہزار بار داہنی طرف یاحی بائیں طرف یاقیوم اور آسمان کی طرف یا وھاب اور دل میں یااللہ کی ضرب لگائے اور دعا کرے۔

کشف قبور کے واسطے ذکر

پہلے اکیس بار یارب کہے اور آسمان کی طرف یاروح اور قبر پر یاروح اور دل پر یاروح الروح کی ضرب لگائے۔ انشاء اللہ خواب یا بیداری میں میت کا حال معلوم ہو جائے گا۔
دوسرا طریقہ۔ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر میت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اکشف لی یانور اور دل پر اکشف لی یانور اور قبر پر عن حالہن کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یا اَحْمَدُ اور بائیں طرف یا محمدؐ اور یارسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

حاجت براری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اس کے موافق اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے مثلاً کشایش رزق کے واسطے یارزاق اور مریض کی شفا کیواسطے یاشافی اور موذی جانوروں سے بچنے کے واسطے یَاحَفِیظُ اور فاتحہ کے لئے یاصمدُ اور دشمن کے دفع کرنے کے لئے یاصِلِیّٓ اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لئے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْم وعلیٰ ہذا القیاس۔

باب ۳ حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کے اذکار واشغال

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے

www.makaabah.org

استخارہ فرماتے ہیں پس اجازت ملے گی یا نہ ملے گی اجازت مل جانے پر اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور ممانعت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کیونکہ اس کی قیمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توبہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

استخارہ کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے صدق دل سے ؁ استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ ایک سو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہ سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان ہوا اس کے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ مرشد کے وسیلہ سے مجھ کو شریعت محمدیؐ کا پابند کر دے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون خشوع و خضوع سے پڑھے۔ اور بارگاہ الٰہی میں روئے اور سلام پھیر کے ایک سو ایک بار کلمہ تمجید پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو وہیں زمین پر سو رہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جہاں چاہے سو رہے اور سوتے میں جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے اور حالت استخارہ میں اپنے دل کی حالت پر غور کرے اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے۔ تو یہی بشارت ہے پس مرشد کو چاہئے کہ مرید کر کے اسم ذات بواسطہ لطائف ستہ کی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے ملا کر آنکھیں بند کر کے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اس کی ذات کا غیر نہ تصور کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتی الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ[6] جگہیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطائف ؁ کہلاتے ہیں۔ اول لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ داہنے پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سفید ہے تیسرے لطیفہ نفس اس کی جگہ

؁ میں اس خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۱۲ شہید ؁ مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اس وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہئے بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے ۱۲ شہید۔

ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے۔ چوتھے لطیفۂ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے۔ اور اس کا نور سبز ہے۔ پانچویں لطیفۂ خفی اس کی جگہ ابرو کے اوپر ہے۔ اور اس کا نور نیلگوں ہے۔ چھٹے لطیفہ اخفیٰ اس کا مقام ام الدماغ اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند۔

فائدہ۔ سالک کو ان چھ لطیفوں کا یہانتک ذاکر ہونا چاہئے کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہوجائے اور مرشد اس ذکر کو لطیفۂ مریدین میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے۔ اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کو تالو میں چمٹوا کے بغیر زبان ملائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود ہمت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اس کے دل میں آنے سے روک کر اس کے قلب کو اپنی طرف جذبۂ قلبی سے مائل کرے۔ تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہوجائے اسی طرح ایک گھنٹہ سے کم و بیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ تصرف جو مجھ کو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی اعانت اور توجہ سے ہے۔

فائدہ:۔ قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشیمن ہے اور اس کو حقیقت جامع بھی کہتے ہیں اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مبدءِ فیض سے قلب حقیقی کے واسطے سے اس کو فیض پہنچتا ہے۔

جب لطیفہ قلبی کی مشق کامل ہوجائے اور فنائے قلبی حاصل ہوجائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہئے اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہوجائے اور اس میں تکلیف کی ضرورت نہ ہو۔

اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار اور تجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس کو ان میں محو نہ ہونا چاہئے بلکہ خدا کے منزہ اور پاک ہونے کا خیال کرنا چاہئے اور لطیفہ قلبی میں نفی و اثبات صغیر بھی تعلیم کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور ہونٹ بند کرکے سانس ناف کے نیچے سے نکال کر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے نکال کر گلے تک پہنچا کہ اِلٰہَ کو گلے سے لطیفہ روحی تک لا کر اِلَّا اللّٰہ کی دل پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہونچے اور غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہاں تک کہ اکیس مرتبہ تک پہنچائے لیکن طاق عدد کا اور مدّ و شد کا خیال رکھے تاکہ اثر

ظاہر ہو اور اگر اثر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے پھر از سر نو شروع کرنا چاہئے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت وجود انسانی کی بالکل نفی ہو جائے اور حالت اثبات میں جذبات الٰہی کا ظہور ہو اس ذکر میں ایسا منہمک ہونا چاہئے کہ مذکور یعنی خدا کا ذکر انسان کے دل پر غائب ہو جائے وہ معشوق کا نام بھول کر جلوۂ معشوق میں محو ہو جائے۔

لطائف ستہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچ کر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اس پر ٹھہرائے اور جس قدر ممکن ہو اسم ذات میں اس کے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر حبس دم کے کرتے ہیں اور ذکر وہی اسم ذات ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

ان لطائف میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت سے (بغیر سانس روکے ہوئے) جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اس سے کھینچ کر ہو کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے مثلاً اگر لطیفۂ قلبی کی جاروب کرتا ہے تو اسم ذات کے تصور کے سانس کو قلب سے کھینچ کر موضوع روح تک لا کر ہو کی ضرب قلب پر لگائے یہی ہر لطیفہ کی جاروب میں ہونا چاہئے اور ذکر ارّہ کا طریقہ ان لطائف میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اس سے الٹا کھینچ کر اسی لطیفہ پر ہو کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن جب چھوں لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور ان میں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطائف کی طرف یکبارگی توجہ کرنے کو فرمانا چاہئے اور خود بھی، توجہ کرنا چاہئے تاکہ تمام لطیفے بآسانی جاری ہو جائیں اگر لطائف کی سیر کی کچھ تجلیاں ظاہر ہوں تو ان میں مشغول ہو کر بے پروا نہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہئے۔

فائدہ

اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں اور اس کے تمام ہونے پر اس کو سلطان الذکر کہتے ہیں۔

www.maktabah.org

سلطان الاذکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا تصور کرنا چاہئے اور مرشد کو بھی ہر ہر جز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور شغل میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ اگر اس کی طرف سے توجہ ہٹانا چاہے تو قدرت نہ رکھے یہاں تک تو وہی اذکار بیان کئے گئے ہیں جو لطائف ستہ کے ضمن میں ہیں کیونکہ اس سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سات قدموں کی ضرورت ہے ان میں سے پانچ قلب، روح، سر، خفی، اخفی عالم امر سے ہیں اور نفس اور قلب دو عالم خلق سے ہیں۔ اور قالب چار عنصر سے مرکب ہے اب اس صورت میں دس لطیفے ہوئے سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہیں نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بہت قریب ہے اور لطائف قالب یعنی عناصر رابعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں اس کے بعد نفی واثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہیں

نفی واثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا اسی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ میں اسم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز سے ہے

شغل نفی واثبات کا طریقہ

آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ میں لائے اور لا کو ناف سے کھینچ کر ام الدماغ تک لے جائے اور وہاں سے الٰہ کو لطیفہ روحی کی طرف لا کر الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الٰہ سے غیر کی نفی کا خیال کرے اور الا اللہ سے ذات باری (جو بے کیف ہے) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور مبتدی لا معبود الا اللہ اور متوسط لا مقصود الا اللہ اور منتہی لا موجود الا اللہ کا تصور کرے اور ایک سانس میں زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر (یعنی غیر اللہ سے بے تعلقی) دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے۔ ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اس کا اثر پیدا ہو تکرار اسمی کے اذکار کا طریقہ ختم ہوا اور اکثر مشائخ نقشبندیہ کا یہ سلوک

www.maktabah.org

یہیں تک ہے اس کے بعد مراقبات اور اذکار ہیں جواب بیان ہوتے ہیں پہلے مرید کو فنائے افعال (جس کو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں۔

توحید افعالی کا مراقبہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا مظہر سمجھے اور تمام چیزوں کا فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا۔ اور اس کے فنائے صفات کا مراقبہ (جس کو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہیں) تعلیم کرے یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات میں مستہلک سمجھے یہاں تک کہ حدیث کُنْتُ لَہٗ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ[۱] کا مصداق ہو جائے اس کے بعد فنائے ذاتی کا مراقبہ (جس کو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی جو سراسر نور ہے کو دیکھ کر اپنے کو تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے اور اس کے سوا کسی نہ دیکھے اس توجہ سے کبھی غافل نہ ہو جائے۔ تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے مشاہدے کے نور میں مستغرق ہو جائے اور سوائے ذات خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے۔

معلوم کرنا چاہئے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کے لئے بعضے ذکر تواریر تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات کو شیشہ کے مانند خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہیں آفتاب کے مقابلے اور اس کے نور کی وجہ سے روشن ہیں اور ان میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں وجود مطلق کو ساری دیکھ کر کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ[۲] اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبۂ شہود اور حق معیت کی وجہ سے تمام چیزوں کو حق پائے گا اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں۔ ولایت لطیفہ قلبی (جو عالم امر سے ہے) سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت اس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہیں۔ اور یہ ولایت

[۱] حدیث شریف میں ہے جو بندہ میرا ہو جاتا ہے اور مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے میں اس کے کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے ۱۲ شہید [۲] جس نے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کرلی اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۲ شہید

www.makitabah.org

لطیفۂ روح اعظم (جو محض نور ہے) سے متعلق ہے اور یہ دونوں ولایت کے رتبے اولیا کے ساتھ مخصوص ہیں اس مرتبہ پر علم لدنی (مرتبۂ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہیں وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ) جب یہ نسبت مکمل ہو جائے تو مرید کو ان تجلیوں اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہیے بلکہ ترقی کا آرزو مند رہنا چاہیے اگرچہ یہ بھی ولایت کا کمال ہے لیکن اس میں ایک گونہ شرک منظور ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو اس کے بعد مرید کو چاہیے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلیوں اور مشاہدات اور ادراکات (اگرچہ یہ سب لطیف ہوں) کے غلبہ اور تمام خیالات اور ذہنی باتوں سے خواہ حق ہوں خواہ ناحق ہوں خالی اور پاک کرے اور مرشد کی تلقین سے مراقبۂ نایافت و دراء الوراء میں منہمک ہو جائے۔

مراقبہ نایافت

کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفہ سری کو مذکورۂ بالا ادراکات سے خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اس کے ذہن میں ہو اس کو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اس کی نظر میں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نور یقین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے اسی طرح پاکی اور صفائی کو درجہ کمال تک پہنچائے اور کہیں سکون نہ لے۔ شعر

اے برادر بے نہایت درگہیست ¹   ہرچہ بر وے میرسی بر وے مایست

اور جب نفی کی حاجت باقی نہ رہے اور آئینہ سری تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے تو رتبہ نایافت اور وراء الوراء اور ولایت اخص (جو ملائکہ اور مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہو جاتا ہے اور یہ ولایت لطیفہ سری سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم بہ۔ شعر

ہر کہ را از فضل حق باشد مدد ²   ∴   ایں ہمہ نعمائے حق او را رسد

جب مرید لطیفہ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہ ہوں) خالی کر لیتا ہے تو دائرۂ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اس وجہ سے جاہل ہے پس اگر امداد الٰہی اور امداد معنوی اس کی دستگیر ہے تو تمام عنصری اور نوری مرتبہ طے کر جائے گا اور نایافت اور

---

¹ اے بھائی اس درگاہ کی کوئی انتہا نہیں ہے جس مرتبے کو تم سمجھتے ہو کہ یہاں مطلوب ہے وہاں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہے ۱۲ شہید ² خدا کا فضل اور اس کی عنایت جس کی مدد کرتی ہے اس کو یہ سب ہمتیں حاصل ہو جاتی ہیں ۱۲ شہید

وراءالوراء کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبۂ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیا علیہم السلام کی ہے منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی بنایا جائے مختصر یہ ہے کہ یہ ولایت خاص اگرچہ ولایت ہے لیکن اس میں غیر کی ہستی پر نظر ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اس میں اور بلند ترین مرتبوں کی بہ نسبت کچھ نہ کچھ شرک کی بو ضرور ہے اور ولایت اخص میں اگرچہ پاکی ہے یعنی اپنے مراتب اور صفات اور کمالات کو باری تعالیٰ کے کمالات اور صفات کا مظہر سمجھتا ہے اور بجز خدا کی مظہریت کے کچھ نہیں پاتا اور اس کی پاکی کرتا ہے۔ مگر تمام انسانوں کی تنزیہ انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تشبیہہ کی شان رکھتی ہے تو دل عینیت کے تصور سے (جو ان کے نزدیک غیر حق ہے) اور خدا کی تنزیہ کے تصور سے بھی پاک (تعالی اللہ عن ذالک علواکبیرا) (خدا ان سے بالا اور پاک ہے) اور خالی کرے اور ترقی کا آرزومند ہو۔ تاکہ بے کیف اور بے جہت تجلی اس کے دل پر ہو اور انوار قدم کی تجلیاں منور ہوں اور جس قدر خلو زیادہ ہوگا اسی قدر دائرہ ولایت میں دخل زائد ہوگا۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے کمالات ہیں اس مرتبہ کی حقیقت اور ماہیت بیان نہیں کی جا سکتی ہے۔ محققین فرماتے ہیں کہ انبیاء ولایت اور ان کی ثبوت اگرچہ اصالت کے دائرے میں ہیں اور دونوں ظلی کلی ہونے سے مبرا ہیں لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نبوت میں حسب حیثیت ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ تلک[1] الرسل فضلنا بعضھم علی بعض جب اس نسبت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو ملاحظہ اور تصور درمیان سے دفع ہو جائے گا اور حضور در حضور و نور علی نور (جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے) کے مرتبہ پر رسائی ہوگی یہاں تو طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے مراتب مجملاً بیان کئے گئے ہیں اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا استاذنا شیخ محمد فاروقی تھانوی سلمہ اللہ خلیفہ خاص حضرت مرشد و ہادیم قطب الاقطاب مولانا میانجیو نور محمد شاہ جھنجھانوی قدس اللہ سرہٗ کی تصنیف ہے دیکھنا چاہیئے۔

مگر طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بیان میں شیخ عبدالاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور ان میں ایک رسالہ کحل الجواہر بہت اچھا ہے اور طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنے کے طریقے

---

[1] یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فوق اور فضیلت دی ہے ۱۲ شہید۔

www.maktabah.org

انہار اربعہ مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو پسندیدہ کتاب ہے) میں عمدہ طریقہ سے مفصل تحریر ہیں۔

اب چند اصطلاحات جن پر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہے لکھے جاتے ہیں یاد رکھنا چاہئے اور ان کو اپنا مطمع نظر سمجھنا چاہئے اور وہ ہوش دردم، نظر برقدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت، نگہداشت، یاد داشت، وقوف زمانی، وقوف عددی، وقوف قلبی گیارہ ہیں۔ ہوش دردم اس کو کہتے ہیں جو ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہے تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور یہ تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہے۔ نظر برقدم یہ ہے کہ ہر جگہ آمد ورفت میں پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پراگندہ نہ ہوجائے اور جمعیت خاطر حاصل ہو ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پراگندگی دل پر اثر کرتی ہے اور نظر برقدم سے شاید سفر ہستی کی مسافت اور خود پرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاں کہیں اس کی نظر ختم ہو اس وقت وہیں قدم رکھے۔

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرے یعنی صفات کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور یہی تخلقوا باخلاق اللہ[1] کے معنی ہیں اور خلوت در انجمن یہ ہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ ہو یعنی ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یاد کرد سے ذکر زبانی قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا بازگشت یہ ہے کہ جب بار کلمہ طیبہ زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بار الہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے اور میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتیں اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما۔ اور ذکر میں اس سے غفلت نہ کرنا چاہئے بہت بڑی شرط ہے۔

اور نگاہداشت، مراقبہ، قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی رکھے مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار کلمہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسماء وصفات باری تعالیٰ سے بھی غافل ہوجائے اور وحدت مطلق اور وراء الوراء کو مد نظر رکھے یاد داشت ہر حالت میں اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا بعضے حضور قلب کو یاد داشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق

---

[1] خدا کے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کرو ۱۲ شہید [2] اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

شعر: ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل :: مثال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا ۱۲ شہید

www.maktabah.org

کے نزدیک محبت ذاتی رجوع یاد داشت کے حاصل ہونے سے کنایہ ہے اس کے واسطے سے خدا کا شہود اور اس کا اس کا حضور دل پر غالب ہوتا ہے اور اس کو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور ذکر خدا کی طرف پوری توجہ ہے اور پوری فنا اور بقائے کامل کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے **وقوف زمانی** یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر رہے خدا کی اطاعت کرتا ہے **تو شکر** کرے اور اگر گناہ میں ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں اور اسی طرح قبض و بسط میں شکر اور استغفار کرنا چاہئے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہیں **وقوف عددی** نفی و اثبات طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے اور ذکر قلبی میں عدد کی رعایت کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے وقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف رہے یا خدا کے حضور میں دل کے اس طرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے، اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور تنبیہ شرط ہے۔ کیونکہ محققین نے فرمایا ہے اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اس کو ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہو اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا القا مرید پر منظور ہو متوجہ ہو اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے انشاء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہوں گی اور لطیفہ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے اور اس طرح انوار مراقبات و لطائف کے القا میں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔

مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے

کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے۔ تو وہ مرض اس کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صفتوں میں سے ہے اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توبہ بخشی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کر کے دو نفلیں پڑھے

www.maktabah.org

اور درود و استغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع و خضوع سے درگاہ الٰہی میں ملتجی ہو کے مریض اور گناہ گار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے اس کے بعد مریض یا گناہ گار کے سامنے بیٹھے اور پوری ہمت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے ایک لمبی سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اس کے قلب سے مرض یا گناہ دفع کر کے زمین پر گرا رہا ہے خدا کی مدد سے مریض شفا پائے گا اور گناہ گار توبہ کرے گا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زندہ ہے تو اس کے سامنے بیٹھے اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو آگاہ کر اور اس کی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اس کی روح کی طرف اور تھوڑی دیر اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ کیفیتیں پائے تو سمجھے کہ نسبت اسی شخص کی ہے اور خطرہ کے پہچاننے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا برا خیال دل میں آئے اسی کی طرف سے خیال کرے۔

آیندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو اس واقعہ کی واقفیت دے تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار (جس طرح پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے) حاصل ہو جائے تو پوری ہمت اور توجہ سے اپنی روح کو لمحہ بلمحہ ملاء اعلیٰ یا ملاء اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز غیبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

www.maktabah.org

بلا کے دفع کرنے کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے ہمت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کرنے کی طرف مائل ہو خدا کی مدد سے دور ہو جائے گی اور یہ باتیں اکثر متوسط درجہ کے سالکوں سے واقع ہوتی ہیں اور چونکہ منتہی لوگ دنیا کی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اس واسطے ان سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ عارف کے تمام مکشوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ واقعات کا کشف ظنی چیزوں سے ہے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف واقع بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہیئے

باب ۴ قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوئے ہیں اوّل کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ[1] کا ذکر اور دوسرے قرآن شریف کی تلاوت تیسرے نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکر ان میں شامل ہیں اور ان اذکار کی خوبیاں قرآن شریف واحادیث اور آثار صحابہؓ سے ثابت ہیں یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں اس کی خوبیاں بیان کی جائیں اور اس کے لاانتہا فضائل اور برکتیں انسان سے نہیں بیان ہوسکتیں اس واسطے سچے طالب کو کلمہ طیبہ کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ ایک قدم لَآ اِلٰہَ سے غیر خدا کی نفی پر رکھے اور دوسرا اِلَّا اللّٰہُ سے جناب الٰہی میں رکھ کر خدا سے مل جائے اور قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اس سے ہم کلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دونوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور تسبیحیں موجود ہیں اور اس کے مراتب بھی لاتعداد ہیں ان کو بھی انسان نہیں بیان کرسکتا اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بہت سے مرتبوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ان کو مقصد اصلی بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہو جاتا ہے وہ سلوک کا

[1] کوئی معبود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور اس کے رسول ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

www.maktabah.org

طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے تھا بیان کیا جاچکا اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔

اوّل قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کے لئے سوا فرض کے ادا کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اس کے آداب اور اس کا استحباب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کر کے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل[1] کے ساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور امر و نواہی کا حکم دیتا ہے اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند آواز سے خوش آوازی (جس سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے) سے پڑھے یہ عام طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مدنظر رکھے خلوت (جس میں کوئی شخص مخل نہ ہو) میں دو نفلیں ادب سے پڑھ کر حضور قلب سے بیٹھے۔ اور قرآن شریف سامنے رکھ کر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دل کو تمام خیالات سے صاف کر لے قرآن کی حقیقت (جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے) کی طرف متوجہ ہو اور اس مراقبہ میں تھوڑی دیر ٹھیر لے تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضور حق (جیسے شاگرد کو استاد کے سامنے ہوتا ہے) حقیقی طریقے سے حاصل ہو جائے اور اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تجوید کے ساتھ (جس طرح استاد کے سامنے پڑھتے ہیں) اور قرارت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے اور خیال کرے کہ منہ کی زبان اور دل صنوبری کی زبان برابر پڑھ رہی ہے اور اس خیال سے غافل نہ ہو اور اگر غفلت ہو جائے فوراً اعوذ باللہ پڑھ کر قلب کو حاضر کرے جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضوری حق حاصل ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر رونگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسوی درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس

---

[1] ترتیل اس کو کہتے ہیں کہ قرآن شریف اس طرح پڑھا جائے کہ ہر ہر لفظ آسانی سے سمجھ میں آجائے اور ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ رہے مخلوط نہ ہو۔ اور حرف اپنے مخرج سے نکالا جائے اور اگر خوش آوازی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے ۱۲ شہید

www.maktabah.org

ہیں مستغرق ہو جب اس میں ال کر پیدا ہو جائے تو خیال کرے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سُن رہا ہے اور خیال کرے کہ سالک پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانوں سے سنتا ہے اور جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہو جائے گا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی معنی اور قرآن شریف کے بھید اس پر ظاہر ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً نماز میں ان کی روح اور مغز (جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور درگاہ الٰہی میں قبولیت اور خدا کے سامنے محبوبیت ہے) کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اسے ادا کرنا اور وہاں تک پہنچنا مشکل اور اس میں بہت دقت ہے لیکن ہمت اور کوشش کرنا چاہئے شاید خدا آسانی پیدا کر دے والذین[۱] جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کہ نماز کا دل خالص نیت اور اس کی روح حضور قلب اور اس کا جسم رکوع و سجود وغیرہ اور اس کے اعضائے رئیسہ ارکان اور حواس ٹھیر ٹھیر کے پڑھنا اور قرات کی درستی ہیں جبتک کہ ان میں سے ایک بھی نہ ہو گا اہل اللہ کے نزدیک نماز نہ ہو گی اور نماز کے لیے پوری پاکی کی بھی شرط ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور وہ پاکی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے۔

ان[۲] اللہ لا ینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم جب قلب ناپاک ہے تو جسم

---

[۱] جو ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم خود ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور ان کو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲ شہید ؛

[۲] خدا تمہاری صورتوں اور کارگذاریوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے مکار ہیں جو جامۂ سالوس زیب جسم کرتے ہیں لیکن ان کے قلب حد درجہ تاریک اور ان کے اندرونی افعال بہت ذلیل ہوتے ہیں تو خدا چونکہ علام الغیوب ہے اسواسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے کوئی وہ نماز جو رات بھر پڑھی جائے اور اس میں خلوص نیت نہ ہو ہرگز قبول نہ کی جائیگی اور صرف ایک ہی کلمہ جو خلوص نیت اور صرف دو ہی رکعتیں جو حضور قلب سے خدا ہی کے لئے پڑھی جائیں ضرور قبول کی جائینگی ۱۲ شہید ؛

کس طرح پاک ہو سکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہئے کہ دل غیر خدا سے پاک ہو جائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور جب تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو گیا۔ اور وجہت وجہی کہتے وقت قلب کا منہ ہمت سے خدا کی طرف کرے اور الحمد للہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم میں نہیں ہے اور تمام تعریفیں خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور رب العالمین میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور الرحمن الرحیم میں اس کی عنایت اور رحم کی امید کرے اور اس کو راسخ کرے اور مالک یوم الدین میں ڈر اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور الامر یومئذ للہ (قیامت کے دن صرف خدا کا حکم ہوگا) کا یقین کرے ایاک نعبد کہے تو لا موجود الا اللہ کا یقین کرے اور ایاک نستعین کہتے وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے اور اھدنا الصراط المستقیم سے وہ راستہ جو خدا تک پہنچا دے اور صراط الذین انعمت علیھم سے وہ راستہ انبیاء اور اولیاء کا تھا طلب کرے اور غیر المغضوب علیھم ولا الضالین سے خدا کے غصہ اور اپنی گمراہی سے پناہ مانگے اور کثرت ... شریعت و طریقت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع میں بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ میں اپنی فنا اور خدا کے ثبات اور بقا کا اور تشہد میں اپنی محویت کا خیال کرے۔

اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نمازیں پڑھو اسکو اپنے اوپر بھاری کرو ورنہ فمن[1] اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق کے مصداق بن جاؤ گے۔

اور حضور اور خلوص میں کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اس میں مراقبہ کرو اور اگر اس میں حضور قلب نہ ہو اور کوئی کمی ہو تو پھر لوٹاؤ جب چند بار ایسا کرو گے تو یقین ہے من[2] طلب شیئاً وجد وجد کے مطابق یہ دولت حاصل ہو جائے گی لیکن اسی پر صبر نہ کرو بلکہ ہمیشہ اس کی ایجابی صفت کے متمنی رہو تاکہ صلوٰۃ حقیقی حاصل ہو اور خدا کو پاؤ۔ شعر

دست از طلب ندارم تا کار من برآید یا من رسم بہ جاناں یا جاں ز تن برآید

پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہوگی۔

---

[1] کیا اس سے بھی زائد کوئی شخص حد سے زائد تجاوز کرنے والا ہے جو خدا پر اتہام لگاتا ہے اور صدق دل کو جھٹلاتا ہے [2] جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اسی میں کوشش کرتا ہے یقیناً وہ اس کو پاتا ہے ۱۲ شہید [3] جب تک میرا مقصود نہ حاصل ہو جائے گا میں کوشش سے دست بردار نہ ہوں گا۔ یا تو میں اس تک پہنچ جاؤں گا یا میری جان نکل جائے گی ۱۲ شہید

www.maktabah.org

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منہ کو حقیقت کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف اور نماز کے نور حقیقت کا (جو خدا کے الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبدیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو کر خدا کی طرف پھرا اور اللہ اکبر کہکر خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کر کے فنا کر دیا اور تسبیح (یعنی سبحانک اللھم الخ) اور تحمید (الحمد پڑھنا) کے بعد قرأت شروع کرے اور قرأت میں خدا کی قبولیت کا تصور کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس وقت بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے بزرگی اور بڑائی کی اور جب ایاک نعبد وایاک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اس نے مانگا خاص اسی کے واسطے ہے اور جب اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندہ کے واسطے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کے لئے ہے تو جواب کے تصور میں مستغرق ہو جائے اور رکوع میں پاؤں کی پیٹھ پر نظر رکھے اور خدا کی کبریائی اور بڑائی اور اپنی ذات کا تصور کرے اور سجدہ میں ناک کے نتھنے پر نظر رکھے اور اس کی بلندی اور اپنی حقارت اور خاکساری کا تصور کرے اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور التحیات کے معنی کا خیال کرے اور اس حالت میں خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیاء کی مجلس میں داخل ہو گیا نیز ہر نماز میں ان تعبد اللہ کانک تراہ کا تصور کرے اور اگر کوئی خیال ذہن میں آئے تو لا صلوٰۃ الا بحضور القلب کے تصور سے دور کرے اور اس قدر آواز بلند کرے کہ خود سن سکے بلکہ پاس والا بھی سن لے مگر اتنا پکار کر نہ پڑھے کہ آواز حلق سے باہر نکلے لیکن جہری نماز میں بیشک بلند آواز سے پڑھے۔

نماز کا دوسرا طریقہ

مقررہ شرطوں کے ساتھ حالت نماز میں حقیقت کے نور پر (جو ستارے کی مانند چمکتا ہے

ؔ الحمد کا ترجمہ: سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بہت رحمت کرنے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اے خدا ہم کو سیدھا راستہ دکھلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تم نے انعام کئے نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے غصہ کیا اور جو گمراہ ہیں ۱۲ شہید

کھڑے ہونے کی صورت میں سجدہ گاہ رکوع میں پیشانی پر اور سجدہ میں نتھنے پر اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور مستغرق ہو جائے تو جب نماز میں اس طرح مشق کرے گا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہو جائے گی اور مختلف قسم کی حقیقتیں اور معرفتیں ظاہر ہوں گی الصلوٰۃ معراج المومنین کا یہی مرتبہ ہے مقصد اصلی دنیا و مافیہا کو چھوڑ دینا اور خدا سے ملجانا ہے واللہ یرزق من یشاء اے خدا ہم کو اور تمام دوستوں کو اور تمام طالبان حق کو اس دولت سے مشرف فرما اور اس میں موت دے اور اٹھا بمنہ وکرمہ بحرمۃ النبی وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین آمین آمین آمین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہنکر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کیطرف منہ کرکے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جس قدر ہو سکے اللھم صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ اللھم صلی علی محمد کما ھو اھلہ اللھم صلی علی محمد کما تحب وترضیٰ[1] اور سوتے وقت اکیس ۲۱ بار سورہ نصر پڑھ کر آپؐ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھکر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو کرے اگرچند بار کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا۔

نماز کن فیکون کا طریقہ

مشکلوں کے دفع کرنے میں یہ سریع الاثر ہے جس شخص کو کوئی حاجت یا دشواری پیش آئے شب

---

[1] اے خدا صلوٰۃ بھیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تونے ہم کو حکم دیا کہ ہم ان پر درود بھیجیں اے خدا آنحضرتؐ پر ایسا درود بھیج جس کے وہ قابل ہیں اور ان پر ایسا درود بھیج جیسا تو پسند کرتا ہے اور جس سے تو رضامند ہوتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی

چہار شنبہ اور پنجشنبہ کو پوری طہارت اور پورے خلوص سے دو رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل سو اسو بار اور دوسری رکعت میں الحمد سو بار اور قل ہو اللہ ایک بار پڑھے اور سو بار کہے اے دشواریوں کے آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کے روشن کرنے والے اور سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور تیسری رات میں نماز وغیرہ پڑھ کر برہنہ سر ہو کر داہنی آستین نکال کر گردن میں ڈالے اور گریہ وزاری سے درگاہ الٰہی میں پچاس بار دعا کرے انشاء اللہ تعالےٰ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی اور خاندان چشتیہ میں یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے اسی سبب سے اس کا نام صلوٰۃ کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے میں بہت جلد تاثیر کرتی ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اس میں استخارہ دیکھ لے مسنون استخارہ میں خواب وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے صرف قلبی اطمینان کافی ہے اگر وقت نہ ہو تو صرف دعا کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا الآیۃ[عہ] اور دوسری میں قل ہو اللہ الآیۃ پڑھے سلام پھیرنے کے بعد اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ[1] اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ

[1] اے خدا میں تیرے علم سے اچھائی طلب کرتا ہوں اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت سے اور تیری بڑی عنایت سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تجھ کو قدرت ہے مجھ کو نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں اور تو غیب کا بڑا جاننے والا ہے اے خدا اگر تو یہ جانتا ہو کہ یہ کام میرے دین اور معاشرت اور میری آخرت اور جلد پیش آنے والی بات اور دیر میں آنیوالی بات میں اچھا ہے تو مجھ کو اس کی قدرت دے اور میرے واسطے کر دے پھر اس میں مجھ کو برکت دے اور اگر تو یہ جانتا ہے ان سب چیزوں میں یہ کام میرے واسطے برا ہے تو اسے مجھ سے دور رکھ مجھ کو اس سے علیحدہ کر دے، اور جہاں کہیں اچھائی ہو اس پر قدرت دے پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے

۱۲ عہ یعنی آخر صورت تک ۱۲ عبدہٗ۔ ۞ ۞ ۞

www.maktabah.org

استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ تین بار پڑھے سلام کے بعد اوّل و آخر تین تین بار درود شریف پڑھ کر یا سلام سلمنی تین سو ساٹھ ۳۶۰ بار پڑھے اس کے بعد یا علیم علمنی یا بشیر بشرنی یا خبیر خبرنی یا مبین بین لی[له] چار چار سو بار پڑھے اس کے بعد منھ قبلہ کی طرف کر کے اور سر قطب کی طرف اور پیر دکھن کی طرف کر کے زمین پر سو رہے اگر معذور ہے تو اس کو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف پڑھتا ہوا سو جائے اور اس عمل کو دوشنبہ یا جمعرات کی رات کو کرے اگر ایک شب میں نہ معلوم ہو تو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ جو کچھ مقصد ہو گا حاصل ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ

سورۂ فاتحہ ایکبار سورۂ ناس تین بار سورۂ فلق تین بار سورۂ اخلاص تین بار سورۂ کافرون تین بار (چاروں قل اور الحمد) سورۂ اذا جاء نصر اللہ پچیس بار اس کے بعد جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہاں تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے اور سوتے وقت داہنے ہاتھ پر پھونک کر اور ہاتھ گلے کے نیچے رکھ کر سوئے۔

صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی اشغال میں مشغول ہونیوالے کو واجبات فرائض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبادتیں اوراد وظائف زبانی بھی (جو قلب کی صفائی میں مددگار اور معاون ہوں) ضروری کرنا چاہئے چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور چھ یا دو اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی رکعتیں اور صلوٰۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں (اور بعض لوگ بیس ۲۰ بھی کہتے ہیں) اور چار سنتیں نماز عصر سے پہلے اور چار سنتیں عشاء سے پہلے اور فرصت ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح اور ایام بیض کے تین روزے اور جمعرات اور دوشنبہ کے دو روزے اور شوال کے چھ روزے

له اے جاننے والے مجھ کو بتادے اے خوشخبری دینے والے مجھ کو خوشخبری دے اے خبر رکھنے والے مجھ کو خبر دے اے بیان کرنیوالے مجھ سے بیان کردے ۱۲ شہید عـه اے سلامتی والے مجھ کو محفوظ رکھ ۱۲ شہید

اور ابتدائے ذالحجہ کے نو روزے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے اور عاشورے کا روزہ اور اوائل رجب و شعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف اسقدر پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کی فرض اور سنت کے درمیان بسم اللہ کے ساتھ الحمد اکتالیس بار پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورہ یٰسین اور دس بار کلمہ چہارم اور سو بار سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ اکتالیس بار اور اللھم صلی علی سیدنا محمد الخ جس قدر ہو سکے پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد انا فتحنا اور اگر ہو سکے ایک منزل دلائل الخیرات پڑھے، اور عصر کی نماز کے بعد سورہ عم یتساءلون اور سو بار آیہ کریمہ اور مغرب کی نماز کے بعد سورہ واقعہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورہ ملک یا سورہ سجدہ اور ایک سو بار یاحی یاقیوم برحمتک استغیث اور اوّل و آخر درود شریف معنی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح و شام سید الاستغفار ایک بار اور خدا کے ننانوے نام ایک بار اور اللھم انت السلام ومنک السلام وعلیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذالجلال والاکرام اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول آخر سورۃ تک ایک ایک بار اور اعوذ بکلمات اللہ التامات کلھا من شر ما خلق تین بار اور سورہ حشر کی آخر آیتیں ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئ فی الارض ولا فی السماء ھو السمیع العلیم تین بار اور رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا صلے اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب البحر ایک بار اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ بار اور چوتھا کلمہ یعنی لا[1] الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیئ قدیر پڑھے اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم بارک لنا فیہ اور کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین پڑھے اور سوتے وقت الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین تین بار اور سورہ کہف کی آخر کی آیتیں پڑھے اور سو کے اٹھے تو کلمہ چہارم پڑھے اور پائے خانے جاتے وقت اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث اور نکل کر غفرانک اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بسم اللہ واللہ اکبر واللھم انی اسئلک رضاک

---

[1] کوئی پروردگار سوائے خدا کے نہیں ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی ملک اور اسی کے واسطے تعریف ہے وہ مارتا ہے اور وہ زندہ کرتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہ فنا ہوگا اس کے قبضہ میں اچھائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ شہید

کہنے کی عادت ڈالے اور بھی نماز فجر و عصر کے مسبعات عشر[1] پڑھے اور بہت سے اوراد ہیں اگر کرنا چاہیے تو دوسری حدیثوں میں جیسے حصن حصین میں دیکھے باقی ہر حالت میں اشغال قلبی میں مشغول رہے اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں۔

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اس کے بعد سورۂ الم نشرح اناسی بار درود شریف سو بار پڑھے اور اس کے بعد ایک ہزار بار سورۂ اخلاص اس کے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو بار یا قاضی الحاجات و یا کافی المہمات یا دافع البلیات یا حل المشکلات یا رافع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا الرحم الراحمین پڑھے۔

ختم خواجگان چشت کا طریقہ

ہر مشکل اور مہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منھ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار لا ملجأ ولا منجأ من اللہ الا الیہ پڑھ کر الم نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکور تین سو ساٹھ بار درود شریف پڑھ کر ختم کرے اپنی مراد خدا سے مانگے۔

ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانیکے لئے پہلے دو نفلیں پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار سورۂ الم نشرح بعد کلمہ تمجید ایک سو گیارہ بار اور سورۂ یٰسین ایک بار پڑھے اور اگر بڑا ختم کرنا ہے تو سورۂ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے۔

سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعیہ کا بیان

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور لغو فکریں اور تشویشیں ہر طالب کی راہ سلوک میں مانع ہوتی

[1] یعنی وہ دس چیزیں جو سات سات بار پڑھی جاتی ہیں سورۂ فاتحہ سورۂ ناس سورۂ فلق سورۂ اخلاص سورۂ کافرون آیۃ الکرسی کلمہ تمجید درود شریف اور اللھم اغفر لنا الاحیاء منھم والاموات اور اللھم یا رب افعل بی وبھم عاجلا و آجلا فی الدین والدنیا والاخرۃ انت اھلہ ولا تفعل بنا یا مولینا ما نحن لہ اھل انک غفور حلیم جواد کریم ملک بر رؤف رحیم ۱۲ شہید

www.maktabah.org

ہیں اور یہ بہت سخت مرض ہے بزرگوں نے اس کے علاج تجویز کئے ہیں اگر برے خیالات کی وجہ سے اشتغال اور نسبت قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور خلوت (جس میں شور وغل کی آواز نہ آسکے) میں بیٹھے اور معوذتین اور قل ہو اللہ تین تین بار پڑھے اور استغفر اللہ من جمیع الخ تین بار پڑھے اور تین مرتبہ اعوذ پڑھ کر بائیں شانے کی طرف پھونک کر اور کھڑے ہو کر دوگانہ پڑھے اور جتنی بار ہو سکے اللھم طہر قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ یا اللہ یا اللہ اس کے بعد بائیں طرف یا نور اور داہنی طرف یا نور اور دل میں یا نور کی ضرب لگائے اور تکرار کرے اور اگر پھر طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کر کے اسی ذکر میں مشغول ہو جائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ میں قلب کو تسکین ہو جائے گی پھر نفی اثبات کے ذکر میں لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہو جائے اور مدد مرشد اور خوش آوازی کا خیال رکھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یافتاح (یا فعال) یا باسط میں سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے اگر پھر بھی خیالات نہ دور ہوں اور طبیعت پریشان رہے چند بار مذکور تصور کے ساتھ نفی و اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا برے خدا ہی کے ساتھ قائم ہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک برائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ھو الاول ھو الاخر ھو الظاھر ھو الباطن وھو بکل شیئ علیم پڑھے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہو جائے گا۔ اور تمام خیالات دور ہو جائیں گے۔

تفرقوں کی کیفیت اوران کا علاج

تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہیں کبھی زیادتی شوق کے فساد سے اس کی یہ صورت ہے کہ عاشق خدا کے وصل کے آرزو مند ہیں اور وہ بغیر طالب کے ذات خدا میں فنا ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور فنا موقوف ہے مستی اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر لیتے ہیں اور اپنے نفس کو یک لخت اس کی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا بھوک اور پیاس اور آرام تنگ کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ باتیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی اور حواس کے فتور کی وجہ سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو اس کے مباح چیزوں کی خواہش میں خود مختار کر دے اور اس وقت ریاضت چھوڑ دے۔

www.maktabah.org

جب تک کہ شوق اور انشراح طبیعت اور مستی پھر پیدا ہو جائے اور کبھی اس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوڑنے کی جرات نہیں کرتا اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی ہمت ریاضت اور اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی ہمت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول ہونا ہے اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دین پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین ایمان کو مال وزر پر فدا کر دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ[1] منہا۔

یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اس میں پیدا کر دیتا ہے جس سے دل ناامیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع کرتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ہمت جمع کرے اور لاتقنطوا[2] من رحمۃ اللہ پڑھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب نفس کی رگ کا باقی رہنا ہے جس کی تاریکی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اس کے سبب سے پریشانی اور رنج و ناامیدی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج کسر نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر اور خلوت کرنا ہے یا اس کا سبب رنج اور ارادہ کی پریشانی ہے کہ جس قدر وہ قلب کی صفائی اور روح کے جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہے اسی قدر اس کا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اس کا سبب مزاج کا خلل ہوتا ہے کہ سوداوی اخلاط دل پر غلبہ کر لیتے ہیں اس کا علاج فصد اور قے کر کے صفائی اور مزاج کا معتدل کرنا ہے یا اس کا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طاہر رکھے یا اس کا سبب غرباء پر ظلم کرنا اور اہل حق کا حق غصب کرنا ہے اسکا علاج اس خلل کا دور کر دینا ہے یا تفرقہ کا سبب حرام اور مشکوک غذاؤں کا کھا لینا ہوتا ہے اسکا یہ علاج ہے کہ ان کو چھوڑ دے اور توبہ کرے اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی (جو شیطان سے ہوتی ہے) کی وجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج معوذتین پڑھنا اور جسقدر ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بے ادبی کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے اسکا علاج اس سبب کا دور کر دینا ہے علاوہ اس کے تفرقہ اور تشویش کے دور کرنیکے واسطے بدن اور کپڑوں کی پاکی کے ساتھ نفی و اثبات کرنا چاہیئے۔

چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونیکے لئے حضرات اہل طریقت نے چلے مقرر کئے ہیں اور اس کے فائدے اور سندیں

[1] اللہ ہم کو اس سے بچائے ۱۲ شبیر [2] اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو ۱۲ شبیر

سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں اس مختصر رسالہ میں نہیں بیان کئے جا سکتے طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضامندی کا سنت کی اتباع میں قصد کرے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کیواسطے جامع مسجد بہتر ہے تاکہ جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسویں تاریخ عصر کی نماز کے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے اعوذ بسم اللہ اور معوذتین اور کلمہ تمجید پڑھ کر مرشد کے واسطہ سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ علےٰ رسول اللہ اور داہنا قدم رکھے اسکے بعد اللھم افتح لی ابواب رحمتک کہہ کر داخل خلوت ہو اور دو نفلیں ماسوی اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل نہ پڑھے[ا] اور قبلہ کی طرف منھ کر کے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اس کو مرشد سے پہنچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔

اور خلوت کی شرطیں یہ ہیں ہمیشہ روزہ رکھنا، کم سونا، لوگوں سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا، اور درود شریف پڑھنا، اور ہمیشہ ذکر کرنا ان تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہیئے اور ان میں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دس دن کی طاق راتوں یعنی اکیس، تیئیس، پچیس، ستائیس، انتیس میں تمام رات جاگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھا سکے۔

اس کے سوا اور راتوں میں رات کے تہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے۔ جب آخر کی تہائی رات آئے اٹھ کر جلدی استنجا اور وضو کرے پھر تہجد کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ میں صبح تک مشغول رہے جب عید کا چاند دکھائی دے مغرب کی نماز کے بعد دوگانہ پڑھ کر خلوت سے باہر آئے۔

خلوت کی شرطیں

مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے خلوت کی چند شرطیں بیان کی ہیں

[ا] کیونکہ حدیث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال و آفتاب نکلتے وقت اور عصر کی نماز کے بعد قبل غروب آفتاب کے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی۔

پہلے ہمیشہ باوضو رہے اور جس وقت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔

دوسرے ہمیشہ روزہ رکھنا اور نماز مغرب[۱] کے پہلے افطار کرے اور عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھانا اگر اس سے پریشان ہو جاتا ہو تو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بھی کھا سکتا ہے۔

تیسرے کھانا کم کر دینا کہ معدہ کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کر دے اور اسقدر کم نہ کرے کہ ضعف کیوجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لے جائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے غرض کھانا کم کھانے سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیہ زائد ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے چوتھے سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہئے ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور بیکار گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہو جاتا ہے۔

پانچویں ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا اور انا جلیس من ذکرنی کا تصور کرنا ہے اس طرح کہ غفلت نہ آنے پائے اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے۔

چھٹے خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو غیر خدا کے خواہ اچھا ہو یا برا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تاریک اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کر دیتا ہے ساتویں دل کا شیخ سے ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہنچانیکے لئے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رکجاتی ہے نعوذ باللہ من الحور بعد الکور

نصیحت اور وصیت آمیز کلمے

حق کے طالب کو پہلے فرقہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لئے ضروری مسائل سیکھنا چاہئے کتاب اور سنت اور آثار صحابہ کی پیروی کرنا چاہئے اس کے بعد نفس کی پاکی اور اس کے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ

[۱] لیکن اگر ابر ہو تو مغرب کی نماز کے بعد احتیاطاً روزہ کھولنا افضل ہے ۱۲ شہید

ہونا چاہئے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ رباعی

خواہی[1] کہ شود دل تو چوں آئینہ　∴　دہ چیز بروں کن از درون سینہ
حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت　∴　بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

اس کے بعد قلب کو صاف کرنا اور جلا دینا (جس سے مراد اچھی عادتیں اختیار کرنا ہے) چاہئے چنانچہ اس دوسری رباعی میں اس طرف اشارہ ہے۔ رباعی

خواہی[2] کہ شوی بمنزل قرب مقیم　　نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت و علم و یقین　　تفویض و توکل و رضا و تسلیم

فائدہ سالک کو چاہئے کہ شرع کے احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرے اور پرہیزگاری اور خوف خدا اپنا طریقہ کرے اور تمام حالتوں میں سنتوں کا خیال کرے اور ان چیزوں سے جن کو خدا نے منع کیا ہے اور مشتبہ چیزوں سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور استغفار اور اچھی باتوں سے اس کا تدارک کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھا رکھے اور باجماعت مسجد میں نماز پڑھے اور جو وقت فرائض اور واجبات اور سنتوں کے پورا کرنے سے بچے اسے باطنی اشغال میں صرف کرے اور اوراد و نوافل کے زیادہ کرنے کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے اور کبھی غافل نہ ہو جب ان میں لطف اور مزا پائے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زائد سمجھے اور ہر کام خدا کی رضامندی کے لئے کشف و کرامات میں لطف نہ حاصل کرے بلکہ اس سے بیزار ہو اور بسط کی حالت میں شکر ادا کرے اور شرع کی حدوں کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو مایوس اور پریشان نہ ہو جائے اپنے کام میں مصروف رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتوں میں اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتوں کو کسی جاہل کے سامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے۔ اور محرم سے بھی تنہائی اور علیحدگی میں کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور تمام دنیا کی چیزوں کی محبت چھوڑ دے ورنہ ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا فائدہ نہ دے گا۔

---

[1] اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہو جائے تو یہ دس خبیث عادتیں اپنے سینہ سے نکال ڈالو لالچ آرزو غضب جھوٹ غیبت کرنا کنجوسی حسد ریا کبر کینہ ۱۲ شہید [2] اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی قربت حاصل کرو... تو اپنے نفس کو نو چیزوں کی تعلیم دو صبر کرنے شکر کرنے قناعت کرنے اور خدا پر یقین کرنے اور اپنے کو اس کے سپرد کر دینے اور حوالہ اختیار کر دینے اور اسکی رضامندی پر راضی ہونے اور اس پر بھروسہ کرنے کی ۱۲ شہید۔

www.maktabah.org

دل ایک آئینہ ہے اس میں غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور عزت کی خواہش کرنا اپنے کو گمراہ کرنا ہے اس سے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت اور بیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں اور مردانہ وار گامزنی کرے اور خوشی وغم کو بالائے طاق رکھے اس واسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور جو شخص سنت رسولؐ کا پابند اور ہم جنس نہ ہو اس کی صحبت میں شریک نہ ہو اگرچہ اس شخص سے کرامتیں اور خرق عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اڑے اور لوگوں سے بقدر ضرورت ملے اور اچھے برے سے خوش اخلاقی سے پیش آئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور نیستی کو اپنا طریقہ بناوے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشان نہ ہو اور جو باتیں پیش آئیں ان کو خدا کی طرف سے سمجھے اور ہمیشہ دل کی حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور ہر کام کو خالص نیت سے سرانجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مدنظر رکھے نہ اس قدر کھائے کہ کاہل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے اسیطرح ہر کام میں افراط وتفریط سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اس سے کام بھی لے اور بہتر تو کما کر کھانا ہے اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے تعلق سے علیحدہ رکھے اور کسی سے امید خوف نہ رکھے اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور بے آرام رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی اور زائد نعمت کا شکر ادا کرے اور تنگدستی اور فاقہ اور روپیہ کی کمی سے پریشان نہ ہو جائے بلکہ اس میں اپنی عزت اور فخر[1] خیال کرے اور خدا کا شکر ادا کرے کہ اس نے اولیاء اور انبیاء کا مرتبہ مجھ کو عنایت فرمایا اور اپنے متعلقین سے مہربانی اور نرمی سے پیش آئے اور ان کی غلطیوں سے درگذر کرے اور ان کے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت[2] سے بچے اور لوگوں کا عیب چھپائے اور اپنے عیبوں پر غور کرے اور سب مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگرچہ حق بجانب ہو اور مسافر پروری اور مہمان نوازی اپنی عادت کرے اور غریب اور مسکین لوگوں کی صحبت پسند کرے اور علماء[3] اور صلحاء کی خدمت میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اس کو

---

[1] آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فخری یعنی فقیری پر مجھ کو فخر ہے ۱۲ شہید [2] قرآن شریف میں اس کی سخت ممانعت ہے اور فرمایا گیا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا غیبت کرنا، اور اپنے مردہ بھائی کا کچا گوشت کھانا برابر ہے ۱۲ شہید [3] حدیث میں ہے تم پر علماء کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ جس طرح مردہ زمین پانی سے سیراب وشاداب ہو جاتی ہے اسیطرح مردہ دل حکمت کے نور سے زندہ ہو جاتے ہیں ۱۲ شہید

www.maktabah.org

اچھے مصرف میں خرچ کرے تاکہ وہ روپیہ نقصان نہ پہونچا سکے اور کسی چیز سے قلبی تعلق نہ رکھے اور ہستی نیستی کو برابر سمجھے اور فقیروں کے کپڑوں کو پسند کرے اور جس قدر کپڑا اور کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرے اور ایثار کی عادت ڈالے اور پیاس اور بھوک (جو خدا کا کھانا ہے) کو دوست رکھے اور ہنسے کم اور روئے زائد۔ اور خدا کے عذاب اور اس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور موت کو جو غیر خدا کی فنا کرنے والی ہے ہمیشہ مد نظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل کی جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب[۱] فجر کی نماز کے بعد کرے۔

اور اچھائیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور برائیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور استغفار کرے اور سچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اوپر لازم کرے اور بیہودہ اور کھیل کود کی مجلس میں نہ شریک ہو اور جہالت کی رسموں سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کے لئے کرے۔

بخیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کرنیوالا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنے والا اور نیکوکار اور باوقار اور یہی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہئے کہ غرور نہ کرے اور اپنے کو اچھا نہ سمجھے اور اولیا اور مشائخ کی قبروں[۲] کی زیارت سے مشرف ہوا کرے اور فرصت کے وقت ان کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جاکر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور ان پر ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول کے نائب ہیں۔

نیز جو شخص مجھ سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو (جو کمالات ظاہر و باطنی کے جامع ہیں) میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے۔ اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔ اور معرفت کی تمام نعمتوں

---

[۱] گناہوں کا حساب ۱۲ شہید [۲] کیونکہ حدیث میں ہے کہ پہلے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب اجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانے سے آخرت اور موت یاد آتی ہے۔ ۱۲

اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک اُن کا فیض جاری رکھے۔

اللّٰھم[1] اغفر لنا ولوالدینا ولاستاذنا والمشائخنا ولاحبابنا ولجمیع المومنین والمؤمنات الاحیاء منھم والاموات برحمتک ویا ارحم الراحمین آمین آمین آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت

سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہیے کہ حقیر فقیر ننگ خاندان بزرگان طریقت کا نام بدنام کرنے والا روسیاہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ کو حضور فیض گنجور قطب دوراں پیشوائے عارفاں نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میاں جیو شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس اللہ سرہ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل ہے اور ان کو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید ولایتی سے اور ان کو حضرت عبدالباری اور ان کو شاہ عبدالہادی امروہی اور ان کو شاہ عضدالدین اور ان کو شاہ محمد مکی اور ان کو شاہ محمدی اور ان کو شاہ محب اللہ الہ آبادی اور ان کو شیخ ابوسعید گنگوہی اور ان کو شیخ نظام الدین بلخی اور ان کو شیخ جلال الدین تھانیسری اور ان کو قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی اور ان کو شیخ محمد عارف ردولوی اور ان کو شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی اور ان کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور ان کو مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابرؒ اور ان کو شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی اور ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور ان کو خواجہ معین الدین حسن سنجری اور ان کو خواجہ عثمان ہارونی اور ان کو خواجہ حاجی شریف زندنی اور ان کو خواجہ مودود چشتی اور ان کو خواجہ ابو یوسف چشتی اور ان کو خواجہ ابی احمد ابدال چشتی اور ان کو خواجہ ابو اسحاق شامی اور ان کو خواجہ ممشاد علو دینوری اور ان کو خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصری اور ان کو خواجہ حذیفہ

[1] اے خدا بخش دے ہم کو اور ہمارے والدین کو استادوں کو مشائخ دوستوں اور تمام زندہ اور مردہ مسلمانوں مردوں اور عورتوں کو اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں میں زائد رحم کرنے والے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری۔

مرعشی اور ان کو خواجہ ابراہیم ادھم بلخی اور ان کو خواجہ اجمال الدین فضیل بن عیاض اور ان کو خواجہ عبدالواحد بن زید اور ان کو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اور ان کو امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور ان کو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین سے۔

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ

طریقہ نظامیہ کی اجازت حضرت عبدالقدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم ادھی سے حاصل ہے اور ان کو سید بڈھن بہڑائچی اور ان کو سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیان جہاں گشت سے اور ان کو خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی اور ان کو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن احمد بدایونی اور ان کو خواجہ فرید الدین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم القدوس گنگوہیؒ کو طریقہ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش بن محمد قاسم ادھی سے اور ان کو سید بڈھن بہڑائچی اور ان کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ علبید بن علیمی سے ان کو شیخ علبید بن ابوالقاسم سے ان کو شیخ ابوالمکارم فاضل سے ان کو شیخ قطب الدین ابوالغیث سے ان کو شیخ شمس الدین حداد سے ان کو امام الاولیا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ان کو شیخ ابوسعید مخزومی سے ان کو شیخ ابو الحسن قرشی علی الہنکاری سے ان کو شیخ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو شیخ حبیب عجمی سے ان کو امام حسن بصری سے ان کو امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلہ قادریہ میں اپنے مرشد حضرات مولانا میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ سے ان کو سید عبدالحی سے ان کو سید محمد غوث سے ان کو سید ابو محمد سے ان کو سید شاہ محمد سے ان کو سید قمیص العالمؒ سے ان کو سید الیاس مغربیؒ سے ان کو سید عبدالحق مغربیؒ سے ان کو مولانا مغربیؒ سے ان کو سید احمد قدسیؒ سے ان کو سید عبدالقادر راسیؒ سے ان کو سید عبدالوہاب سے ان کو

سیّد یحییٰ زاہد سے ان کو سیّد زین الدین سے ان کو سیّد عبدالرزاق سے ان کو غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحؒ سے اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک وہی ہے۔

سلسلۂ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

حضرت میران احمل بہڑائچی کو اپنے پیر شاہ عبدالحق سے اور ان کو خواجہ عبیداللہ سے ان کو خواجہ مولانا یعقوب چرخی سے ان کو خواجہ علاء الدین عطار سے ان کو خواجہ امیر کلال سے ان کو خواجہ محمد بابا سماسی سے ان کو خواجہ عزیزان علی رامتینی سے ان کو خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی سے ان کو خواجہ محمد عارف ریوگری سے ان کو خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے ان کو خواجہ یوسف ہمدانی سے ان کو خواجہ ابوعلی فارمدی[1] سے ان کو خواجہ امام ابوالقاسم قشیری سے ان کو خواجہ ابوعلی دقاق سے ان کو خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی سے ان کو خواجہ ابوبکر شبلی سے ان کو سیّد الطائفہ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو خواجہ حبیب عجمی سے ان کو امام الاولیاء حسن بصریؒ سے ان کو حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

نیز اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر میانجیو نور محمد شاہ سے حاصل ہے اور ان کو حضرت سید احمد شہیدؒ سے ان کو شاہ عبدالعزیزؒ سے ان کو شاہ ولی اللہ سے ان کو شاہ عبدالرحیمؒ سے ان کو شاہ عبداللہؒ سے ان کو سید آدم بنوری سے ان کو امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ سے ان کو خواجہ باقی باللہؒ سے ان کو خواجہ ملنگیؒ سے ان کو مولانا درویشؒ سے ان کو مولانا زاہدؒ سے ان کو خواجہ عبیداللہؒ احرار سے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

نیز فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولانا ہادینا حضرت مجاہدین نصیر الدین دہلویؒ سے حاصل ہے اور ان کو شاہ محمد آفاقؒ دہلوی سے ان کو خواجہ ضیاء اللہؒ سے ان کو خواجہ محمد زبیرؒ سے ان کو خواجہ حجت اللہ محمد نقش بند ثانیؒ سے ان کو خواجہ محمد معصومؒ سے ان کو حضرت مجددؒ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہے۔

[1] نیز ابوعلی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور ان کو بایزیدؒ بسطامی سے ان کو امام جعفر صادقؒ سے ان کو حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر سے ان کو سلیمان فارسیؓ سے انکو امیرالمومنین حضرت ابوبکر بن الصدیق سے انکو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کما قال البعض ۱۲ شہید

www.maktabah.org

سلسلۂ سہروردیہ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبد القدوس گنگوہیؒ کو اپنے مرشد مرشد مرشد سید اجمل بہرائچی سے اجازت حاصل ہے اور ان کو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاریؒ سے ان کو شیخ رکن الدین ابو الفتح سے ان کو اپنے والد صدر الدین سے ان کو اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے ان کو امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ان کو شیخ ابو النجیب سہروردی سے ان کو شیخ وجیہ الدین عبد القاہر سہروردی سے ان کو شیخ ابو محمد بن عبد اللہ سے ان کو شیخ احمد دینوری سے ان کو ممشاد علو دینوری سے ان کو حضرت جنید بغدادی سے ان کو معروف سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ کبرویہ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاری کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے ان کو شمس الدین بن امام محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادھم سے ان کو شیخ عطایائے خالدی سے ان کو شیخ احمد بابا کمال خجندی سے ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار یاسر سے ان کو ابو النجیب سہروردی سے ان کو شیخ احمد غزالیؒ سے ان کو ابو بکر نساجؒ سے ان کو ابو القاسم گرگانی سے ان کو خواجہ ابو عثمان مغربیؒ سے ان کو ابو علی کاتبؒ سے ان کو شیخ علی رود باریؒ سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادیؒ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

---

[1] نیز حضرت مجددؒ کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ۔ قادریہ۔ سہروردیہ۔ کبرویہ۔ مداریہ۔ قلندریہ کی اپنے پیر و مرشد شیخ عبد الاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو عبد القدوسؒ گنگوہی قدس سرہم سے حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کما قال بعض الفضلاء ۱۲۔ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی محلی۔

تمت بالخیر

www.maktabah.org

فیصلۂ ہفت مسئلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ ونشہد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہٗ ورسولہٗ۔

اما بعد فقیر امداد اللہ الحنفی الچشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر سے ربط وتعلق رکھتے ہیں، عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعثِ برکاتِ دینوی ودینی اور نااتفاقی موجب مضرت دینوی ودینی ہے۔ اور آج کل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے۔ جس سے طرح طرح کے شر اور دقتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے۔ حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً مسلمانوں کی خصوصاً اپنے متعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے اس لئے فقیر کے دل میں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلم بند کر کے شائع کر دیا جائے امید قوی ہے کہ یہ نزاع وجدال رفع ہو جائے۔ ہر چند کہ اس وقت میں اختلافات اور مختلفین کثرت سے ہیں۔ مگر فقیر نے انہیں مسائل کو لیا جن میں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ سے اوّل تو کثرت اختلافات اس درجہ پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں۔ اولاً وہ معدود۔ دوسرے امید قبول غالب پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قیل وقال ہے سات ہیں۔ پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے ان کو مقدم جس میں اس سے کم ہے اس کے بعد علیٰ ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عمل درآمد مناسب ہے لکھدیا۔ حق تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور حضرات بھی اگر اس کو قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرمادیں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔

واللہ ولی التوفیق

www.maktabah.org

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقلیدات میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کلُّ بدعۃٍ ضلالۃٌ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے کما یظہر من التامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو ردٌّ الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معیّن کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر بہ مصلحت سہولت دوام یا اور کسی مصلحت سے بارہ ۱۲ ربیع الاوّل مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشاں پیشین کا اقتدا ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم و مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور ان تخصیصات کو قربت مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بے شک اسوقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معیّن پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا بخور و شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود ہے اور اگر اُن امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کرنے سے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی موجدان اعمال کا تجربہ یا کشف والہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولد کو بہیئت کذائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کر قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ

اعتقاد ایک امر باطن ہے اسکا حال بدون دریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا محض قرائن تخمینہ سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت بیجا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر ملامت کیوں بلکہ اس ملامت سے شبہہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جسکی نسبت فقہا نے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی معصیت ہوتا ہے مگر ہر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم و علوت خواہ عادت دنیوی ہو یا مبنی کسی سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بدعقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی ان ہی لوگوں میں ہے اسلئے ملامت کرتا ہے مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لاویں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جاویں ایک شخص بیٹھا رہے تو اس پر ملامت اسوجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تو نے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید ختم کرتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرینی تقسیم نہ کرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی زمانے میں مخصوص معتزلہ کے ساتھ تھا کوئی ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہو اسنکر اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس سے اس کے دوسرے عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا بہر حال صرف ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہے اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اسی کے حق میں بدعت ہو جائیگا۔ جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے گا مثلاً متشددین رحبت قہقری کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رحبت سب کے حق میں بدعت ہو جائیگی اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس جہلا میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض واعظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاط مردوں و عورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاوے گی ع بہر یکے تو گلیمے را مسوز۔ رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ شبہہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہہ ہے آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت

www.maktabah.org

اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضاذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ہے ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکہ ہوسکتا ہے البتہ ہر ممکن کے لیئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل ملجاوئے مثلاً خود کشف ہوجاوے یا کوئی صاحب کشف خبر کردے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہیں ہوسکتا پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں رہا عملدرآمد جو اس مسئلے میں رکھنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ ہرگاہ یہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا کہ اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہوا کرتا ہے پس خاص کو تو یہ چاہیئے کہ جو ان کو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ فیض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اس کو دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے بذربانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ مہر و دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہوجائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا برپا ہو۔ محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہوجائے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کرلی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہوگا اور جو خود مولد اور قیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں ان کو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخاطبت ہی نہ کریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں غرض فتنے سے بچیں قصہ حطیم اس کی دلیل کافی ہے اور مجوزین مانعین کے تبدیلی کی تاویل کرلیا کریں کہ یا تو ان کو یہی تحقیق ہوا ہوگا یا انتظاماً منع کرتے ہونگے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں تب ان سے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ مجوزین کی تاویل کرلیا کریں کہ یا ان کو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبۂ محبت سے یہ عمل کرتے ہیں اور حسن ظن اور بالمسلمین کیوجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہیئے کہ جس عالم کو متدین محقق سمجھیں اس کی تحقیق پر عمل کریں اور فریق کے لوگوں سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں اور تعصب اور عداوت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں گویا کام علماء کا ہے

www.maktabah.org

عوام کو علما پر بدگمانی اور مسائل میں شبہہ ہوتا ہے اور اس مسئلہ میں جو تحقیق اور عملدرآمد کیا گیا ہے کچھ اس مسئلہ ہی کیساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید اور کار آمد مضمون ہے جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جنکا یہاں ذکر ہے اور جو اسکے امثال ہیں مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نمازہائے پنجگانہ ذکر از تہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی و پابوسی اور انکے سوا بہت امور ہیں جنمیں شور و شر پھیل رہا ہے ان سب امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ فاحفظہ متنفع انشاء اللہ

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اسمیں وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اسمیں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورۂ خاص معین کرنیکو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کرلی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسیطرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہونچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاویگا کہ جمع بین العبادتین ہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاویگا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کیساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اسوقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جنکی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کرکے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے انمیں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں رہا عوام کا غلو اولاً اسکی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً انکا غلو اہل فہم آپ کے فعل میں مؤثر نہیں ہوسکتا انا اعمالنا ولکم اعمالکم یا

شبہہ تشبیہ کا اسمیں بحث ازبس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبیہ اسوقت تک رہتا ہے جبتک وہ عادات اس قوم کیساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اُسی قوم سے سمجھا جاوے یا اسپر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوئے تو وہ تشبیہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم و درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے قصہ تطہیر اہل قبا اسمیں کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کیساتھ مخصوص نہیں اور گیارھویں حضرت غوث پاک قدس سرہٗ کی دسویں بیسویں چہلم ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر کی رحمۃ اللہ علیہ دحلوائے شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے مگر کرنیوالونپر انکار نہیں کرتا اور عملدرآمد اس مسئلہ میں ایسا رکھنا چاہئیے یعنی دو فریقوں کا باہم مل جلکر رہنا اور مباحثہ وقیل وقال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گذر چکا

تیسرا مسئلہ عرس وسماع کا

لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومۃ العروس یعنی بندۂ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کیطرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھکر کون عروسی ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض وبرکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازدیاد محبت وتزاید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اسمیں جس سے عقیدت ہو اسکی غلامی اختیار کرلے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن وطعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اسمیں اسرار مخفیہ ہیں انکا اظہار ضرور نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اسلئے تجدید حال اور ازدیاد ذوق وشوق کیلئے کچھ سماع بھی ہو نیلگا پس اصل عرس کی اس قدر ہے اور اسمیں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علماء نے بعض حدیثوں سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رہگیا شبہہ حدیث لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ عِیْدًا کا سو اسکے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلا لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آرائشگی دوموسم میلہ کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرہ آخرت کے ہے نہ غفلت اور نہ زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہووے نی بالخصوص

حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً و اجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعیین بہ مصلحت بھی جائز سب مل کر بھی جائز رہا یہ شبہہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیۂ فاستمعوا لہ وانصتوا کی مخالفت ہوتی ہے سواوّلاً تو علماء نے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر استحباب کیلئے ہے ترک مستحبات پر اتنا شور وغل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل کرنے سے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کردیا جائے یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص مروجہ وسجدۂ قبور وغیرہ ہوں اسمیں شریک نہ ہونا چاہئے رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث از بس طویل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عوارض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ورنہ ناجائز کہا فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویلیں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اسکا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اسوقت کثرت مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم ع خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بہر حال وہ احادیث خبر واحد ہیں اور محتمل تاویل گو تاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے۔ مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اسکا ثواب بخشدیا جاتا ہے اور زدائد امور فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو محض ریاکار و مدعی بیہودہ ہو اگر تعیین اسکی کہ فلاں شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اسمیں بھی عملدرآمد فریقین کا یہی ہونا چاہئے جو اوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اتباع سنت کا شائق سمجھیں جو کریں ان کو اہل محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوام کے غلو ہوں ان کا لطف اور نرمی سے انسداد کریں۔

چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اسمیں تحقیق یہ ہے کہ ندا سے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہیں کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسر کبھی منادی کو سنانا کبھی اسکو پیام پہنچانا سو مخاطب غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتے ہیں اسمیں تو کوئی گناہ نہیں مجنوں کا قصہ مثنوی میں مذکور ہے اشعار :۔ دید مجنوں را یکے صحرا نورد ؛ در بیابان غمش بنشستہ فرد ؛ ریگ کاغذ بود وانگشتاں قلم ؛ می نمودے بہر کس نامہ رقم ؛؛ گفت اے مجنون شیدا چیست ایں ؛؛ می نویسی نامہ بہر کیست ایں ؛؛ گفت مشق نام لیلیٰ میکنم

خاطر خود را تسلی فسید ہم اپیسی ندا صحابہ سے بکثرت روایات میں منقول ہے کما لا یخفی علی المتبحر المتسع النظر اور اگر مخاطب کا اسماع و سنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اسکو خبر پہنچ جاویگی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس علیہ میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہود ہو نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو نہ پیغام پہنچانیکا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ ندا ممنوع ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اسطرح کہ اسکو سنانا منظور ہے اور ورد برد نہیں نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ انکو کسی ذریعہ سے خبر پہنچیگی یا ذریعہ متعین کیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد افتراء علی اللہ اور دعویٰ علم غیب ہے بلکہ مشابہ شرک کے ہے مگر بیدھڑک اسکو شرک و کفر کہدینا جرات ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو خبر پہنچا دے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں اگرچہ کہ امکان کو وقوع لازم نہیں اسلئے ایسی ندائے لایعنی کی اجازت نہیں ہے البتہ جو ندا نص میں وارد ہے مثلاً یا عباد اللہ اعینونی وہ باتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جو اہل خصوصیت ہیں انکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص میں سے ہوگا خود سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہیں یہاں سے معلوم ہوگیا حکم وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے ہاں اگر وسیلہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں اب بعض علماء اسخیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندا سے منع کرتے ہیں انکی نیت بھی اچھی ہے انما الاعمال بالنیات مگر مصلحت یوں ہے کہ اگر ندا کرنیوالا سمجھدار ہو تو اسپر حسن ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جاوے اگر اسکے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کردی جائے اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو تو بالکل رد کر دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کار آمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہوا اور بہ قرائن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نہ کریگا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اسکو مجبور کرے کہ بجز فساد و عناد کوئی ثمرہ نہیں نہ اسکو بالکل مہمل و مطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت و اخوت اسلامی کیخلاف ہے بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اسمیں جو خرابی ہو اسکی اصلاح کردے کہ اسمیں امید قبول اغلب ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ اور رسوم جاہلیت کے شیوع کیوقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوتے ہیں انمیں غور کرنیسے اس قاعدے کی تائید ہوتی ہے مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندا میرا معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں ذوق شوق سے صیغہ ندا برتا گیا ہے اور عملدرآمد وہی رکھنا چاہیئے جو اوپر تین مسئلوں میں مذکور ہوا۔

پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کراہت و امام ابویوسف سے بعض شرائط کیساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح د

تصحیح دونوں جانب موجود ہے اسمیں بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قول میں تطبیق دیجائے کہ اگر جماعت اولیٰ کاہلی اور سستی سے فوت ہوگئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لئے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اس کے لئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہت کی تعلیل تقلیل جماعت اولیٰ سے یہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہگئی تو دوسری جماعت کیساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی ایسا لاابالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا جلدی چار ٹکریں مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدیل و اطمینان سے ادا کریگا علماء آمد اس مسئلہ میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہئے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالدلیل کیوجہ سے محجوب رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھ لے خواہمخواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نہ کرے یہ پانچ مسئلہ تو عملی تھے اب دو مسئلے علمی باقی رہ گئے وہ مرقوم ہیں۔

چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دو مسئلوں کی تحقیق تفصیلی سمجھنا موقوف علم حقائق پر ہے اور راز بس دقیق ہے مگر مجملاً دو چیزوں کا اعتقاد رکھنا چاہئے ایک اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع وغیر ہما ان سب سے پاک ہے۔ رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون چیز مفہوم شے میں داخل ہے کہ اسپر قادر کہا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اس سے تنزیہ کیا جاوے سو جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم مکلف نہیں بلکہ بوجہ نازک ہونے ایسے مسائل کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ انمیں قیل و قال اور زیادہ تفتیش کرنا عجب نہیں کہ منع ہو دیکھئے تقدیر کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ و مجمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسقدر سخت ممانعت فرمائی ہے سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی دقت و اشکال یہاں بھی ہے سو ان دو مسئلوں میں بھی جب بوجہ تعارض ظاہری ادلہ عقلیہ و نقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قیل و قال کرنیکی کیسے اجازت ہوگی اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جس کو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی عملدرآمد نہیں اور جو طبع آزمائی کے لئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبانی خلوت میں ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں۔ اور اگر اسیکا شوق ہے تو عربی عبارت ہونا چاہئے تاکہ عوام خراب نہ ہوں اور عوام کے لئے تو بالتعیین نہ ہونا ہی ضروری ہے۔ تمام ہوا بحمد اللہ جو کچھ لکھنا تھا۔

www.makhtabah.org

وصیت اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقیر کی یہ وصیت ہے کہ ظنیات میں اپنے علم و تحقیق پر وثوق نہ کریں سورۂ فاتحہ اھدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد ربنا لا تزغ قلوبنا پڑھ کر دعا کیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ نفس و تصفیۂ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض للّٰہیت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافقین اور معتقد ہیں ان کو چاہئے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو شریک نہ کیا کریں اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کیا کریں کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے۔ اشعار:۔ چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو بگذشت بر عارف جنگجو۔ گر ایں مدعی دوست بشناختے :: بہ پیکار دشمن نہ پرداختے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔ فقط مہر:۔ فقیر امداد اللہ چشتی و فاروقی۔

اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

پیل اندر خانۂ تاریک بود	عرضہ را آوردہ بودندش ہنود
از برائے دیدنش مردم بسے	اندراں ظلمت ہمی شد ہر کسے
دیدنش با چشم چوں ممکن نہ بود	اندراں تاریکیش کف می بسود
آں یکے را کف بخرطوم او فتاد	گفت ہمچوں ناؤ دانستش نہاد
آں یکے را دست بر گوشش رسید	آں بروچوں باد بیزن شد پدید
آں یکے را کف چو بر پایش بسود	گفت شکل پیل دیدم چوں عمود
آں یکے بر پشت او بنہاد دست	گفت خود ایں پیل چوں تختی بدست
ہمچنیں ہر یک بجزوے چوں رسید	فہم آں می کرد ہر جا می شنید
از نظر کہ گفت شاں بد مختلف	آں یکے دالش لقب داد آں الف
در کف ہر کس اگر شمعے بدے	اختلاف از گفت شاں بیروں شدے

چشم حس ہمچو کف دستش دبس
نیست کف را بر ہمہ آں دسترس

نالۂ امداد غریب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رباعی

اے ذات تو بارحمت والطاف وتربیب
اکنوں بطفیل احمد و یارانش
دے رحمت و لطفت بمناجات مجیب
مقبول شود نالۂ امداد غریب

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا
عجب نقش قدرت نمودار تیرا

عجب رنگ ہے رنگ ہر رنگ میں ہے
یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا

یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے
ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا

بہر رنگ ہر شے میں ہر جا پہ دیکھو
چمکتا ہے جلوہ قمر دار تیرا

تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں تو ہے
تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا

تو اوّل تو آخر تو ظاہر تو باطن
تو ہی تو ہے یا کہ آثار تیرا

نہیں دیکھتا کچھ دلی دیکھتا ہوں
ہر اک جا پہ نقشہ طرحدار تیرا

عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا
کبھو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا

نگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری
اگرچہ ہوں مبتلا بہت خوار تیرا

مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں
تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

الٰہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا
لیا ہے پکڑ آ کے دربار تیرا

کہاں جاوے جسکا ہو کوئی تجھ بن
کسے ڈھونڈے جو ہو طلب گار تیرا

نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو
کہاں جاتا بندہ ناچار تیرا

رہیگا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا
لگیگا جو رحمت کا بازار تیرا

سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں
نہ اک دم ہوا آہ بیدار تیرا

برے کام میں عمر افسوس کھوئی
کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا

مری مشکلیں ہوئیں آسان اک دم
جو ہوئے کرم مجھ پہ اک بار تیرا

ہوں ظلمات عصیاں سے حسنات روشن
جو ہو ابر رحمت نمودار تیرا

لگیں کرنے کافر بھی امید بخشش
لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا

جہاں لطف گل ہے وہیں خار غم ہے
ہے گل خار میں گل میں ہے خار تیرا

خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں
عجب تیری قدرت عجب کار تیرا

یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یا رب
ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا

نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہے
کہ جس جا نہیں ذکر اذکار تیرا

تو اوّل نہیں ابتدا تیرا یا رب
تو آخر نہیں انتہا کار تیرا

نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں
تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا

الٰہی میں ہوں بس خطاوار تیرا
مجھے بخش ہے نام غفار تیرا

الٰہی بتا چھوڑ سرکار تیری
کہاں جاوے یہ بندۂ ناچار تیرا

دوا لے رضا کیا کر دنمیں الٰہی
کہ دارو بھی تیری اور آزار تیرا

میں ہوں جز تیری جو چاہے سو کر تو
تو مختار میرا میں ناچار تیرا

سوا تیرے کوئی نہیں میرا یا رب
تو مولیٰ ہے میں عبد بے کار تیرا

کیا اپنے در سے اگر دور مجھ کو
کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا

گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا
سنا جب کہ ہے نام غفار تیرا

دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہوویں
کہ ہے نام غفار و ستار تیرا

چلا نفس و شیطان کے احکام پر میں
نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا

نہ رسوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی
نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا

خبر لیجیے میری اُس دم الٰہی
کھلے جب کہ بخشش کا اخبار تیرا

کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت
کہاں خس کہاں بحر زخار تیرا

گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یا رب
مجھے چاہیے رحم بسیار تیرا

نہ ڈر دشمنوں سے رہا مجھ کو جب سے — کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا
ترا نام شیریں حلاوت ہے دل کی — ہر اک بات سے خوشی ہے تکرار تیرا
نہ کوئی ہے میرا نہ میں ہوں کسی کا — تو میرا میں عاجز دل افگار تیرا
نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں — تو ہے نور میرا میں آثار تیرا
الٰہی بچا قہر سے اپنے مجھ کو — کہ ہے عفو و بخشش کرم کار تیرا
بروں کو کرے نیک نیکوں کو بد تو — کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا
حکومت ہوئی اس کو حاصل جہاں کی — ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا
دو عالم خریدار ہو اس کا بیشک — جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا
رہے ہوش اس کو کسی کا نہ اپنا — الٰہی ہوا جو کہ ہوشیار تیرا
تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھ کو — الٰہی رہوں اک خبردار تیرا
بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو — ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا
بھکاری ترا جائے محروم کیونکر — کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا
بھکاری کروڑوں ترے ہوں نہ کیونکر — نہیں کرنا معمول انکار تیرا
نہیں اس سے زیادہ کوئی مجھ کو خواہش — ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا
ہے جنت کی نعمت تو سب میری خاطر — میسر ہوا ہے کاش دیدار تیرا
نہیں وصل افسوس قسمت میں میری — میں سایہ نمط گرچہ ہوں جار تیرا
ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا — ستاتا ہے یہ ہجر خوں خوار تیرا
حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے — کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا
تو کر صیقل آئینۂ دل نام حق سے — کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا
اٹھا غم رکھو امید امداد حق سے — تجھے غم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا
اسی کی تو خدمت میں رہ دل سے ہر دم — تو جا کر ہے اس کا وہ سردار تیرا

تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم — کہ دل سے زباں پر ہو اذکار تیرا
الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری — بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا
تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا — ترا فعل میرا مرا کار تیرا
میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا — تو مسجود میں ساجد زار تیرا
یہ جور و جفا ہم پہ ہے کیسا یارب — نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا
نہیں کافروں کو جو توفیق ایماں — کہ ہے نام قہار و جبار تیرا
فنا ہو گیا جو تری دوستی میں — تو ہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا
کھلیں اسکی آنکھیں کریں بند جسنے — عیاں ہو نہاں اس پہ اسرار تیرا
الٰہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا — رہوں میں سدا مست و میخوار تیرا
میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں — جو ہو وے محبت کا آزار تیرا
جو سویا سو جاگا جو جاگا سو سویا — سلا مجھ کو تا ہوں میں بیدار تیرا
ترا خوان انعام ہے عام سب پر — ہے شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے — میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب — تو مطلوب میں ہوں طلب گار تیرا
مرے دل میں ٹک جلوہ فرما الٰہی — کہ تجھ بن ہے ویراں یہ اب دار تیرا
تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے — ولے آہ ملنا ہے دشوار تیرا
یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا — نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا
ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو — کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا
زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو — وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا
نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے — کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا
تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی — کہ تا جاوے ہر غم ہر آزار تیرا

الٰہی قبول ہو مناجات میری — کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا

خمسہ بر مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر کیا کوئی کرے وحدت میں تیری قال و قیل — عقل بحث و علت و معلول ہیں زار و علیل
انت کافی فی جھات و فی رزقی کفیل — خذ بلطف یا الٰہی من لہ زاد قلیل
مفلس بالصدق یاتی عند بابک یا خلیل

www.mukitabah.org

دوسرا کوئی نہیں ایسا ہے کاروا اثیم
وہ سراپا عاصی وخاطی تو غفار و رحیم
ہے وفور جرم عصیاں سے سزاوار جحیم
ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم
اِنّہٗ شخصٌ غریبٌ مذنبٌ عبدٌ ذلیل

حیف پیری و جوانی سب ہوئے مصروف لہو
یا الٰہ العالمین دے مستی عصیاں سے سہو
روز و شب وقفِ جہالت ہی رہا غفلت میں محو
منہ عصیانٌ ونسیانٌ وسہوٌ بعد سہو
منک احسانٌ وفضلٌ بعد اعطاءٍ جزیل

خواب وخور ہی میں کٹی اک عمر مثل دام ودد
دیکھ کر انبارِ عصیان وجرائم بے عدد
ہیں عمل سارے نکو ہیدہ سبھی افعال بد
قال یا ربّی ذنوبی مثل رمل لا تعد
فاعف عنی کل ذنب واصفح الصفح الجمیل

ہیں سب افعالِ ذمیمہ زندگی کا ماحصل
کیا کروں اب کچھ نہیں بنتی کہ سر پر ہے اجل
یاد میں تیرے نہ گذری ایک ساعت ایک پل
کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل
سوءُ اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل

غم الم اندوہ وحسرت یاس دوری بیکسی
ہیں مرض سینے میں اتنے دل پہ کاوش ہے بری
ناتوانی اضطرابی بے قراری بے کلی
عافنی من کل داء واقض عنی حاجتی
اِنّ لی قلباً سقیماً انت شافی للعلیل

خود بخود ہو جائیں گے یہ درد سارے دل سے دور
یہ تڑپ یہ بیقراری فکر بے جا ہے قصور
جتنے مقصد ہیں بر آئیں گے الٰہی بالسرور
انت شافی انت کافی فی مہمات الامور
انت حسبی انت ربی انت لی نعم الوکیل

ہوں میں چکر میں نہیں ملتی صراطِ مستقیم
جس طرح خاصوں پہ ہے مجھ پر بھی کر لطف عمیم
کر دیا از دیادِ مرض نے زار وسقیم
ربِّ ہب لی کنز فضلک انت وہابٌ کریم
اعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر الدلیل

صورت شبنم ہوں گریاں روز و شب صبح ومسا
جینے جی ہر وقت خوف آتش دوزخ رہا
غنچۂ خاطر برنگ گل نہ اکدم بھی ہنسا　کھلا
قلّ لنارِ ابردی یا رب فی حقی کما
نلت قلبنا نار کونی انت فی حق الخلیل

عمر بھر کرتا رہا فرمان حق سے انحراف
جرم وعصیان وخطا یکلخت سب کردے معاف
وہ ہوا مجھ سے جو شان عبدیت کے تھا خلاف
ہب لنا ملکاً کبیراً نجنا مما نخاف

www.maktabah.org

ربنا اذانت قاضی والمنادی جبرئیل

ہوش میں آ اے غریب سرخوش جامِ صبوح — کر عمل اچھے برے ہوتے ہیں افعالِ قبوح

کیا بھروسا زندگی کا ہے مسافر تن میں روح — ابن موسیٰؑ ابن عیسیٰؑ ابن یحییٰ ابن نوحؑ

انت یا صدیق عاصی تب الی المولے الجلیل

غزل در شوق زیارت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

سبز و شاداب گلستان تمنا ہووے — کاش مسکن مرا صحرائے مدینہ ہووے

ہند میں گرم تپش یوں دلِ مضطر ہے مدام — دام میں جیسے کوئی مرغ تڑپتا ہووے

مجھ کو بھی روضۂ اقدس کی زیارت ہو نصیب — زہے قسمت جو سفر سوئے مدینہ ہووے

جب کہیں قافلے والے کہ مدینے کو چلو — شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہووے

ننگے پانوؤں وہیں ہو جاؤں میں اٹھ کر ہمراہ — تن میں جامہ بھی مرے ہو کہ برہنہ ہووے

یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا — جیسے جنگل میں بگولہ کوئی اڑتا ہووے

گرم جولان روش برق ہوں شاداں خنداں — پاؤں پر پاؤں مرا شوق میں پڑتا ہووے

کانٹے تلوؤں میں چبھیں برگِ گلِ تر سمجھوں — خاک جو اڑ کے پڑے آنکھوں میں سرمہ ہووے

ایسی صورت سے در شاہ عرب پر پہنچوں — حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے

گرد آلودہ بدن خاک ملی چہرہ پر — ایک تہہ بند پھٹا سا کوئی کرتا ہووے

خار پاؤں میں چبھیں بال ہوں سر کے بکھرے — فکر سوزن ہو نہ کچھ شانہ کا سودا ہووے

باندھ کر ہاتھ کروں عرض بصد عجز و نیاز — خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے

یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو — وصل کا آج اشارہ شہ والا ہووے

میری بیتابی و مسکینی پہ رحم آئے ضرور — خود در حجرۂ والائے نبیؐ وا ہووے

دوڑ کر سر قدمِ پاک پہ رکھ دوں اپنا — دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے

کبھی چوموں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہ قدم — خاکِ پا آپ کی ان آنکھوں کا سرمہ ہووے

گوہر اشک نثارِ قدمِ پاک کروں — جز تہی دستی کوئی اور نہ تحفہ ہووے

اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھوں — جلوۂ طور بھی آنکھوں میں تماشا ہووے

سن کے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب — فضل حق سے تری حاصل یہ تمنا ہووے

مناجات

یا رسولِ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے — آپ کی امداد ہو میرا یا نبیؐ حال ابتر ہوا فریاد ہے

www.maktabah.org

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل — اے مرے مشکل کشا فریاد ہے
چہرۂ تاباں کو دکھلا دو مجھے — تم سے اے نور خدا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجے مجھے — یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے

درد ہجراں سے لب پر جان ہے مری — انبو گیہہ کیجیے دوا فریاد ہے
گردن و پا سے مری زنجیر و طوق — یا نبی کیجیے جدا فریاد ہے
یا نبیؐ احمد کو در پر لو بلا — اس لیے صبح و مسا فریاد ہے

مناجات دیگر

آپکی فرقت نے مارا یا نبیؐ — دل ہوا غم سے دو پارا یا نبیؐ
حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو — کون ہے ہمسر تمہارا یا نبیؐ
باغ جنت سے زیادہ ہے عزیز — مجھ کو وہ کوچہ تمہارا یا نبی
لیجیے در پر بلا کب تک پھروں — دربدر یاں مارا مارا یا نبی

طالب دیدار ہوں دکھلائیے — روئے نورانی خدارا یا نبیؐ
درد ہجراں کے سبب مجھ سے کیا — صبر و طاقت نے کنارا یا نبیؐ
مرتے دم گر دیکھ لوں روضۂ شریف — زندگی ہو وے دوبارا یا نبیؐ
چین آتا ہے مرے دلکو تمام — نام لیتے ہی تمہارا یا نبیؐ

مناجات دیگر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

سب دیکھو نور محمدؐ کا سب ہیچ ظہور محمدؐ کا
جس مسجد میں میں سنتا ہوں تو ہے مذکور محمد کا
وہ منشا سب اسمار کا ہے وہ مصدر ہر اشیار کا ہے
کہیں روح مثال کہایا ہے کہیں جسم میں جا سمایا ہے
کہیں عاشق وہ یعقوبؑ ہوا کہیں یوسف وہ محبوب ہوا
کہیں موسیٰؑ وہ کلیم ہوا کہیں راز قدیم علیم ہوا
کہیں ابراہیمؑ خلیل ہوا اسُن راز قدیم علیل ہوا
کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے
کہیں غوث ابدال کہایا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے

جبریلؑ مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمدؐ کا
نا ہے کسی پیغمبر کا جو ہے مقدور محمدؐ کا
وہ سر ظہور و خفا کا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا
کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں صابر وہ ایوبؑ ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں ہارون وہ ندیم ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں صادق اسماعیل ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں نہ کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں دین امام کہایا ہے سب دیکھو نور محمد کا

مناجات دیگر

مرا طالع خفتہ جاگے یقیں ہے — اگر خواب میں منھ دکھائے محمدؐ
ہیں اسپر فدا جان اور دل سے قربان — مرا جان و دل سب فدائے محمدؐ

محمدؐ کی مرضی ہے مرضی خدا کی — خدا کی رضا ہے رضائے محمد
خجل ہو کے خورشید کا رنگ فق ہو — اگر منھ سے پردہ اٹھائے محمدؐ

نہوتے تو کچھ بھی نہوتا یقیں ہے — ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمدؐ
تمنا یہ ہے ریح کی یا الٰہی — عطا ہو اسے خاکپائے محمدؐ

تمت

www.maktabah.org

ارشاد مرشد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ بجمیع محامدہ کلھا ما علمت منھا وما لم اعلم وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

اما بعد فقیر حقیر امداد اللہ غفر اللہ ذنوبہ ولوالدیہ یہ کتاب ہے اور برادران طریقت اور طالبان معرفت کی خدمت میں خصوصاً جو اس فقیر سے رابطہ محبت وارادت رکھتے ہیں عرض کرتا ہے کہ شاغل اشغال قلبیہ کو ضرور ہے کہ سوائے فرائض اور واجبات اور سنن کے بعض عبادات اور طاعات اور اوراد وظائف جو مددگار اور قوت بخشنے والے صفائی دل اور جلا دینے والے روح کے ہوں عمل میں لاوے جیسا کہ نماز تہجد کی کہ بارہ رکعتیں یا آٹھ رکعتیں ہیں اور نماز اشراق کی چھ رکعتیں ہیں اور نماز چاشت کی چار رکعتیں ہیں بارہ تک اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں ہیں بیس[2] تک اور چار رکعتیں سنت قبل ظہر اور چار سنتیں قبل عصر اور چار سنت قبل عشا اور بروز جمعہ صلوٰۃ التسبیح[1] اگر فراغ ہو پڑھے اور تین روزہ ایام بیض[2] اور روزہ پنجشنبے و دوشنبہ کا اور چھ روزے ماہ شوال کے اور نو روزے اوّل ماہ ذالحج کے اور روزہ عاشورہ محرم کا اور آٹھ روزے اوّل ماہ رجب اور شعبان کے رکھے اور تلاوت قرآن کی جس قدر ہوسکے اولیٰ یہ کہ چالیس روز میں ختم کرے

وظائف صبح

درمیان سنت و فرض صبح کے اکتالیس بار سورہ فاتحہ حضور دل سے معنوں پر خیال کرکے پڑھے اور بعد نماز صبح کلمہ چہارم[3] دس بار اور سورہ یٰسین ایکبار اور استغفار سو بار اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ[4] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ سو بار اور ایکسو ایکبار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ مع بسم اللہ کے اور سو بار کلمہ[5] طیب اور اکتالیس بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ بحضور قلب پڑھے اور درود[6] شریف سو بار۔ وظائف ظہر اور

[1] فائدہ صلوٰۃ التسبیح واسطے مغفرت تمام گناہ صغیرہ اور کبیرہ خطاءً اور عمداً اور سرّاً اور علانیۃً کے حدیث میں آیا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا ہے۔ چار رکعتیں ہیں ہر رکعت میں بعد قرارت کے پندرہ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے اور رکوع میں دس بار اور قومہ میں دس بار اور جلسے میں دس بار اور دوسرے سجدے میں دس بار اور بعد سجدے دوسرے کے بیٹھ کر دس بار پس ہر رکعت میں پچھتر بار اور چار رکعت میں تین سو بار پڑھے اور طاقت ہو تو اس نماز کو روز پڑھے یا ہفتہ میں ایک بار یا ماہ میں یا سال میں یا تمام عمر میں ایک بار پڑھے اور مروی ہے کہ چار رکعت میں ان چار سورتوں کو یعنی الھٰکم التکاثر۔ والعصر۔ قل یا ایہا الکافرون قل ہو اللہ احد پڑھے۔ اور سورتیں بھی مروی ہیں جیسے سبح اسم یا اور مسبحات مگر یہ سہل تر ہیں ۱۲۔

[2] یعنی ہر چاند کی تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ روزہ رکھے۔ ۱۲ منہ قدس سرہٗ

[3] لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

[4] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۱۲

[5] لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۱۲ [6] اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ۱۲

بعد نماز ظہر کے سو بار کلمہ طیبب اور سو بار درود شریف اور سورہ انا فتحنا اور منزل دلائل الخیرات اور پانچ سو بار اللہ الصمد اور اکیس ۲۱ بار سورۂ اذا جاء۔ **وظائف عصر** اور بعد نماز عصر کے سورۂ عم یتساءلون اور سو بار آیۂ کریمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ **وظائف مغرب** اور بعد نماز مغرب کے سورہ واقعہ اور سو بار کلمہ طیبب اور درود شریف سو بار اور اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا اَبَدًا یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ اکتالیس بار بحضور دل پڑھے۔

وظائف عشاء اور بعد نماز عشاء کے سورہ سجدہ یا سورہ ملک اور سو بار کلمہ طیبب اور سو بار درود شریف اور ایک سو ایک بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ بحضور قلب پڑھے۔ **وظائف صبح وشام دو وقتہ** اور صبح اور شام کو سید الاستغفار[1] ایک ایک بار اور پانچوں کلمے اور دونوں آمنت باللہ اور نودو نام اللہ جل شانہ کے اور آیۃ الکرسی اور آیات آمن الرسول سے تا آخر سورۃ اور اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تین بار اور آیات[2] سورہ حشر ایک بار اور بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ تین بار اور رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا تین بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ سات بار اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ سات بار اور دعائے حزب البحر کو اگر ہو سکے تو ایک ایک بار اور بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر قبل غروب مسبعات عشر[3] کو پڑھے۔

وظیفہ بعد ہر نماز

اور بعد ہر نماز کے پانچوں وقت آیۃ الکرسی ایک بار سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار اور الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر تینتیس ۳۴ بار اور کلمہ چہارم ایک بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ ۔ ۔ ۔

[1] اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۱۲ منہ قدس سرہٗ [2] اول اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین بار پڑھے پھر یہ آیت پڑھے ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۱۲ [3] یعنی دس چیزیں ہیں کہ سات سات بار پڑھتے ہیں اول سورۂ فاتحہ سات بار سورہ والناس سات بار سورۂ فلق سات بار سورہ اخلاص سات بار سورۂ کافرون سات بار آیۃ الکرسی سات بار کلمۂ تمجید سات بار درود شریف سات بار اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ سات بار اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ افْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ بِنَا یَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَہٗ اَھْلٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اس دعا کو سات بار پڑھے۔

www.maktabah.org

حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ایک بار اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَمِنَ النَّارِ ایک بار پڑھے اور وقت شروع کھانے کے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْہُ اور بعد فراغ طعام کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ پڑھے اور سوتے وقت سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی اور تینوں[۱] قل تین تین بار اور اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ اور وقت جاگنے کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور ممکن ہو تو معشرت[۲] ا لسبع بھی پڑھے اور پاخانہ میں جاتے وقت اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور نکلتے وقت غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ معمول رکھے اور اگر اور زیادہ اوراد مطلوب ہوں تو کتب حدیث حصن حصین وغیرہ سے لیکے عمل میں لاویں بہرحال اذکار اور اشغال قلبیہ میں مشغول رہیں جس سے تصفیہ باطن کا ہو کر محبت اور معرفت حق کی حاصل ہو

بیان اذکار اور اشغال اور مراقبات کا

جو بزرگانِ طریقت نے تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح کے واسطے تجویز کیے ہیں اُن میں بارہ تسبیح ہیں جو حضرات چشتیہ کرتے ہیں۔ طریق اُن کا یہ ہے کہ بعد نماز تہجد کے توبہ اور استغفار عجز اور انکسار سے کرکے اور ہاتھ اٹھا کے یہ دعا بحضور قلب اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اللّٰہُ تین بار یا سات مرتبہ تکرار کرے اور گیارہ بار درود شریف پڑھ کے چار زانو بیٹھے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے اور جو انگلی اس کے پاس ہے اس سے رگ کیماس کو کہ بائیں زانو کے اندر ہے محکم پکڑے اور کمر سیدھی رکھے۔ پھر دل جمعی سے ہیبت اور حرمت اور تعظیم تمام کے ساتھ خوش الحانی کے ساتھ ذکر شروع کرے اور بعد اعوذ و بسم اللہ کے باخلاص تمام تین بار کلمہ طیب[۳] اور کلمہ شہادت[۴] پڑھ کے سر کو قلب کی طرف کہ زیر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت کے واقع ہے جھکا کے کلمہ لا کو قوت اور سختی سے دل کے اندر سے کھینچ کر اور الہ کو داہنے مونڈھے پر لیجا کر سر کو پشت کی طرف مائل کرکے تصور کرے کہ

[۱] یعنی قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق ۱۲ [۲] فائدہ مسبعات عشر وہ سات کلمہ ہیں۔ کہ ایک کو دس دس مرتبہ پڑھتے ہیں لکھے یہ ہیں۔ اول اللہ اکبر دس بار دوسرا الحمد للہ دس بار تیسرا سبحان اللہ وبحمدہ دس بار چوتھا سبحان اللہ الملک القدوس دس بار پانچواں لا الہ الا اللہ دس بار چھٹا استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ دس بار ساتواں اللّٰھم انی اعوذ بک من ضیق المقام الدنیا وضیق یوم القیامۃ دس بار پڑھے ۱۲ منہ [۳] یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲ منہ
[۴] یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ ۱۲ منہ

www.maktabah.org

غیر اللہ کو دل میں سے نکال کر پس پشت ڈال دیا اور دم کو چھوڑ کر لفظ الا اللہ کی زور اور سختی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرے کہ عشق اور نور الٰہی کو دل میں داخل کیا اسی طرح اس نفی واثبات کو فکر اور ملاحظے اور واسطے کے ساتھ دو سو بار کہے اور اس ذکر میں نو بار لا الٰہ الا اللہ دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیبب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے لیکن بتدی کلمہ لا الٰہ میں لا معبود اور متوسط لا مقصود اور منتہی لا موجود ملاحظہ کرے اس کے بعد لمحہ مراقب ہو کے تصور کرے کہ فیضان الٰہی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے۔

طریق اثبات مجرد پھر دو زانو بیٹھے اور کمر کو سیدھی کرے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لیجا کے لفظ الا اللہ کو زور اور سختی سے دل پر ضرب لگا کرے اسکو چار سو بار دمادم کرے پھر بطور سابق تین بار کلمہ طیبب اور ایکبار کلمہ شہادت کہے اور لمحہ دو لمحہ مراقب رہے۔

طریق اسم ذات پھر ذکر اسم اللہ اللہ کرے اس طرح سے کہ اوّل حرف ھاء لفظ اللہ کو پیش اور دوسری ھاء لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھیں بند کر کے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لا کے لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر قوت سے دل پر مارے اس ذکر اسم ذات دو ضربی کو چھ سو بار دادم کرے لیکن دسویں گیارہویں بار اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی مع ملاحظہ معنوں کے کہتا رہے تاکہ کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیبب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے پھر ایک ضربی اسی طرح سر کو جانب داہنے مونڈھے کے کج کر کے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار دمادم ضرب کرے بعدہٗ تین بار کلمہ طیبب اور ایک بار کلمہ شہادت کہہ کے درود شریف اور استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھ کے دعا مانگے اور مناجات کرے کہ الٰہی تو ہی مقصود اور رضا تیری مطلوب ہے۔ ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے عطا کر مجھ کو نعمتیں اپنی اور وصول تام درگاہِ مقدس اپنی میں آمین

طریق ذکر پاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر آگاہ اور ہوشیار رہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گذرے خواہ ذکر جلی ہو خواہ ذکر خفی پس وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ لا الٰہ اور وقت داخل ہونے سانس کے دم کے ساتھ الا اللہ۔

۱؎ کلمہ لا الٰہ میں ملاحظہ مفہوم اور معنی لا موجود کا کرے اسواسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظہ میں ہے اور اس ذکر میں دسویں بار ھوی لفظ اللہ کے ساتھ اسی کو یعنی لا موجود یا لا مقصود کو اول شامل کر لیا کرے باقی ملاحظہ میں رہے۔ ۱۲ عفی عنہ

www.maktabah.org

کہے، دہن بستہ بے حرکت زبان خیال سے دم کو ذاکر کرے اور نظر ناف پر رکھے وہاں سے ذکر جاری کرے
طریق دوسرا یہ ہے کہ لفظ مبارک **اللہ** کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے اور لفظ **ھُو** کے ساتھ سانس کو چھوڑ دے
اس ذکر کے خیال اور دھیان سے ایسی کثرت اور مشق کرے کہ دم ذاکر اور مستغرق بذکر ہو جائے[1]

بیان ذکر اسم ذات ربانی

طالب کو چاہیئے کہ باوجود ذکر پاس انفاس کے اسم ذات کو زبانی ہر روز چوبیس[21] ہزار بار کہ اوسط[2] مرتبہ ہے کہے اور اگر اس قدر نہ ہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ ادنیٰ مرتبہ ہے نہ کرے۔

طریق ذکر نفی اثبات کہ حضرات قادریہ کرتے ہیں یہ ہے کہ خلوت میں روبقبلہ باادب تمام بیٹھے اور آنکھیں بند کر کے لا نفی کو زیر ناف سے زور اور سختی کے ساتھ نکال کے اور دراز کر کے داہنے مونڈھے تک لیجا کے اِلٰہ کو دماغ سے نکال دے اور الا اللہ کو قوت سے دل پر ضرب کرے اور لا اِلٰہ سے نفی معبودیت اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا وجود غیر کا نظر سے اٹھ جائے اور الا اللہ سے اثبات وجود مطلق حق سبحانہ تعالےٰ کا کرے اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسے میں ہر روز کیا کرے تا اثر[3] اسکا ظاہر ہو اور اس ذکر کو اسی طرح حبس دم میں بھی کرتے ہیں۔

طریق شغل اسم ذات کا یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے دل سے جس قدر ہو سکے رات دن تصور کیا کرے تا پختہ ہو کر بے تکلف جاری ہو جائے۔ باقی اذکار اور اشغال اس طریقہ کے ضیاء القلوب میں موجود ہیں۔

طریق شغل نفی و اثبات کہ حبس[4] دم ذکر کرتے ہیں یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا لے اول دم کو ناف سے کھینچ کر دل میں قرار دے پھر اسی طرح کلمۂ لَآ اِلٰہَ کو دل سے نکال کے اور داہنے مونڈھے پر لے جا کے **اِلَّا اللہ** کی ضرب دل پر مارے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو پھر

---

[1] فائدہ یعنی سوتے اور جاگتے ہر حال میں ذاکر رہے تا ذکر حیات اور پاس انفاس حاصل ہو۔ اور دل ماسوائے اللہ سے پاک اور صاف اور نورانی ہو کر مثمر تجلیات اور وارداتِ غیبی کا ہو ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ [2] فائدہ حکمت اس میں یہ ہے کہ آدمی رات دن میں چوبیس ہزار سانس یعنی دم لیتا ہے تو گویا کہ ہر دم ذاکر رہا اور ذاکرین میں داخل ہوا ۱۲ عفی اللہ عنہ۔ [3] اثر یعنی لذات اور محبوبیت اور بیخودی ظاہر ہو اور تصفیۂ قلب اور تجلی روح حاصل ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ [4] فائدہ کشمکش دم اور خطرہ بندی کے لیے خلو معدہ کھانے پینے سے شرط ہے خصوصاً ابتدائے حال میں اور بڑی شرط یہ ہے کہ درجہ اوسط کا نگاہ رکھے تو ایسا پر شکم ہو کر کاہل اور بوجھل ہو جائے اور نہ بہت بھوکا رہے کہ ضعیف ہو۔ اور حبس دم میں سرد کا استعمال نہ کرے تا حرارت قلب کو سرد نہ کرے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے برابر ہے کہ حرارت طبعی ہو یا عارضی کہ سبب ایجاد مرض کی ہوتی ہے ۱۲ منہ

www.makhtabah.org

ہر روز درجہ بدرجہ ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے تا حرارت باطن پیدا ہو کر تمام بدن میں سرایت کرے اور خطرہ دفع ہو کر ذکر تمام اعضاء میں جاری ہو اور محبت اور عشقِ الٰہی ظہور کرے۔

طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ دوزانو نمازی کی طرح سر جھکا کر بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر کے حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری میں حاضر رکھے اوّل اعوذ بسم اللہ پڑھ کے تین بار اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ یعنی زبان سے تکرار کر کے پھر مراقب ہو کے اُن کے معنوں کا دل میں ملاحظہ کرے اور تصوّر کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر ناظر میرے پاس ہے اس جاننے میں اس قدر خوض کرے اور مستغرق ہو کہ شعور غیرِ حق کا نہ رہے یہاں تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔ اگر ایک آن بھی اس سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہوگا۔

مراقبہ دوسرا۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ انوار الٰہی کو کہ ہر زبان و مکان میں موجود ہے جیسا کہ وجود ہستی اس کی کا ہر جگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جائے۔

طریق ذکر اسم ذات جو متعلق لطائف ستّہ سے ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے اور آنکھیں بند کر کے بزبانِ خیال دل صنوبری سے اللّٰہ اللّٰہ کہے اس طرح سے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اس حیثیت کو بمقدور اپنے اٹھتے بیٹھتے ترک نہ کرے اسی طرح چھئوں لطیفوں کو ترتیب مذکور کے ساتھ جاری کرے یہاں تک کہ خود اُن کے ذکر سے واقف ہو۔ اے عزیز جان تو کہ جسم انسان میں چھ[۱] لطیفے ہیں یعنی چھ[۶] مقام ہیں کہ فیضان و برکات اور انوار الٰہی سے لبریز ہیں۔

اوّل لطیفہ قلبی ہے کہ مقام اس کا دو انگشت نیچے پستانِ چپ کے واقع ہے اور نور اُس کا سُرخ ہے

دوسرا لطیفہ روحی ہے۔ جگہ اُسکی دو انگشت نیچے پستانِ راست کے ہے اور نور اس کا سفید ہے۔

تیسرا لطیفہ۔ نفسی ہے کہ مقام اس کا زیر ناف ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

چوتھا لطیفہ۔ سرّی ہے کہ جگہ اس کی مابین سینے کے ہے اور نور اس کا سبز ہے۔

پانچواں لطیفہ۔ خفی ہے۔ ٹھکانا اس کا پیشانی ہے نور اس کا نیلگوں ہے۔

چھٹا لطیفہ۔ اخفی ہے۔ موضع اس کا ام الدماغ ہے نور اس کا سیاہ ہے مثل سیاہی چشم کے۔ پس طالب کو چاہیئے کہ ان چھیوں لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اس قدر مشغول ہو اور مشق کرے کہ اثر ذکر ظاہر ہو۔ باقی اذکار اور اشغال اور مراقبات بہ تفصیل تمام مع سلوک کامل ضیاء القلوب میں لکھ چکا ہوں۔ دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اللہ جل جلالہ تقدس و تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور سب کو خاص فضل و کرم

---

[۱] فائدہ۔ یعنی جنبش لطائف میں پیدا ہو کر ذکر جاری ہو اور لذت اور محویت اور انوارِ الٰہی قوت پکڑیں اور نسبت اور حضوری مذکور سبحانہ تعالیٰ کی حاصل ہو ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

www.makhtabah.org

اپنے سے ہمت اور توفیق اور استعداد کامل عطا فرمائے کہ شب و روز ہر حال میں ہر دم اسی کے ذکر و شغل عبادات طاعات مرضیات میں رہیں اور ایک دم اس سے غافل نہ ہوں اور غیر اللہ کو دل میں جگہ نہ دیں اور محبت اور معرفت اور حضوری دائمی اس کی کہ جو خلقت انسانی مقصود اور مطلوب ہے۔

حاصل کریں اور اپنی حقیقت کو پہنچیں اور اسی سے جئیں اور اسی پر مریں اور اسی میں اٹھیں۔ آمین آمین آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ سیدنا و مولنا و شفیعنا محمد و آلہ واصحابہ وبارک وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین۔　　محررہ ۲ جماد الاولیٰ ۱۲۹۳ھ

شجرات و سلاسل شجرہ چشتیہ

بدانکہ فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ را نسبت بیعت و اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی والیشاں را از حضرت حاجی عبد الرحیم از شاہ عبد الباری از شاہ عبد الہادی از شاہ عضد الدین از شاہ محمد مکی از شاہ محمدی از شیخ محب اللہ الہ آبادی از شیخ ابو سعید از شیخ نظام الدین۔ از شیخ جلال الدین از شیخ عبد قدوس گنگوہی از شیخ شمس الدین از محمد عارف بن احمد از شیخ عبد الحق رودولوی از شیخ جلال الدین پانی پتی از شیخ علاؤ الدین صابر از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ معین الدین از خواجہ عثمان از خواجہ حاجی شریف زندانی از خواجہ مودود از خواجہ ابو یوسف از خواجہ ابو محمد محترم از خواجہ احمد ابدال چشتی از خواجہ ابی اسحاق شامی از خواجہ ممشاد از خواجہ ابو ہبیرہ بصری از خواجہ حذیفہ مرعشی از خواجہ سلطان ابراہیم از خواجہ فضیل از خواجہ عبد الواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم

شجرۂ قادریہ

حضرت عبد القدوس گنگوہی را اجازت وخرقہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بڈہن بھڑایچی۔ از سید اجمل از مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن علی از شیخ عبید ابن ابو القاسم از شیخ ابو المکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابو الغیث از شیخ شمس الدین علی افلح از شیخ شمس الدین حداد از امام الاولیاء شیخ عبد القادر جیلانی از شیخ ابو سعید مخزومی از شیخ ابو الحسن قرشی از شیخ ابو الفراح از شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز از شیخ ابو بکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن بصری از حضرت علی

کرم اللہ وجہہ از حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

شجرہ نقشبندیہ

ونیز حضرت سیّد اجمل بہرائچی را از مرشدِ خود شاہ عبد الحق از خواجہ عبید اللہ احرار از خواجہ مولانا یعقوب چرخی از خواجہ علاؤ الدین عطار از خواجہ بہاؤ الدین نقشبند از خواجہ سیّد امیر کلاں از خواجہ محمد بابا سمّاسی از خواجہ عزیزاں علی رامیتنی از خواجہ ابو الخیر فغنوی از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبد الخالق از خواجہ ابو القاسم نصیر آبادی از خواجہ ابو علی فارمدی از خواجہ امام ابو القاسم قشیری از خواجہ ابو علی دقاق از خواجہ ابو القاسم نصیر آبادی از خواجہ ابوبکر شبلی از سیّد الطائفہ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیاء حسن بصری از امیر المؤمنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

شجرۂ سہروردیہ

ونیز سیّد اجمل بہرائچی را اجازت و خرقہ از سیّد جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابو الفتح از والدِ خود صدر الدین از والدِ خود شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی از شیخ امام الطریقہ شہاب الدین سہروردی از شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی از شیخ وجیہ الدین عبد القادر سہروردی از شیخ ابو محمد بن عبد اللہ از شیخ احمد دینوری از ممشاد علی دینوری از حضرت جنید بغدادی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجہ حبیب عجمی از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ تا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ونیز فقیر را در سلسلہ نقشبندیہ اجازت از مرشد سابق از مولا و مرشد نا نصیر الدین مجاہد دہلوی وا و شاں را از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از از خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ امکنگی از مولانا درویش از مولانا زاہد از عبید اللہ احرار تا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ وسلم باقی کیفیتِ سلاسل بہ تفصیل و تحقیق تمام در رسالۂ ضیاء القلوب نوشتہ شد ازاں بگیرند۔

تمام شد

www.maktabah.org

شجرۂ پیرانِ چشت اہلِ بہشت رضی اللہ عنہم

نوا اگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے   عرض کرنا شاہ یوں اوّل خدا کیواسطے

حمد ہے سب تیری ذاتِ کبریا کے واسطے

ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے   اور سب اصحاب وآلِ مصطفٰے کے واسطے

فضل کر ہم پر الٰہی مجتبٰے کے واسطے

دربدر پھرتی ہے خلقت التجا کے واسطے   آسرا تیرا ہے پر مجھ بے نوا کے واسطے

رحم کر مجھ پر الٰہی اولیا کے واسطے

اُن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر ملول   کیجیو یہ عرض میری اُن کی برکت سے قبول

ہاتھ اٹھاؤں جب ترے آگے دعا کے واسطے

پاک کر ظلمات عصیاں سے الٰہی دل مرا   کر منوّر نورِ عرفاں سے الٰہی دل مرا

حضرتِ نور محمد پر ضیا کے واسطے

ایسے مرنے پر کروں قرباں یارب لاکھ عید   اپنی تیغِ عشق سے کر لے اگر مجھ کو شہید

حاجی عبدالرحیم اہلِ عزا کے واسطے

کر وہ پیدا دردِ غم میرے دلِ افگار میں   بار پاؤں جس سے اے باری ترے دربار میں

شیخ عبدالباری شہِ بے ریا کے واسطے

شرک عصیاں وضلالت سے بچا کر اے کریم   کر ہدایت مجھ کو اب راہِ صراط المستقیم

شاہِ عبدالہادیِ پیرِ ہدیٰ کے واسطے

دین و دنیا کی طلب عزت نہ سرداری   اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت و خواری مجھے

شاہِ عضد الدین عزیز دوسرا کے واسطے

دے مجھے عشق محمدؐ اور محمد یوں میں گن   ہو محمدؐ ہی محمد وِردِ میرا رات دن

شہ محمدؐ اور محمدی القبا کے واسطے

حبِ حق حبِ الٰہی حبِ مولا حبِ رب   الغرض کر دے مجھے محبت سب کا سب

شہ محبّ اللہ شیخ باصفا کے واسطے

گرچہ میں غرق شقاوت ہوں سعادت سے بعید   پر توقع ہے کرے مجھ سے شقی کو تو سعید

www.maktabah.org

بوسعید اسعدِ اہل ورا کے واسطے

قالِ ابتر حالِ ابتر سب مرے ابتر ہیں کام　　لطف سے اپنے مرے کر ملک دیں کا انتظام

شہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے

ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک ومال　　یعنی اپنے عشق ہیں کر مجھ کو با جاہ وجلال

شہ جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے

حُبِّ دنیاوی سے کر کے پاک مجھ کو اے حبیب　　اپنے باغِ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب

عبد قدوس شہ قدس وصفا کے واسطے

کر معطر روح کو بوئے محمدؐ سے مری　　اور منور چشم کر روئے محمدؐ سے مری

اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے

کر عطا راہِ شریعت رائے احمد سے مجھے　　اور دکھا نورِ حقیقت خوئے احمدؐ سے مجھے

شیخ احمد عارفِ صاحب عطا کے واسطے

کھول دے راہِ طریقت قلب پر یا حق مرے　　کر تجلّی حقیقت قلب پر یا حق مرے

احمد عبد الحق شہ ملکِ بقا کے واسطے

دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال　　ایک ذرہ درد کا یا حق مرے دل ہیں توڈال

شہ جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے

ہے مکدر ظلمتِ عصیاں سے میرا شمس دیں　　کر منور نور سے عرفاں کے میرا شمس دیں

شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے

اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار　　عشق ہیں اپنے مجھے بے صبر و بے تاب و قرار

شیخ علاؤ الدین صابر بارضا کے واسطے

دے ملاحت مجھ کو حق نمکینی ایمان سے　　اور حلاوت بخش گنج شکر عرفان سے

شہ فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے

عشق کی رہ ہیں ہوئے جو اولیا اکثر شہید　　خنجر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید

www.maktabah.org

خواجہ قطب الدین مقتولِ وِلا کے واسطے

بے ترے ہے نفس و شیطاں در پے ایمان و دین　جلد ہو آ کر مرا یارب مددگار و معین

شہ معین الدین حبیبِ کبریا کے واسطے

یاالٰہی بخش ایسا بے خودی کا مجھ کو جام　جس سے جز عشقِ نبیؐ مجھ کو نہ ہووے اور کام

خواجہ عثمانؒ با شرم و حیا کے واسطے

دُور کر مجھ سے غمِ موت و حیاتِ مستعار　زندہ کر ذکر شریفِ حق سے اے پروردگار

شہ شریفِ زندنی با اتقیا کے واسطے

آتشِ شوق اس قدر دل میں مرے بھڑکے و دود　ہر بن مو سے مرے نکلے تری الفت کا دود

خواجہ مودود چشتی پارسا کے واسطے

رحم کر مجھ پر تو اب چاہِ ضلالت سے نکال　بخش عشق و معرفت کا مجھ کو یارب ملک و مال

شاہ بو یوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے

مست اور بے خود بنا بوئے محمدؐ سے مجھے　محترم کر خواری کوئے محمد سے مجھے

بو محمد محترم شاہ ولا کے واسطے

صدقے احمدؐ کے یہ ہے امید تیری ذات سے　کہ بدل کر دے مرے عصیاں کو تو حسنات سے

احمد ابدال چشتی با سخا کے واسطے

حد سے گذرا رنج فرقت اب تو اے پروردگار　کر میری شامِ خزاں کو وصل سے روزِ بہار

شیخ ابو اسحاق شامی خوش ادا کے واسطے

شادی و غم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر　اپنے درد و غم سے یارب دل کو میرے شاد کر

خواجہ ممشاد علوی بو العلا کے واسطے

ہے مرے تو پاس ہر دم لیک میں اندھا ہوں پر　بخش وہ نورِ بصیرت جس سے تو آوے نظر

بو ہبیرہ شاہ بصری پیشوا کے واسطے

عیش و عشرت سے دو عالم کی نہیں مطلب مجھے　چشمِ گریاں سینہ بریاں کر عطا یارب مجھے

www.maktabah.org

شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کے واسطے

نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی ہے مجھے
بخش اپنے در تلک طاقت رسائی کی مجھے

شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے

راہزن میرے ہیں دو قزاق باگرز گراں
تو پہنچ فریاد کو میری کہیں اے مستغاں

شہ فضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے

کر مرے دل سے تو اے واحد دوئی کا حرف دور
دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سر بسر وحدت کا نور

خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کے واسطے

کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذوالمنن
تاکہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن

شیخ حسن بصری امام اولیا کے واسطے

دُور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب
کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اب

ہادیٔ عالم علی مشکل کشا کے واسطے

کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے
کر مشرف مجھ کو تو دیدار پُر انوار سے

سرور عالم محمد مصطفٰے کے واسطے

آپڑا در پر ترے ہیں ہر طرف سے ہو ملول
کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول

یاالٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے

ان بزرگوں کے تئیں یارب غرض ہر کار میں
کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں

مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے

اس دوئی نے کر دیا ہے دُور وحدت سے مجھے
کر دوئی کو دُور کر پُر نور وحدت سے مجھے

تا ہوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے

کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے
کر ذرا اس ہوش سے بیہوش مستانہ مجھے

یا حق اپنے عاشقانِ باوفا کے واسطے

کشمکش نا امیدی کی ہوا ہوں میں تباہ
دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ

www.maktabah.org

یارب اپنے رحم واحسان وعطا کے واسطے

چرخ عصیاں سر پہ ہے زیرِ قدم بحرِ الم چار سُو ہے فوج غم کر جلد اب بحرِ کرم

کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے

گرچہ ہیں بدکار و نالائق ہوں اے شاہِ جہاں پر ترے در کو تنا اب چھوڑ کر جاؤں کہاں

کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے

ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب نے عبادت نے زہد نے خواہش علم وادب

دردِ دل پر چاہئے مجھ کو خدا کے واسطے

عقل و ہوش و فکر اور نعماء دنیا بے شمار کی عطا تو نے مجھے، پر اب تو اے پروردگار

بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے

گرچہ عالم میں الٰہی ہیں سعی بسیار کی پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی

جان و دل لایا و لے تجھ پر فدا کے واسطے

گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابلِ منظور ہے پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دُور ہے

کُشتگانِ تیغِ تسلیم و رضا کے واسطے

حد سے ابتر ہو گیا ہے حال مجھ ناشاد کا کر مری امداد اللہ وقت ہے امداد کا

اپنے لطف و رحمتِ بے انتہا کے واسطے

تمت

www.maktabah.org

نصائح متفرقہ

منقول ست از امیر المومنین یعسوب الدین امام المشارق والمغارب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ من دوازدہ[12] کلمہ از توریت اختیار کردہ ام و ہر روز سہ[3] نوبت دراں تامل میکنم وآں این ست

کلمۂ اوّل:- حق جل وعلا می فرماید اے پسر آدم کہ البتہ نہ ترسی از ہیچ شیطان حاکمی ماداَم کہ سلطانی من باقی است۔

کلمۂ دوم:- اے پسر آدم نہ ترسی از قوت ورزق مادام کہ خزانۂ من پُر یابی وخزانۂ من ہرگز باقی است

کلمۂ سوم:- اے پسر آدم باید کہ در ہرچہ درمانی مرا بخوانی کہ البتہ بیابی کہ اجابت کنندۂ ہمہ باد نیکوکار آنم

کلمۂ چہارم:- اے پسر آدم بدرستی کہ من ترا دوست می دارم پس تو مرا باش ومرا دوست دار۔

کلمۂ پنجم:- اے پسر آدم از مکر من ایمن مباش مادام کہ بر صراط نہ گذشتہ باشی۔

کلمۂ ششم:- اے پسر آدم ترا آفریدم از خاک[1] ونطفہ[2] علقہ[3] ومضغہ[4] وعاجز نہ شدم در آفریدن تو کمال قدرت پس چگونہ عاجز شوم کہ دو گردۂ نان بتو رسانم چرا از غیر من می طلبی۔

کلمۂ ہفتم:- اے پسر آدم آفریدم ہمہ اشیاء را برائے تو وترا آفریدم از جہت عبادت خود وتو خود را اخدائے چیزے کردی کہ برائے تو آفریدہ ام وخود را از من دُور می کنی جہت غیر من۔

کلمۂ ہشتم:- اے پسر آدم ہمہ چیز وہمہ کس مرا می خواہد از برائے نفس خود ومن ترا می خوانم از جہت نفس تو وتو از من می گریزی۔

کلمۂ نہم:- اے پسر آدم تو خشم میگیری بر من جہت نفس خود وخشم نمی گیری بر نفس خود از جہت من۔

کلمۂ دہم:- اے فرزند آدم مرا است بر تو فریضہ وترا است بر من روزی اکثر تو مخالفت کنی در فریضۂ من ومن مخالفت نہ کنم در دادن روزی تو بتو۔

کلمۂ یازدہم:- اے پسر آدم تو طلب روزی فردا از من می کنی ومن فریضۂ فردا از تو نمی طلبم۔

کلمۂ دوازدہم:- اے پسر آدم اگر راضی بشوی بچیزے کہ من ترا قسمت کردہ ام در راحت افتادی و آسودہ شوی در ہمہ حال ودوست دارندہ شدی واگر راضی نہ شوی بانچہ ترا کردہ ام مسلط گردانم بر تو دنیا را تا ترا در بدر گرداند وچوں سگ بر درہا خوار گردی وتو نیابی مگر آنچہ مقدر کردہ ترا ام

www.maktabah.org

جہاد اکبر

حمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی تو ہے وحدہٗ لاشریک
بنایا ہے تو نے ہر اک شے کو ٹھیک
عدم سے تو ہستی میں لایا ہمیں
یہاں آب و گل میں پھنسایا ہمیں
ضعیفی سے ہم کو توانا کیا
نہ تھے نادان ہم تو نے دانا کیا
کری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب
کیا اس میں امر و نہی کا خطاب
نہ کی نیک اور بد میں ہم نے تمیز
رہے اپنی غفلت سے ہم بے تمیز
رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر
وہ نور ہدایت رہا جلوہ گر
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور
ولے کیا ہو حاصل کہ ہیں ہم تو کور
عطا کر دہ بینائی ہم کو الٰہ

مناجات بجناب قاضی الحاجات

الٰہی الٰہی الٰہی آہ
میں ہوں اپنے اعمال بد سے تباہ
الٰہی میں عاجز ہوں بندہ ترا
گناہوں سے ہے حال بدتر مرا
الٰہی سراپا ہوا میں گناہ
ہوئی مجھ سے گم آہ نیکی کی راہ
الٰہی مجھے ہے یہ شرمندگی
کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی
میں شرمندہ ہوں اپنی اس عقل سے
کہ غافل رہا جو رہِ وصل سے
خرد وہ کہ جو بندۂ یار ہو
بجز یار آنکھوں میں سب خار ہو
خرد وہ کہ خوش تجھ کو رکھے مدام
رہے حکم میں تیرے وہ صبح و شام
کیا عمر بھر میں ترے برخلاف
بھلا اس سے زیادہ ہو کیا ظلم صاف
رہا میں سدا بحر غفلت میں غرق
نہ سمجھا کبھی نیک اور بد میں فرق
الٰہی مری عمر دشمن نے لی
رہی شہوت اور حرص باقی وہی
ہوئی حرص زیادہ ہوا میں تمام
نہ افسوس کوئی کیا۔ نیک کام
الٰہی نے کی گرچہ کوشش بڑی
ولے ساری تدبیر الٹی پڑی
الٰہی میں بھٹکا بہت در بدر
ترے در پہ آخر پڑا آن کر
کہاں جاؤں تیرے سوا کون ہے
کروں جس سے جا التجا کون ہے
الٰہی نہ تیرے سوا کون ہے
نہ ڈھونڈے تجھے پھر وہ ڈھونڈے کسے
الٰہی نہ جانی تیری قدر آہ
کری عمر لہو و لعب میں تباہ
ہے افسوس عمر جوانی چلی
جوانی تو کیا زندگانی چلی
کرے میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر
الٰہی میں لائق ہوں اس کے مگر
الٰہی ہے کیا تری رحمت کا جوش
کہ دیکھے گناہ اور ہو پردہ پوش
الٰہی میں پردۂ غفلت میں ہوں
الٰہی بہت اس سے خجلت میں ہوں
الٰہی ہر اک آن حاضر ہے تو
میں کرتا ہوں جو فعل ناظر ہے تو
بیاں کیا کروں اپنی شرمندگی
کہ دیکھے ہے تو یہ مری زندگی
الٰہی گنہگار و شرمندہ ہوں
الٰہی بہت ہی برا بندہ ہوں
الٰہی خبر لے مری تو شتاب
ہوا حد سے زیادہ بس اب تو خراب

الٰہی ہوا ہوں سراپا خطا
ترے در پہ آخر سر افگندہ ہوں
نہ مجھ سا گنہگار شرمندہ ہو
وہیں رزق دیتا ہے شام و پگاہ
الٰہی عجب تیری رحمت ہے آہ
کروں میں گنہ شاد کرتا ہے تو
الٰہی ہے تیرے کرم سے امید
الٰہی تری ہے نظر عفو پر
ترے عفو کے آگے میرے گناہ
تو ہوں سنگریزے بھی رشک قمر
گناہ میرے اور تیری بخشش بھلا
کہاں تیرہ خاک اور کہاں آسماں
مرا عذر ہو اب الٰہی قبول
الٰہی ترے در پہ رکھا ہے سر
کرے ہیں گنہ جہل اور سہو سے
بدی کے عوض مجھ کو نیکی ملے
نہ رسوا کیا ہے جو تو نے یہاں
ہے کیا چیز آگے ترے میرے رب
کہاں جاوے اب بندہ تیرا تباہ
الٰہی کروں عرض پھر کس سے جا
ترے بندے ہیں مجھ سے بے انتہا
تو بس ہو چکا میں الٰہی تباہ
کیا میں جو لائق مرے کار تھے
کرم عفو بخشش ترا کام ہے
الٰہی بحق محمدؐ رسول

نہ بخشے تو گر ہو میرا حال کیا
ہوں اس بندہ کہنے سے شرمندہ سخت
خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو
کرے ہیں گناہ آہ بے خوف و ڈر
عجب علم ہے تیرا اے بادشاہ
کرم تیرا گر دستگیری کرے
سیاہی کو میری کرے تو سفید
خس و خار سے تیرہ ہو بحر کب
شب تار جوں پیش خورشید و ماہ
کیا ہیں گناہ گر بڑے سے بڑا
برابر کہاں ہو سکے اے خدا
کہاں ظلمتِ شب کہاں آفتاب
مجھے خوار و رسوا نہ کر اور ملول
نہ سر کو جھکاؤں کہیں جا کے میں
اور اس حرص نفسانی و لہو سے
گنہ میرے جانے ہے تو علم سے
الٰہی تو رکھیو مری شرم داں
بڈارے مجھے یا بلا دے مجھے
کسے ڈھونڈے جو بندہ تیرا تباہ
الٰہی برا یا بھلا ہوں تیرا
مرا ہے بتا کون تیرے سوا
بڈارے مجھے اپنے در سے تو گر
تو وہ کر جو تجھ کو سزاوار ہے
بدی جہل و غفلت مرا کار ہے
دعا ہو وے امداد کی اب قبول

ہوں گر نیک یا بد تیرا بندہ ہوں
شہ نیک کا بندہ ہو نیک بخت
الٰہی تو دیکھے ہے میرے گناہ
رہی وہ ہی رحمت کی مجھ پر نظر
ہیں غافل مجھے یاد کرتا ہے تو
تو پھر کیوں نہ بندہ امیری کرے
گناہوں پہ بندوں کے کب ہے نظر
ہو چشم فلک گرد سے تیرہ کب
تو وہ نور ہے تیری پڑے گر نظر
ولے تیری بخشش کے آگے ہے کیا
الٰہی کہاں جرم بخشش کہاں
کہاں ہے سیاہی کہاں ماہتاب
بہت پھر پھرا کے میں اب آن کر
سوا تیری درگاہ والا کے میں
ولے تیری رحمت سے امید ہے
کرے پردہ پوشی سدا حلم سے
الٰہی ہمارا بد و نیک اب
الٰہی نہ چھوڑوں گا در کو تیرے
نہ تو نے سنی گر مری التجا
سوا تیرے ہے کون بتلا مرا
نہ کی تو نے گر اب کرم کی نگاہ
الٰہی بتا پھر میں جاؤں کدھر
گنہ جرم و عصیاں مرا کام ہے
تجھے عفو بخشش سزاوار ہے
الٰہی یہ عاجز ہے تیرا غلام

www.maktabah.org

الٰہی تو کر رحم اس پر مدام
تو فتاح و غفار و رزاق ہے
الٰہی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل
الٰہی تو ہے شاہ اور یہ گدا
تو ہے دادگر اور یہ مظلوم ہے
الٰہی یہ طالب تو مطلوب ہے
بحقِ محمدؐ شہِ دوسرا

الٰہی غنی تو ہے اور یہ فقیر
یہ بدکار و فجار و فساق ہے
الٰہی تو رازق یہ مرزوق ہے
الٰہی تو مولیٰ یہ بندہ ترا
الٰہی یہ عبد اور تو معبود ہے
الٰہی محب یہ تو محبوب ہے
الٰہی دعا ہو اب اس کی قبول

الٰہی قوی تو ہے اور یہ حقیر
الٰہی تری ذات رہے بس جلیل
الٰہی یہ عاشق تو معشوق ہے
الٰہی تو راحم یہ مرحوم ہے
الٰہی تو ہی اس کا مقصود ہے
الٰہی تو کر اس کی حاجت روا
بحقِ صحاب اور آلِ رسولؐ

نعت شریف

محمدؐ ہے ممدوحِ ذاتِ خدا
اسی کا طفیل ہے یہاں جون ہے
محمدؐ خلاصہ ہے کونین کا
محمدؐ کی طاعت سے جاولگا مرض
گرفتار تھے نفس و شیطان کی ساتھ
کہ تا ہم بچیں نفس و شیطان سے
محمدؐ کی طاعت کر آٹھوں پہر
محمدؐ محمدؐ کہہ ہر آن میں
محمدؐ کے ہیں خاص حق کے ولی

محمدؐ کا ہو وصف کس سے ادا
نہ پیدا اگر ہوتا احمدؐ کا نور
محمدؐ وسیلہ ہے دارین کا
پڑے کفر اور شرک میں ہم بھی سب
محمدؐ نے دی ہم کو اُن سے نجات
بتاتے ہمیں ایسے وہ داؤ گھات
کہ تا وصل سے حق کے ہو بہرہ ور
محمدؐ کی الفت سے اور چاہ سے
ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ
ہر اک ہے ہدایت کا بدرِ کمال

محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور
محمدؐ کی طاعت جہاں پر ہے فرض
محمدؐ سے ہم کو ملی راہ رب
خبر دی رہِ دین و ایمان سے
کیا ہم نے جس سے عدوؤں کو مات
محبت محمدؐ کی رکھ جان میں
ملے گا تو امداد اللہ سے
محمدؐ کے اصحاب ازواج و آل

افسوس اور ندامت کرنا اس پر کہ عمر غفلت میں چلی جاتی ہے اور تنبیہ کرنا نفس سرکش اپنے کو سرکشی حکم اللہ تعالیٰ کی سے اور رجوع کرنا اُس کو فرمان برداری معبود حقیقی اپنے کی اور جواب در جواب اس کے

سنو دوستو گوشِ دل سے ذرا
رہے جنگ ہے نفس اور روح کا

سناؤں تمہارا تمہیں ماجرا
رہو تم خبردار دونوں کے اب

کہ اندر وجود آدمی کے سدا
نہیں تو پڑے تم پر آخر غضب

www.maktabah.org

علاج اُس کا خوب ہی بتاتا ہوں میں
تمہیں راہ سیدھی دکھاتا ہوں میں
کرو گے گر اُس پر عمل جان سے
رہو گے بچے نفس و شیطان سے
بیاں حال اب اپنا کرتا ہوں میں
کہ جس فکر میں روز رہتا ہوں میں
مجھے آگیا جو خیال ایک رات
لگا سوچنے اپنے دل میں یہ بات
کہ افسوس غفلت میں جاتی ہے عمر
سدا کوس رحلت بجاتی ہے عمر
مجھے فکر کل کا ہوا آج یوں
کہ کی دولتِ عمر برباد کیوں
نہ سویا شب اس فکر میں ایک دم
رہا رات بھر اس میں چشم نم
اسی میں گئی رات ساری گذر
کشمکش و پیچ کرتا رہا تا سحر

تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفس مردود کو

کہا نفس کو آخر شش میں نے رات
کہ کیا ہو گیا تجھ کو اے بدصفات
خبر حال کی تجھ کو اپنے نہیں
کہ آیا تھا یاں کس لئے اے لعین
کیوں آیا ہے یاں کیوں تو پیدا ہوا
کدھر جائے ہے کس پہ شیدا ہوا
بتا تجھ سے کیا حق کو منظور تھا
یہاں آکے کیا کام تو نے کیا
تجھے جس لئے حق نے پیدا کیا
بتا اس میں یاں آکے کیا کیا کیا
کیا حق نے پیدا تجھے جس لئے
نہیں کرتا وہ کام تو کس لئے
تجھے آہ اپنی خبر کچھ نہیں
مرے کہنے کا بھی اثر کچھ نہیں

جواب دینا نفس کا

کہا اُس نے وہ تھا خزانہ چھپا
یہی آدم آئینہ اُس کا ہُوا
یہاں مظہر اپنا بنایا مجھے
محبت کا جامہ پنہایا مجھے
ہیں ایمان اُس پر رکھوں ہوں مدام
ہے توحید سے اس کی دل شاد کام
کہا میں کہ اے نفس بدسرشت خو
ہے دشمن حقیقی مرے دل کا تو
بناتا ہے کیوں تو یہ باتیں دروغ
تری بات ہرگز نہ رکھے فروغ
محبت کہ ہو جس سے دل خادماں
کہاں ہے وہ تجھ میں مجھے دے نشاں
جو ایمان و الفت میں صادق ہے تو
تو پھر کیوں گناہوں پہ عاشق ہے تو
کرے ہے کب عاشق خلافِ حبیب
نہیں تجھ کو اُس کی محبت نصیب
کہا اس نے ہے وہ رحیم و غفور
گنہ میرے سب بخشدے گا ضرور
کروں میں گناہ پھر توبہ کروں
وہیں پل میں مقبول ہو گاہ ہوں
کہا میں فریب اب مجھے دے ہے کیا
دغا کی ہو توبہ سے کیا فائدہ
گناہوں کی ہے دل میں الفت بھری
فریب حق کو دیتا ہے تو اے شقی
تو اس جہل اور مکر ہی سے نکل
طریقِ شریعت پہ چل اے دغل
کہا تنگ مت کر تو اتنا مجھے
میں ناچار ہوں حق کی تقدیر سے
کہا حق نے مجھ کو ظلوماً جہول
نصیحت سے تیری ہو اب کیا حصول
کہا میں وہ ہے حجتِ بے فروغ
مرے سامنے لاتا ہے اے دروغ
ظلوماً جہول حق نے تجھ کو کہا
کہ ہے عیب اور نقص تجھ میں چھپا
کیا تجھ کو آگاہ اس واسطے
کہ تا تو گناہوں سے بچتا رہے
مت اس پر تو اتنا اب اصرار کر
نہ مغرور ہو کام کا کار کر
کسی کو اگر کہیئے جاہل ہے تو
تو وہ جہل سے بھاگے بے گفتگو
نہ تجھ سا کہے یہ کہ جاہل ہوں میں
پڑھوں کس طرح علم کاہل ہوں میں

گدھے کے جو چابک لگے خوب چست
تو وہ اور چلنے میں ہوتا ہے سست
اور ہووے اگر اسپ نیک نہاد
اشارہ سے چلتا ہے وہ مثل باد
یہ سُن کر وہ شرمندہ ایسا ہوا
گویا اُس کے تن سے ہوئی جاں ہوا
جو اس باب سے اُس کو دیکھا خموش
میں جانا کہ کچھ اس کو آیا ہے جوش
اب ایک اور چابک لگا جلد تر
کہ شاید یہ آوے کہیں راہ پر
کہا میں ہوئی تجھ پہ حجت درست
تو طاعت میں اب کیوں نہیں ہوتا چُست
وہ بولا جو ہے حکم تقدیر کا
ہے کب اُس میں دخل عقل و تدبیر کا
کری حق نے مجھ مجھ سے پہلے نوشت
نصیبوں میں ہر اک کے دوزخ بہشت
لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے
مٹا کب سکے کوئی تدبیر سے
نہیں مٹتا جو کچھ قلم لکھ چکا
تو چاہے سو کر اب بُرا یا بھلا
کرے گرچہ شیطاں کی جو تو سجود
جو تقدیر بد ہو تو کیا ہوئے سود
کہا میں کہ اے نفس بد بے حیا
یہ مکر و فریب اور لایا نیا
نہ سمجھا تو کچھ بھی اب اے حیلہ گر
اٹھایا ہے پھر تو نے غفلت سے سر
عمل بھی تو تقدیر سے سب ہیں جاں
مقدر کا ہووے عمل ہی نشاں
عمل نیک پر جس کو قائم رکھا
سمجھ لے کہ حق اُس سے راضی ہوا
دیا جس کو شہوت کے اندر پھنسا
خدا کا غضب اُس پہ نازل ہوا
ہوا دور رحمت سے وہ بد ملا
عمل بد میں جو ہو گیا مبتلا
نہ جانے تو گر حق کی تقدیر کو
رضا کا نشاں ڈھونڈ گمرہ نہ ہو
کہا حق نے کب تجھ سے اے بے شعور
کہ دوزخ میں رکھوں گا تجھ کو ضرور
کہا ہے ولے حق نے یہ بے خلل
رضا کی نشانی ہے اچھے عمل
کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھ کو یار
ہوا اُس سے گمراہ تو زینہار
ہے تف تیری عقل اور فہمید پر
خیالِ عبث پر جو باندھے کمر
کہا سیکڑوں نے عمل خوش کرے
جو تقدیر بد تھے سو کافر مرے
کرا ابلیس و بلعم کے اوپر قیاس
اسی سے مرے دل میں ہیں سو ہراس
اگر عمر ساری عبادت کرے
جو آوے قضا بد شقاوت کرے
مرے کفر میں اور عمل ہووے ضبط
اسی کفر سے عقل ہے میری خبط
کہا میں اسی سے تو رکھتا ہے ڈر
کہ کی تو نے دو عابدوں پر نظر
ہوا عمر میں اُن سے جو اک قصور
کہا حق نے درگاہ سے اُن کو دور
نہ کی کچھ عبادت پہ اُن کی نگاہ
کیا اک گنہ سے انھیں یوں تباہ
سمجھ لے یہ ہے بے نیازی کی شان
کرے ایسے بندوں کو جو بے نشاں
ہزاروں نبی اور ولی بے حساب
عبادت سے حق کی ہوئے کامیاب
کروڑوں مسلمان طاعت کریں
ہوئے حق کے مقبول اور کاملیں
بہت عابد و زاہد و متقی
ہوئے نیک اعمال سے جنتی
نہ ان سب کے کی فائدوں پر نظر
گیا تو دو عابد کے نقصان پر
پکڑ کے دو ملعون کی تو سند
لگا کرنے بے خوف اعمال بد
کرے تو گناہ اور چاہے نجات
عجب ہے حمق تیرا اے بدصفات
ہزاروں کرے جرم شام و سحر
سمجھتا ہے پھر آپ کو راہ پر
اگر اس کی ہے بے نیازی کی شان

نہیں تجھ کو کس لئے خوفِ جان
خفا ہو کے بولا وہ غفار ہے
وہ بلاشک ہے رب الرؤف الرحیم
گناہوں سے اپنے نہیں مجھ کو ڈر
کہ حیلہ یہاں کام آتا نہیں
کرے بخشش اور قہر بھی بے گماں
اور ہو جائے تجھ سے خطا گاہ گاہ
ہے تو اک طرف اپنے آرام کو
گناہوں پہ کرتا ہے اصرار تو
جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کہیں
خدا کے لئے مت پڑا اندر خلل
یقین جان اُس وقت وہ ہے کریم
تو کب اور کھیتی کا چھوڑیں گے رنج
کہا اُس نے مجھ پر نہ کر تو جفا
ہوں عفو و کرم اس کا پہچانتا
گنہ میرے بخشش سے زیادہ نہیں
وہ مجھ سے بھی بدتر کے بخشے گناہ
بلاشک وہ ایسا ہی غفار ہے
برابر نہ ہو سکتی ہے بے گماں
جو ہو ایسا سُن ارحم الراحمین
نکو دست عافی ہے اور نیک ذات
جو ہو ذات ایسی غفور اور حلیم

ترے آگے درندہ ہو شیر گر
غفور اور حلیم اور نکوکار ہے
گنہ میرے ہوں گرچہ بے انتہا
وہ غفار ہے بخش دے گا مگر
ہے اللہ بلاشک غفور اور حلیم
جمال اور جلال اس کی ہیں دونوں شان
تو بخشے تجھے وہ کہ غفار ہے
نہ سمجھا و لے اس کے انجام کو
کرے ہے گناہ آہ بے خوف و ڈر
خدا کی وہ بخشش کے قابل نہیں
کر اچھے عمل یار شام و پگاہ
کہ یہ اُس کی عادت ہے جاری قدیم
بھلا جہل ہو اس سے زیادہ کسے
تری خود ہے اس میں سراسر خطا
گنہ میرے گرچہ ہیں کوہِ گراں
وہ اللہ ہے اکرم الاکرمین
کہا میں کہ یہ تو کہا تو نے سچ
کریم اور رحیم اور ستار ہے
و لے حیف ہے ایسے غفار کو
وہ آزردہ کرنے کے قابل نہیں
وفادار سمجھے کرے پھر گناہ
وہ لائق عبادت کے ہے اے لئیم
وہ گردن زنی کے ہے لائق سنو

نہ بھاگے تو دے جان اسکو مقر
ہے قرآن میں ہر جا غفور اور حلیم
پر اس سے ہے سَو درجہ رحمت سوا
کہا میں تو نازاں نہ ہو اے لعیں
و لیکن ہے قہار بھی اے لئیم
کرے سہو غفلت سے گر تو گناہ
نہ بخشے اگر چاہے قہار ہے
کرے جہل و طغیاں سے یہ کار تو
نہیں عجز و زاری کا تجھ میں اثر
ذرا کر کے توبہ کر اچھے عمل
اگر ہو گیا تجھ سے کوئی گناہ
ملا ایک کو گر خزانہ میں گنج
بس اب چھوڑ حیلہ رہ راست لے
ہیں نیک عادت اس کی گو ہوں جانتا
و لے اُس کی بخشش ہے جوں آسماں
مجھے کس لئے تنگ کرتا ہے آہ
و لے ایسے باطل ارادہ سے بچ
گنہ تیرے اور اُس کی بخشش میاں
کیا تو نے آزردہ اے زشت خو
جو جانے ہے تو حق ہے نیکو صفات
خطا پر خطا یہ تو کرتا ہے آہ
کرے ذات ایسی کو آزردہ جو

نفس سے عاجز اور تنگ ہو کر جانا اپنا طرف سلطان روح کے اور مدد چاہنی اس سے

www.maktabah.org

جو دیکھا کہ ہے اُس کی حجت قوی
تجھے ملک تن کا ملا تاج و تخت
کیا تنگ ہے اس شقی نے مجھے
مقابل ہوں اُس کے مری کیا ہے شان
رعیت سے محصول لیوے بزور
تصرف تسلط بہت ظلم سے
یکایک وہ لے توڑ تیرے امیر
کرے ملک تن میں عمل آکے وہ
تجھے حق نے کیوں ہے خلیفہ کیا
ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر
کہ ہو دور جس سے یہ فتنہ فساد
شہ روح کو آگیا وں ہی جوش
کیا حکم تا جلد آوے وزیر
سب آداب شاہانہ لایا بجا
یہ سلطانِ روح سے کہا اُس نے جا
رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم
کریں قتل لیں اس کا اسباب لوٹ

گیا آخرش میں طرف روح کی
خلیفہ ہے اس ملک میں حق کا تو
پکڑ جلد اور مار گردن اسے
کہا میں کہ کیا چاہتا ہے یہ تو
زمین بدن میں پڑے شر و شور
اگر تخت دل پر گیا بیٹھ آہ
کرے قتل یا رکھے اُن کو اسیر
رہے کب یہ پھر شان و شوکت تجھے
یہ کیوں بادشاہی کا رتبہ دیا
وزیر خرد کو بلا کر کہیں
رہے ملک تن پھر ہمیشہ کو شاد
بدن میں لگی اُس کے غیرت کی آگ
کہ تدبیر اس کی بتا دے وزیر
مرا حال سُن اور افسوس کر
کہ یہ فتنہ اتنا نہیں کچھ بڑا
یہ ہو حکم آویں امیرانِ فوج
غرور اس لعیں کا وہیں جائے ٹوٹ
رکھیں شرع کی بند زنجیر میں

کری عرض جا کر کہ اے نیک بخت
پہنچ بہر حق میری فریاد کو
کہا یہ کمینہ کہاں میں کہاں
کہ لیوے یہ باغی ترے ملک کو
کرے ہفت اقلیم تن میں مرے
رعیت کو کر دے گا دم میں تباہ
ترے سب امیروں کو بہکا کے وہ
دکھا دے بہت سی وہ ذلت تجھے
تو ملک بدن کا ہے حاکم اگر
کرو ایسی تدبیر اے شاہِ دیں
مری عجز و زاری کو سُن کر بہوش
کہا میں مٹاتا ہوں میں اُسکا راگ
یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا
وزیر خرد بھی ہوا چشم تر
کہ ہوتا کے اقبال سے دم میں گم
کہ ہوں مستعد جنگ کو مثل موج
جو ہو جائے عاجز تو پھر یوں کریں

خبر کرنی جاسوس وسواس کی کہ طرف سے ملک تن میں رہتا ہے نفس کو

تھے اس میں کہ جاسوس وسواس نام
کری نفس سے جا شکایت تمام
کرے تری ہے قتل کے واسطے
شریعت کی زنجیر میں لے جکڑ

کہ تھا نفس سے ملک تن میں مدام
کہا کیا تو سووے کہ سلطانِ روح
تمام اپنے لشکر کو آراستہ
یہ سُن کر خبر نفس نے رو دیا

سنی چھپ کے جو یہ حکایت تمام
شہ ملک دل و مہ پر فتوح
کوئی دم میں لیوے گا تجھ کو پکڑ
اسی فکر میں جان کو کھو دیا

کہا بائے تدبیر اب کیا کروں
کہ تا اُس کے صدمہ سے بچتا رہوں
کروں اس طرح میں بھی سامان جنگ
عدم کا ہی رستہ بتاؤں اُسے
سنو رہزنی کا ہے میرا شعار
کہیں چھوڑ رکھا ہے اس کو جو یوں
مچاؤں فساد ایسا اور شر و شر
تو یاں بھی نہیں جنگ سے کچھ درنگ
کہ سلطان روح کی بڑی شان ہے
کہ ہر کام میں ہے ہمارا مشیر
یہ سنتے ہی ابلیس آیا ادب
ہماری ہو مشکل سب آسان کا
ہو آسان سب تیرے اقبال سے
کروں حرص کی قید میں اس کو بند
وہی بخشی ملک کافی ہے بس
سپیدی کو اُس کی سیاہی کرے
جو تھے ملک تن کے نگہبان چند

کہ تا ہاتھ سے اس کے جیتا رہوں
کروں میں بھی اب اس سے لڑنے کا فکر
جسے دیکھ فوج اس کی ہو جائے دنگ
بھلا ملک تن چھوڑ جاؤں کہاں
فساد اور فتنہ مرا کار و بار
جو اس وقت اپنے پر آجاؤں میں
کروں ملک کو اس کے زیر و زبر
یہ کہہ کر لگا سوچنے پھر وہ خام
نہیں لڑنا اس سے کچھ آسان ہے
بلا کر کے اُس سے کرو وہ صلاح
بجالایا آداب شاہانہ سب
یہ اتنا نہ کچھ کار دشوار ہے
پکڑ اس کو لاؤں میں ہر حال سے
امیر ہے تری فوج میں حرص نام
خرابی کو اُس کے وہ وانی ہے بس
شہ نفس نے دے کے خلعت اسے
کیا ہر طرف راہ کو اُس کے بند
لئے ساتھ غصہ کی فوج گراں

ولیکن بمقدور کوشش کروں
عدوؤں سے اپنے جھگڑنے کا فکر
جو اپنی شجاعت دکھاؤں اُسے
میں روز ازل سے ہوں قابض یہاں
غنیمت نہیں جانتا ہے وہ کیوں
تماشا اسے دم میں دکھلاؤں میں
کیا ہے اگر اس نے سامان جنگ
پڑا میرے اوپر یہ اب سخت کام
جو شیطان سنگھ ہے قدیمی وزیر
کہ جس بات میں ہو ہماری فلاح
کہا لطف سے تیرے اے نامدار
کہ جس سے تو ایسا دل افگار ہے
ترے پاس لا کر کے اے ارجمند
کرے کام سلطان روح کا تمام
میں بھیجوں اُسے تا تباہی کرے
روانہ کیا ملک کو روح کے
رہ چشم سے آگیا تا کہاں

خبر ہونی وزیر عقل کو اس معرکہ سے اور بھیجنا امیر قناعت کو مقابلہ حرص سنگھ کے اور حلم کو غصہ کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیر خرد نے سنا یہ جو حال
گیا روح کے پاس با احترام
کہا شہ نے لشکر سے وہ چھانٹ لیں

ہوا فکر کا اُس کے اُس کو خیال
کہاں حال حرص اور غصہ کا سب
کہ جو قبل اُن مفسدوں کو کریں

امیروں کے لشکر کو لے کر تمام
کہ آئے ہیں لڑنے کو یہ ہم سے اب
کہا عقل نے اے شہ نامدار

www.maktabah.org

مقابل ہیں ان کے پئے کارزار
اگر دونِ غصہ کی ہے اُس کے سنگ
کہ ہوں جس سے دونوں مفسد تبار

امیرِ قناعت کو تو بھیج دو
کرے لشکر حلم جا اُس کو تنگ
جو ہونے لگی دونوں جانب سے جنگ

کرے حرص کو دم میں ناپید جو
کرو مستعد ایسی جنگی سپاہ
ہوا حرص و غصہ پہ میدان تنگ

امیرِ قناعت سے اور حلم سے + غضب حرص مغلوب دونوں ہوئے

آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر
کہ ان دو سے ہوگا نہ یہ فتنہ رد
ہے تجویز شہوت کی جاوے سپاہ
کرو اس کے ہمراہ تم بے قصور
کرے عقل کو جا کے زیر و زبر
تو ہو روح کا ملک سارا تباہ

تب دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر
وہ اب چاہیے بھیجی فوج سخت
کرے عقل کے ملک کو جا تباہ
لگا کے پے جیالی ہتھیار سب
ہمارا دہ ہے دشمن سخت تر
کہا لاؤ دیگر کے خلعت اسے

کہا نفس سے اُن کی ہو دے مدد
کہ ہو وے شہ روح سے تاج و تخت
جمع کر کے سب فوج فسق و فجور
چلے شہوتِ سنگھ بہر حرب
جو ہو عقل شہوت سے مغلوب آہ
روانہ کریں جنگ کو روح کے

بھیجنا وزیر عقل کا امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا و صلاحیت کے مقابلہ شہوت سنگھ کے اور فتح ہونا امیر تقویٰ کی

وزیر ہنر در شہ روح کو
کہ تقویٰ ہے جس کا لقب بھیج دو
سپر تیغ شرم و ثقاہت کی لے
کرو اُس کے ہمراہ اسے بے دلیل
غرض آ کے میداں میں قائم ہوئے
نہ زمیں آسماں رہ گئے دیکھ دنگ

خبر پہونچی اس حال کی یار جو
ہو فوج صلاحیت اس کی مدد
خبر جا کے اہل شقاوت کی لے
شہِ روح کا حکم پھر اُن کو ہو
لڑائی کو آپس میں برہم ہوئے
کبھی یہ تھے غالب وہ غالب تھے گاہ

کہا خاص اُس بخششِ ملک کو
کہ ہو فوج فسق و فجور اس سے رد
حیا جنگ اُس کا ہو ہے اک وکیل
کریں لشکر نفس کو قتل جو
لگی ہونے آپس میں جس وقت جنگ
لگا ہونے یوں ملک تن کا تباہ

پھر آخر ہوئی غالب عقل بصیر + کیا لا کے شہوت کو اپنا اسیر

www.maktabah.org

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان روح کے سب لشکر لیکر

سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی
سیہ کار شیطان مکار کو
کری تو نے سستی جو اے روسیاہ
شہ روح کو جس سے کر لیں اسیر
جوان ہیں سے ہوں سخت تر بیدرنگ
پکڑ کر کے لادے مرے پاس جو
عزازیل بولا کہ اس جنگ ہیں
ہیں ہوں اور ہو لشکر بے شمار
ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو ہیں
ہوا جنگ کے واسطے خود سوار
لیا نیزۂ گمرہی اپنے ہاتھ

وہیں جان پر اُس کے آفت پڑی
کہا تجھ پہ لعنت ہو اے سست کار
ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ
بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب
شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ
ہیں دے کر بہت خلعت و مال و زر
کروں گا نہ ہرگز قصور اب کے ہیں
تو پھر دیکھنا اس صفِ جنگ کو
کروں قتل یا قید دیکھو تو ہیں
لی گردن ہیں تلوار غفلت کی ڈال
ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ
چلا مستعد ہو پئے کارزار

بلایا وزیر تنبہ کار کو
کیا تو نے لشکر مرا خوار و زار
کر اب ایسی تدبیر تو اے وزیر
پھر اُن ہیں سے لے چھانٹ اہل حرب
وزیر خرد اور شہ روح کو
بٹھاؤں برابر اسے تخت پر
اگر ہوشہ نفس بھی خود سوار
کروں پانی ہیں اُس دلِ سنگ کو
یہ سُن کر شہِ نفس خوش ہو کے بار
رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال
وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار

آگاہ ہونا سلطانِ روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطانِ روح نے خبر یہ سُنی
لئے خنجر و تیغ و تیر و تفنگ
نکل آدے سب لشکرِ دین و داد
وزیر اس کا شیطان ہے راہزن
کمر باندھ لڑنے کو تیار ہو
لڑائی کا تم بھی کرد اہتمام
وزیرِ خرد نے زمین چوم کر

کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی
وزیر خرد کو بلا جلد تر
زمینِ جسد سے اکھاڑے فساد
کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر
کرو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو
مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور
کیا عرض یہ اے شہ والا قدر

اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ
کہا کھول دے سب خزانوں کے در
ہے تکلیف ہیں نفس سے ملک تن
جہنم ہیں داخل کرد سر بسر
جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام
کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور
کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے

جو ایسے کمینوں سے جاکر لڑے
جو ہوا ایک بندہ سے دشمن تباہ
کروں دم میں سب دشمنوں کو تمام
کئے ہوشیاری کے خنجر عطا
دیا ہاتھ میں نیزۂ راستی
کری ساتھ تقویٰ و دیں کی سپاہ
پڑا نفس کی فوج میں زلزلہ
جو خورشید خاور نے کی تیغ الم
کھڑی مستعد جنگ کے واسطہ
مقابل دو لشکر ہوئے جس زماں
ہوئی الٰہی تیرہ خدا کی پناہ
لگی چلنے جو تیغ و تیر و تبر
زمیں ہو گئی خوں سے سرخ رنگ
سپید و سیہ جمع آکر ہوئے
کبھی زہد و تقویٰ و گاہے حسد
کبھی ردی روح سے باد قار
بد اور نیک میں زندگانی گئی

رہو ایک میں تن کے تم کامراں
عدو کے مقابل ہوں کیوں بادشاہ
یہ سن کر ہوا خوش بہت شاہ دیں
دیا صنعت کا خود اس کے سر پر دھرا
غرض زہد کے اسپ پر کر سوار
چلا دھوم سے لشکرِ دیں پناہ
نکل کر کے جب آیا میدان میں
ہوئے ابر کے جوڑا لشکر بہم
امیروں نے لشکر کے بارعب و شان
پڑا شور اندر زمین و زماں
ہوئے جب مقابل دلیرانِ جنگ
ہوا خون کوہ و زمیں کا جگر
تھی اُس طرف خورشید روح جلوہ گر
جوں حبشی و رومی برابر ہوئے
کبھی فوجِ زنگیِ نفسِ لعیں
زمینِ بدن ہوتا باغ و بہار
اس عرصہ میں یہ جنگ قائم رہا

میں لیتا ہوں ان کی خبر اس زماں
میں ہوں آپ کا ایک ادنیٰ غلام
دیا اس کو پھر خلعتِ آفریں
سپر نیک بختی کی لا اس کو دی
دیا حکم اس کو پے کار زار
وزیرِ خرد جنگ کو جب چلا
خلل آیا شیطاں کے اوسان میں
ہوئی ہر دو جانب صف آراستہ
کئے آکے میداں میں قائم نشان
زمینِ بدن گردِ لشکر سے آہ
ہوا پانی پانی دلِ کوہ و سنگ
لگی ہونے جس وقت آپس میں جنگ
ادھر ظلمتِ نفس با شور و شر
کبھی کار نیک و کبھی کارِ بد
نکالے تھی دل سے وہ لڑ افغض کیں
اسی جنگ میں سب جوانی گئی
ہوا نفس کا مفسدہ جا بجا

طلب کرنا سلطان روح کا دیوان کل کو کہ وہ پیر روشن ضمیر ہے، اور شامل کرنا اُس کا صلاح جنگ وغیرہ میں

شہِ روح نے حال دیکھا یہ جب
عدو کو کسی طرح زک دیجیے
وزیرِ خرد کو کہا پھر بلا
نہ دل نفسِ ملعون کا خوں ہوا

کہ صورت تباہی کی ہے پیش اب
ہوا ہے ترقی پہ نفسِ شنیع
کیا تو نے ہر چند جنگ و دغا
شریک اب تو ہوا ہے دبیر کبیر

کہا اور تدبیر اب کیجیے
گیا پھیل فتنہ فساد ہر جگہ
ولے فتنۂ تن سے نہ بیروں ہوا
ہے جس کا لقب پیر روشن ضمیر

مرے ملک کا ہے وہ دیوان کل
کہے وہ جو اُس پر عمل کیجئے
رہو دل سے مصروف اسلام پر
کہ روشن ہو جس سے بدن کی زمین
بہم ہو کے جاکر لڑو اس قدر
پکڑ لاؤ زندہ مرے روبرو

مدد سے مٹے اُس کی یہ شور و غل
رکھو اس کو شامل لڑائی میں تم
کرو جی فدا اپنا اس کام پر
مٹا کر کے کفر اور بدعات کو
کہ ہو نفس کا کار زیر و زبر
مرے پاس لاؤ اُسے تم پکڑ

صلاح اُس کی چل کر کہ اب لیجئے
کہ ہو دشمن شوم تا یاں سے گم
کرو ایسی ہمت کہ ہو زیب دیں
شریعت کی ظاہر کرو بات کو
نہ چاہوں کہ ہو قتل وہ زشت خو
شریعت کی زنجیر میں یوں جکڑ

رکھوں اُس کو قابو میں اپنے مدام
میں دوڑاؤں جس طرف چاہوں مدام

آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اس سے اور بھیجنا شیطان کا طول امل سنگھ کو واسطے قتل کرنے عقل اور پیر کے زہر دے کر اور نا امید ہونا اُس کا

جو جاسوس نے نفس کے یہ سنا
کوئی دم میں ہو نفس اور تو اسیر
وزیر خرد کو کیا اس کے سنگ
کہ اس فتنہ کا تو بھی کچھ فکر کر
ہے لشکر میں اس کے وزیر خرد
کہ جو کاٹ سر اس کا لادے مجھے
خرد اپنے قابو میں ہو دے اگر
کروں قید دونوں کو میں بے محن
وہ دیدیے وعدہ بہت خوب تر
کہ مرنے سے جس کے یہ فتنہ ہو دور

تو شیطاں کے جا پاس سر کو دھنا
شہ روح نے یہ کیا اہتمام
کہ تا دشمنوں کا کرے کار تنگ
یہ شیطاں نے سُن کو دلاسا دیا
میں بھیجوں اُسے جو کر اس کو رد
نہ دیوانِ تن سے ہے مطلب مجھے
تو وہ پیر بے کار ہو سر بسر
میں بھیجوں ہے طول امل جس کا نام
کرے پیر کا کام زیر و زبر
چھپا کر کے ایسا اُسے زہر دے

کہا جا کے بیٹھا ہے کیا اے وزیر
کہ دیوانِ تن پیر ہے جس کا نام
شہِ نفس کو جا کے کہہ یہ خبر
کہا شہ سے کہنے کی حاجت ہے کیا
مقابل میں اُس کے میں بھیجوں اسے
ہے منظور قتل عقل کا اب مجھے
وزیر خرد اور دیوانِ تن
کہ ہو پیر کا کام جس سے تمام
کرے قتل پھر عقل کو وہ ضرر
کہ شیطان و نفس اُس کے شر سے بچے

ہوا رخصت اس سے جو طول امل + پڑے پیر کے کام میں تا خلل

مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیان یقین کے ہیں سلطان روح کو اس امر سے

www.maktabah.org

اور نگہبانی پیر اور عقل کی روح کو طول امل کے شر سے

جو رخصت ہو طولِ امل سنگھ چلا
خبر دی یہ جا کر کہ اے شاہ دین
خبر رکھیو اس کی تم ہر حال میں
نہ پہنچاوے صدمہ کوئی حیلہ گر
ہے لشکر میں اک نفس کے حیلہ گر
کرے غم الم داں جہاں ہو خوشی
شہِ روح نے جب یہ قصہ سنا
کسی طرح یہ فتنہ ہو یاں سے دُور
رکھو تم نگہبانی ہر آن کی
کرو اس سوا اور نہ کچھ بات تم
رہے ایک یادِ نزعِ جنگ خاں
خرد پیر کے ہوں نگہبان بفور
نزع موت اور قبر اور روزِ حشر
نہ طول امل کا ہو اُس پر گذار
غرض آیا چھپ کر کے طول امل
کہ تا عقل کو زہر دے برملا
طرف پیر کے پھر گیا عزم کر
عدو کا نہ اُس پر بھی قابو چلا

تو جاسوس دیں نے سنا برملا
کہ یہ آپ کا جو وزیر عقل ہے
عدو کے نہ پھنس جا کہیں جال میں
نہ دیکر کے زہر اُن کو مارے کہیں
کہ طول امل نام ہے اُس سے ڈر
ہے دشمن وزیر اور دیوان کا
تو اس بات کی فکر میں وہ لگا
تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد
وزیر خرد اور دیوان کی
کیا حکم تا چار شخص پاسباں
اور ہو دوسرا یادِ مرگ اے جواں
ہے چوتھی رہے یادِ روزِ قیام
رہیں یاد جس کی یہ شام و سحر
رہیں جو کہ یہ چار جس کے حضور
کہ نا ڈالے اندر خرد کے خلل
جو چاروں طرف تھے نگہبان چار
کہ تا لے حسد سے کچھ اس کی خبر
وہی پاسباں چار اُس کو نگاہ

ہیں جاسوس دیں مفتیان یقین
اسے تیرے ہر کام میں دخل ہے
وزیر اور دیوان تن کو مگر
پھر اُس وقت لیں ملک کو تیرے چھین
ہے کار اُس کا پوشیدہ دشمن کشی
نگہباں رہیو تم اُن سے سدا
کہ اب کوئی تدبیر کرتی ضرور
بلا کر کہا اُس کو اے خوش نہاد
رہو عقل اور پیر کے ساتھ تم
نگہبان رہیں عقل کے ہر زماں
رہے تیرا یادِ تنگیٔ گور
یہی چار کافی ہیں در انتظام
یہ چاروں رہیں جس کی ہمراہ یار
رہے اس سے طولِ امل دُور دُور
بہت گرد راہ حسد سے پھرا
عدو کا نہ اس پر ہوا کچھ گذار
ولیکن جو وہ عقل کے پاس تھا
عدووں سے رکھتے تھے شام و پگاہ

ناامید ہو کے پھرنا طول امل سنگھ کا اور بھیجنا نفس کا حسد سنگھ اور بخل سنگھ اور ریا سنگھ اور عجیب سنگھ کو واسطے لڑائی وزیر عقل اور دیوان پیر کے

غرض ناامید ہو کے طولِ امل
گیا پاس شیطان کے بے خلل
کہا گرچہ میں خوب کوشش کری

چھری میری لیکن نہ خون میں بھری
ہیں کیں گر چہ چھپ چھپ کے تدبیر دس
کہ تھے ہر گھڑی پاسباں اُن کے ساتھ
میں کرنا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا
تو تدبیر سے اپنی چاہے جو کر
جو یہ بات شیطان سنگھ نے سُنی
یہ دی نفس کو جا صلاح تباہ
جو اس جنگ میں کچھ ہوئی اب کے ڈھیل
جدھر چاہے دوڑائے ہم کو زبوں
یہ سن کر خبر نفس رونے لگا
بلائے مددگار اپنے تمام
اکھٹے ہوں میدان میں اہل حرب
ریا سنگھ اور عجب خاں پہلوان
ہوا حکم سب کو کہ اے جنگجو
بتو حسیت و کاہل نہ ہائیے رہو
حسد بخل قائم کیے اک طرف
رہے اس سے باقی تو اُس کو کہو

کیے سیکڑوں حیلے اور دلو میں
دلے میران پر چلا کچھ نہ بس
نہیں ہار سکتے انھیں چھپ کے پر
ولے میرا بس کچھ نہ اُن پر چلا
جمع کر کے سب فوج و لشکر سپاہ
گیا ہاتھ ملتا طرف نفس کی
کہ بے رنج اور جان بازی کے اب
مجھے اور تجھے شہ کرے یوں ذلیل
رہے ملک تن میں وہ نت کامراں
غم دل کو اشکوں سے دھونے لگا
کہا ذلت ہم کو گوارا نہیں
لڑائی کا ساماں ہو جمع سب
غرور اور طمع اور فضول کلام
لڑائی میں شیطان کے ساتھ رہو
نکل کر کے شیطاں وزیر عدو
ریا کو کہا کر عمل کو تلف
رہے روح کے جب نہ حسنِ عمل

نہ آیا مرے کوئی پر داؤ میں
نہ اُن دو سے آیا مرے ایک ہاتھ
لو میدان میں چل کے اُن کی خبر
نہ رکھ مجھ سے امید کچھ اب مگر
کرو جا کے روح و خرد کو تباہ
حسد سے تھا پردہ وزیر سیاہ
ہماری بھلا جاں بری ہووے کب
گلے میں رسن ڈال کتے کی جوں
مرا اور ترا کچھ نہ ہوئے نشاں
کیا نفس باغی نے پھر انتظام
لڑائی بغیر اب تو چارہ نہیں
حسد سنگھ اور بخل سنگھ کبر خاں
ہوئے جمع میداں میں آکر تمام
لڑائی کو تیار سارے رہو
ہوا آ کے میدان میں جنگ جو
کہا عجب کو مستعد یاں رہو
تو پھر ایک میں اس کے ڈالو خلل

یہی چارا میر اب کریں جا کے جنگ ۲ خرد پر ہر اک سو سے برسا دیں سنگ

آگاہی پائی وزیر عقل کی اس واقعہ سے اور بھیجنا امیر سخاوت کو مقابلہ میں بخل کے اور نصیحت اولیاء کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا کے اور خوف و رجاء خدا کو عجب کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیرِ خرد نے سُنی یہ خبر
کہ پھر مفسد اں نہ اٹھائے ہے سر
جمع کر کے سب دشمنانِ دغل

www.maktabah.org

لگے ڈال نے ملک جاں میں خلل
غرض سوچ کر اس نے بالا اہتمام
کیا جمع لشکر کو اپنے تمام
امیروں سے اپنے کیے انتخاب
یہی چار سردار والا جناب
امیر سخا کو کہا اے جواں
بخل سنگھ کی لے تو خبر اس زماں
سخاوت سے ہو تو حبیب خدا
اور ہو بخل سے رنج میں مبتلا
نصیحت کہ ہے خصلت اولیا
حسد سنگھ پر اس کو قائم کیا
نصیحت سے سرداروں کی ہو فتحیاب
اور ہو خان و ماں سب حسد سے خراب
ریا سنگھ مردود کے قتل کو
جواں صدق اخلاص تیار ہو
ریا سے تو ہو خوار اور مستمند
کرے صدق و اخلاص درجہ بلند
کیا حکم تا عجب سنگھ کو تباہ
کرے جا کے خوف ورجائے آلہ
اگر پھر حق سے تو ڈرتا رہے
تو پھر عجز کا کار کرتا رہے
اگر ہو وے خوفِ خدائی تجھے
تو پھر کیوں ہو اپنی بڑائی تجھے
سمجھ لے کہ حق سے ہیں یہ کام سب
جو طاعت کرے تو تو ہے لطف رب
خدا کی عنایت ہے تجھ پر میاں
جو دی نیک توفیق تجھ کو یہاں
تو کیوں عجب پر پھر مرتا ہے تو
عبادت پہ کیا ناز کرتا ہے تو
خدا نے دی توفیقِ طاعت تجھے
ہے لازم یہ شکر عبادت تجھے
نہ کر کارِ حق کو قیاس آپ پر
خدا کی طرف سے ہے سب خیر و شر
غرض آکے چاروں ہوئے گرم جنگ
چلے دونوں جانب سے تیر و تفنگ
شجاعت کو اپنی دکھانے لگے
ندی نالے خوں کے بہانے لگے
شجاعانِ دیں جب ہوئے جنگجو
پڑی نفس کی فوج میں ہائے ہو
ہوئی گرمی جنگ یہ کیا کہوں
لگا بہنے ہر طرف دریائے خوں
یہاں تک تو لڑ لڑ کے کشتہ ہوئے
کہ ہر جا پہ کشتوں کے پشتہ ہوئے
غرض غالب آیا وزیر خرد
ہوئے دونوں مغلوب بغض و حسد
جو اک لشکر دیں نے حملہ کیا
گئے بھاگ یک لخت بغض و ریا
کیا زور جب لشکر پاک نے
لگی کفر کی فوج سب بھاگنے
کیا جب کہ مردانِ دیں نے ہجوم
گیا بھاگ سب لشکرِ نفس شوم
لڑے ایسے میدان میں پاؤں گاڑ
دیا کفر و بدعت کو جڑ سے اکھاڑ
شکست ایسی دشمن نے پائی تمام
نہ لے گا کبھی پھر لڑائی کا نام
جو دیکھا یہ شیطان ملعوں نے حال
لگا اس کی چھاتی پہ تیر ملال
چھپائی گو اُس نے بہت یہ خبر + ولے شہرہ اس کا ہوا در بدر

خبر ہوئی نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہراول طمع کو اور حب جاہ اور حب دنیا اور فضول کلام کو واسطے لڑائی وزیر عقل کے

پھر آخر کو جب نفس نے یہ سنا
تو سن کر کے حسرت سے سر کو دھنا
کہا لاؤ دستور بے نور کو

www.maktabah.org

کہ تا دوں سزا خوب اس زرد رو کو
کیا مار کیا تو نے اے رو سیاہ
ہمیشہ رہی تیری تدبیر سست
تجھے چھوڑ اس کی اطاعت کروں
کہ جس کی اطاعت سے ہے فتحیاب
مرے پاس حاضر ہیں سردار اور
مرے تیرے وہ سب مددگار ہیں
شجاعت کو اپنی دکھاؤں تجھے
ترے آگے لاؤں پکڑ ان کو عام
کہ لڑ کر کے اے نفس والا حسب
کرے تا خرد روح پر عرصہ تنگ
کہ کر سارے لشکر کے آگے جدال
طمع سے پڑیں جال میں مرغ و مور
طرف داہنے ہو لشکر حب جاہ
جدھر چاہئے جا ادھر دوڑ کے

غضب سے کہا شہ نے اے خود پرست
کیا فوج ساری کو تو نے تباہ
اگر ہے یہی سستی اے سست رائے
ہیں اب حکم میں اس کے ہر دم رہوں
یہ سن بولا شیطاں وزیر لعیں
بہت ان کو آتے ہیں لڑنے کے طور
نہ کھا غم نہ ہو جل کے اس کا مطیع
اب اس رنج و غم سے چھڑاؤں تجھے
زمیں چوم کر الغرض عرض کی
ہیں دوں عقل اور روح کو جا دب
ہراول طمع کو بلا کر کہا
طمع کا غبار ان کی آنکھوں میں ڈال
کیا پیچھے قائم غرور لعیں
اور ہو حب دنیا کی بائیں سپاہ
جدھر دیکھے لشکر کی ہوتی شکست

کیا تو نے کیا جو ہوئی یہ شکست
نہ تجھ سے ہوا کام کوئی درست
ہیں جا کر پڑوں روح کے زیر پائے
شہِ روح سے شاہ والا جناب
ہیں لڑنے اے شاہ عاجز نہیں
شجاع اور سپہدار خونخوار ہیں
کروں لا کے اس کو ہی تیرا مطیع
کروں لشکرِ عقل و روح کو تمام
عدو پر تجھے حکم ہو اس گھڑی
غرض پھر آیا بمیدان جنگ
سواروں کو اپنے تو جا جلد لا
طمع کرتی ہے عقل مندوں کو کور
کہ دشمن ادھر سے نہ آ جا کہیں
فضول کلام اب مدد کو رہے
ادھر جلد جا دے وہیں کر کے جست

غرض اس طرح سے کیا بندوبست ؛ شہِ روح کو تاکہ دیوے شکست

بھیجنا وزیرِ عقل کا امیرِ توکل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زہد و تقویٰ کو حُبِ دنیا کے اور علمِ فنا کو واسطے جاہ کے اور خموشی کو واسطے فضول کلام کے

وزیرِ خرد سن کے یہ بے ہراس
عدو نے سپہدار بھیجے ہیں سب
کہ جو جو تھے اس کے چھٹے پہلوان
کہو جاؤ تیار اب ہے تاخیر کیا
کہ لو لشکرِ خاص سے چھانٹ اب

گیا مصلحت کو شہِ روح کے پاس
شہِ نفس نے فوج سے چھانٹ کر
وہ آئے ہیں لیکر کے فوجِ گراں
بجا لا کے آداب بولا وزیر
شجاع اور دلیر اور اہلِ حرب

کہ جنگِ عظیم آیا ہے پیش اب
لڑائی کو بھیجے ہیں سب نامور
کہا شاہ نے اس کی تدبیر کیا
یہ ہے عرض اے شاہ روشن ضمیر
علاحدہ کر دان میں جو مرد ہوں

www.maktabah.org

شجاعت کے احکام میں فرد ہوں
کرد مستعد جنگ کو بے دلیل
امیروں سے اپنے تو کر انتخاب
امیرِ توکل سپہدار کو
کرے دفع پیچھے سے فوجِ غرور
طرف دہنے جاوے امیر کبیر
کرے جاہ و عزت کو دم میں تمام
امیر خموشی کو قائم کرد
سو آکے میداں میں پھر ازدحام
امنگ اپنے دل کی مٹانے لگے
لڑائی تھی مردوں کو سیرِ چمن
قدم پر قدم آگے دھرتے تھے وہ

نکال اپنے لشکر سے تم پہلواں
نہ ہو دفع کرتے ہیں دشمن کی ڈھیل
کہا عقل نے اپنے لشکر سے لو
طمع کے مقابل میں آگے کرد
طرف بائیں جا زہد و تقویٰ کی فوج
کرے جا کے جو حبِّ جاہ کو اسیر
فضولِ کلام اس طرف ہے اگر
سخن بیہودہ کو کرے قتل جو
لڑائی کی ہونے لگی دھوم دھام
لگے کرنے میداں میں جان کو نثار
گل و غنچہ ہوتے تھے زخم بدن
ہوا حملہ جب لشکرِ دین کا

مقابل کرد ایک کے اک جواں
کہا شاہ نے ہے یہ رائے صواب
ہراول کو جو سخت مضبوط ہو
امیر خضوع کو ہو حکم حضور
کہ تا دے مٹا حبِّ دنیا کی کھوج
کہ ہے یعنی علم فنا جس کا نام
ہے تدبیر اُس کی یہ اس وقت پر
ملے جس جگہ پر فضولِ کلام
جواناں شجاعت دکھانے لگے
سمجھتے تھے زخموں کو باغ و بہار
نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھے وہ
گیا پاؤں اُٹھ فوج پر کین کا

گئی بھاگ فوج عدو اس زماں + لبوں پر ہوئی اُس کے دشمن کی جان

بھیجنا نفس کا آخر کار بخشی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تواضع کا تکبر سے اور فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا ؀

شہِ نفس یہ دیکھ کر ڈر گیا
سپر تیغ و زر مال بے انتہا
ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کر
کہ فوجِ خرد کو کرے تا کہ زیر
ہوا واقع جس وقت دونوں میں جنگ
تکبر کو لایا تواضع پکڑ
کہا لشکر اسلام یکبار گی
کریں جیسا چاہیں پھر ہم انتظام

وہ مرنے سے پہلے گویا مر گیا
کہا اب تو امداد کرنی ضرور
مرے حکم کی اب اطاعت تو کر
ادھر لشکرِ روح سے با سپاہ
تکبر پہ آخر ہوا عرصہ تنگ
خرد نے جو دیکھا کہ کارِ عدو
کرے حملہ جس سے ہو آوارگی
غرض کر کے ہر طرف سے ازدحام

بلا بخشی کبر کو پھر دیا
تو خود جا کہ لشکر میں آیا فتور
تکبر اٹھا جیسے غراتا شیر
امیر تواضع ہوا جنگ خواہ
کمند ایک گردن میں ڈال اور جکڑ
ہے مغلوب غالب ہے فوج نکو
کہ تا ہو دے آوارہ دشمن تمام
مٹانے لگے نفس و شیطاں کا نام

کیا حملہ ہر طرف سے آن کر
تبر خنجر و نیزۂ و ہم سناں
ہوئے قتل سردار لشکر فرار
سیہ بخت و مکّار و غدّار کو
شہِ روح کے لاکے آگے کیا
کریں قتل یا قید ہیں دیجئے
بدی کی بنا کر کے صورت بھلی
چلا جا طریقِ شریعت پہ تو

برسنے لگے اُن پہ تیر و تبر
برسنے لگا مینھ سا چاروں طرف
عزازیل بھی بھاگا ہو بے قرار
گلے پاؤں ہیں طوق و زنجیر ڈال
کری عرض حاضر ہے یہ بے حیا
بُرائی کا بدلہ بُرائی ہے یار
دکھادے اگرچہ یہ نفسِ دنی
یہ مکرِ شیاطین نہ آدے بکار

چھری گرز و شمشیر تیر و کماں
عدو کا لگا ہونے لشکر تلف
پکڑ لائے نفسِ تنبہ کار کو
بنا کر کے اس کا بہت زشت حال
یہ حاضر ہے جو چاہیئے کیجئے
نہ کر ظاہر اور باطن اک تو شمار
نہ کر تو خیال اُن پہ اے نیک خو
ہو تو حشر میں آخرش خوار و زار

حکم کرنا سلطانِ روح کا واسطے قتل نفس کے اور چھڑانا وزیرِ عقل کا نفس کو قتل سے اور زنداں میں رکھنا اس کو

غرض آیا جب نفس پکڑا ہوا
لگا سجدۂ شکر کرنے ادا
ہوا قید نفس اور لشکر تمام
ہوا اک میں تن کے فرخندہ فر
وزیرِ خرد کر کے مردوں کا کام
تو یہ شاہ نے حکم اس کو دیا
وجود ایسے مفسد کا از رہ بیاں
کرے گا فساد اور فتنہ بپا
وزیرِ خرد نے بجا کر ادب
خدا عفو کے حکم کو برملا
کرو اب معاف اس کی تقصیر کو
رہے حکم کے طوق میں روز چند
جو سرکش ہو گھوڑا بڑا قیمتی

شہِ روح کے پاس جکڑا ہوا
خدا کی طرف سے یہ ساماں ہوا
ہے شکرِ خدا دی فتح ہم کو عام
ہوا شرع کے حکم کا خوب زدر
شہِ روح کے یاں ہوا نیک نام
کہ حاضر ہو جلّادِ تقویٰ شتاب
فساد اور فتنہ کا ہے گا نشاں
تو پھر ذبح کرنا ہو اس کا محال
کیا عرض اے شاہِ والا حسب
نہیں مارنا اس کا اب خوب ہے
مگر حکم ہو طوق و زنجیر کو
رکھو اپنی خدمت میں اس کو سدا
نہیں مارنا اس کو بہتر کبھی

شہِ روح جا کر کے پیشِ خدا
کہ یہ دشمنِ بد پشیماں ہوا
وزیرِ خرد نفس کو زیر کر
گیا کفر اور فسق کا شر و شور
غرض نفس کو جب کہ آگے کیا
کرے قتل اس بد کو با صد عذاب
رہا زندہ گر یہ تو پھر وقت پا
ہے بہتر کہ دو ہار کریاں سے ٹال
ہے قرآں میں فرما دیا جا بجا
نہ قتل اس کا البتہ اسلوب ہے
ہو زنجیرِ شرعی میں یہ پائے بند
سفر کے لئے اپنا خادم بنا
مگر گھاس اور دانہ کم اس کو دے

www.maktabah.org

کرنا حکم ہو تیرے ہر دم رہے
کرے پہلے اس پر عطا شہریار
دیا حکم رہنے کا زنداں میں صاف
زیر جنگ اور بندگی بیگ کی
ہوا اس میں یہ اتفاق ایک روز
ترے حق میں جو وعدہ وصل تھا
کہ تیری ہے اس میں سراسر نجات
رہا حق میں ہو سست تو اے غبی
نہ ہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید
یہ جب نفس نے جانا اب تو اسیر
وزیر خرد سے کہ اے خوش ادا
عزازیل نے مجھ کو پر کھو دیا
وہیں اُس نے مجھ کو گمرہ کیا
ہوا اب تو سلطان کا میں مطیع
کہ اس صوبہ میں میں رہوں باطرب
جو ہو یہ عنایت تو پھر میں مدام
تو اک جگہ بس کروں میں نزول
جو روح طبیعی ہو تابع مرے
کروں جا کے واں اپنا میں انتظام
کہا عقل نے نابکار دروغ
رکھے بادشاہی کی بوائے کلاغ
بھلا شاہ سے عرض تو کیجیے
یہ سنتے ہی شہ ہو گیا بس خفا
کیا سو مصیبت سے قید اس کو لا
پکڑ کر قلعہ بھی بغاوت کرے

جو مارے اسے تیرا نقصان ہے
تو پھر پشت پر اس کے ہو دے سوار
ریاضت کی زنجیر پا ڈال میں کر
ہمیشہ رہے قید میں یہ شقی
کہا عقل نے نفس سے اے عمو
گنہ کر کے کیوں دور عقل سے ہوا
تو کر ساتھ ہو کر کے اب شاہ کی
چھڑادوں تجھے قید سے میں ابھی
شہ روح دے تجھ کو تکلیف سخت
ہوا قید میں روح کے ناگزیر
ہوں روز ازل سے میں شہ کا غلام
مرے کام سیدھے کو الٹا کیا
اسے چھوڑ کر اب تو حاضر ہوں میں
دلسکین کروں تجھ کو اپنا شفیع
مجھے ملک سے شاہ کے با فراغ
رہوں شہ کی خدمت میں مثل غلام
کہ روح طبیعی کا ہے وہ مکان
تو کچھ کام میرا نکلتا رہے
اطاعت کروں اور رہوں اس جگہ
سخن کو نہیں تیرے ہرگز فروغ
کہا نفس نے اے وزیر خرد
جو ہو حکم مجھ کو خبر دیجیے
لگا کہنے یوں شاہ روشن ضمیر
امیری اسے دی ہے پھر اب بھلا
ہے بہتر کہ رکھیں سدا قید ہم

وہ کر حکم میں تیرے جس سے رہے
غرض اس کی تقصیر کر کے معاف
گلے عجز کا طوق ڈالو مگر
لگا رہنے زنداں میں با درد و سوز
پھر آیا ہے کیوں تو نے جنت سے رد
بس اب توبہ کر اور ہوش کے ساتھ
عبادات و طاعات اللہ کی
وگرنہ ہمیشہ رہے گا تو قید
ہمیشہ رہے تیرا برگشتہ بخت
تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا
رہا شاہ کا لطف مجھ پر مدام
جو نیکی کا میں نے ارادہ کیا
مخالف ہوں گر شہ کا کافر ہوا میں
کہ سلطان دے مجھ کو کچھ اک اب
لئے قلعہ ہے نام جس کا دماغ
اگر یہ شہنشہ نہ رکھے قبول
مجھے حکم رہنے کا ہو وے وہاں
مجھے شاہ ان دو سے دے اک مقام
یہ پیغام جا کر مرا شہ سے کہہ
مفید ہے تسپر بھی اندر دماغ
تجھے اس سے کیا جو کرے رد و کد
وزیر خرد نے کیا عرض جا
کدھر ہے تری عقل اب اے وزیر
کہ تا ملک میں جا شرارت کرے
اسے پانی اور دانہ دیں بس وہ کم

خبر دار نہ کیونکہ اس سے اپنی خوب کام
جو میں چاہوں دو ڑاؤں میں اسکو سمت
نہ یہ مکر بھی نفس کا جب چلا
قبولا بدا راہ حج دز گوا ۃ
ولے وقت بے وقت پا کر کے راہ
تو کرتا شرارت کچھ اس وقت پر
کرو نفس کے ساتھ اپنے جہاد
کہیں اس کو شرع میں اصغر جہاد
ہیں تفصیل اور شرح اس کی تمام
نبیؐ نے کہا اس کو اک حرف میں
یہ جو میں نے تجھ سے بیاں کر دیا
چلا جا رہے جنت میں اپنے خیال
رہے تیرا دشمن تری گھات میں
تو رکھ اپنے لشکر کو آراستہ
کہ جو شاہ لڑنے میں کامل ہے ہوشیار
کہ ہے مستعد دہ نرے قتل پر
لیا نفس سے کر حساب ہر گھڑی
خبر دار دونوں کے رہ حال سے
جو غفلت میں تیری گئی عمر سب
ڈر اس خواب غفلت سے ایجاں شتاب
کرو ہر گھڑی حق تعالیٰ کو یاد
مٹا دل سے تو خواب غفلت کا حرف
رہے موت ہر دم تری گھات میں
اس عالم سے آخر گذرنا تجھے

سفر اور حضر میں رہے پھر غلام
وہ ملکوت و جبروت اور لاہوت میں
تو ناچار یاد حق کی کرنے لگا
غرض قیدیوں کی طرح سے سدا
طرف دوسرے اپنی کرتا لگا
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
کہ ہے گا جہاد اکبر اس سے مراد
یہاں سے نبیؐ نے رجعنا[۱] کہا
بیاں کی ہے کر غور اے نیک نام
کہا میں جو کچھ کر عمل اس پہ تو
نہاں راز کو اب عیاں کر دیا
سدا اپنے دشمن سے ہشیار رہ
تو رہ تو بھی اس کی خرابات میں
رئیسان لشکر کی تو رکھ خبر
وہ کب اپنے لشکر سے غافل ہوا
تو ہشیار ہر لحظہ رہنا ضرور
نہیں تو سمجھ تجھ پہ آفت بڑی
جوان دو سے تجھ کو نہیں کچھ خبر
ہو دشمن کے اوپر تجھے فتح کب
حساب اس سے ہر آن لیتے رہو
رہو نفس پر کرتے ہر دم جہاد
کسی کو جو بخشش دشمن سے جنگ
تو مشغول اس کی ہے ہر بات میں
تو غافل ہے پھر کس لیے اے عزیز

وہ رزگار ہو میرا طاعت کے وقت
رہے میری خدمت میں الغرض غلین
لگا کرنے طاعت صوم و صلوٰۃ
وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا
کبھی داؤ اگر تھا اس کا اگر
کہ ہے نفس دشمن تمہارا بڑا
جو موسن کرایا کافر بنا پر جہاد
بیاں کر دیا اس کا میں نے تمام
کری عمر تفصیل میں حرف میں
کہ تا روز محشر میں ہو سرخ رو
کیا کر تو اس پر ہمیشہ عمل
نہ سو خواب غفلت میں بیدار رہ
کھڑا ہے عدو جنگ کے واسطے
کہ تا پا دے دشمن کے اوپر ظفر
نہیں اپنے دشمن کی تجھ کو خبر
محاسب ہو اس نفس کا بے قصور
امیروں سے تو نفس اور روح کے
تو اس جنگ میں تو ہے عاجز مقر
یہ بس نفس ہو روح پر فتحیاب
بدی پر سزا اس کی دیتے رہو
تو کر یاد میں حق کی ہر سانس صرف
رکھے مستعد فوج کو بیدرنگ
جو ٹھیرا ہے اے یار مرنا تجھے
نہیں تجھ کو اس بات کی کچھ تمیز

[۱] حدیث شریف میں ہے رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ۱۲

www.maktabah.org

یہ سب ہوئے گا معلوم مرنیکے کے وقت
نہ آوے گا کچھ کام اُس وقت واں
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
تو غافل ہے کیوں اس سے دن رات میں
تو کر قتل نفسِ تباہ کار کو
نہ غافل ہو اک دم نہ اک آن سُست
کہ اک لحظہ مرنے سے غافل نہ ہو
کر اس خار سے ملک کو تن کے صاف

الٰہی الٰہی الٰہی آلہ
لعیں نفس و شیطان مکار نے
مرا ملک جاں خالی ہو غیر سے
ملاقات کا تیری جو بندہ ہوں
ترا حسن اک شہرہ آفاق ہے
شراب محبت کا پیتا ہے جام
سوا تیرے تبلا یہاں کون ہے
طرف اپنے کوچہ کے دے مجھ کو راہ
خصوصاً گنہ مجھ گنہگار کے
رہا خواب غفلت میں بے خلل
کرم سے مرے کام آسان کر
تو راضی ہو جسمیں وہ لے مجھ سے کام
مرا دل غمِ عشق سے ریش کر
کر دل سے قرار اور جاسے ہوش
مرے دل کو رکھ اپنی جانب رجوع

تجھے اس جہاں سے گزرنیکے وقت
تجھے چار و نا چار مرنا ضرور
جہاد اپنے تو نفس سے کر سدا
مخالف جو ہو یار کی راہ میں
اور اُس کے تمامی مددگار کو
بس اک نکتہ پر ختم کی ہیں کلام
کبھی مکر دنیا پہ مائل نہ ہو
الٰہی بحقِ نبیؐ پاک ذات
اُٹھا کر اب امداد دستِ دعا
دعا مانگ حق سے بصد التجا
مری نفس و شیطاں نے ماری ہے راہ
ذرا لشکرِ عشق کو حکم ہو
ہو آباد جاناں کی نت سیر سے
ترے در سے ہے سب کو عجز و نیاز
ہر اک تیری صورت کا مشتاق ہے
نہ کیوں کر ہوا ہم تیری جانب رجوع
عیاں اول آخر یہاں کون ہے
الٰہی گنہ سب کے اب بخشدے
فقیر اور حقیر اور نتبہ کار کے
نہیں نیک عمل کچھ مرے پاس آہ
نظر مجھ پہ رحمت کی ہر آن کر
مئے عشق سے اپنے اک جام دے
یہ دردِ الم بیش سے بیش کر
رہے دل میں یوں آتشِ عشقِ یار
کرے مہر روز تیرا اُس میں طلوع

سوا حسرت افسوس کے اے میاں
سفر کے لئے توشہ کرنا ضرور
رہے ہے یہ دشمن تری گھات میں
اُسے ڈالدے قہر کے چاہ میں
لڑائی میں رہ اسکی دن رات چست
بقول محمدؐ علیہ السلام
ہمیشہ تو کر نفس کے برخلاف
تجھے بھی ہو اس نفسِ بد سے نجات

لیا گھیر اب فوج اغیار نے
کرے قتل گر فوج اغیار کو
الٰہی میں عاجز ترا بندہ ہوں
کرم تیرا ہر اک کا ہے چارہ ساز
ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام
ترا مہر وحدت سے سب پر طلوع
الٰہی الٰہی برائے آلہ
چھپے یا کھلے سب کے سب بخشدے
کہ مجھ سے ہوا کچھ نہ اچھا عمل
سوا تیرے فضل و کرم کے آلہ
شرابِ محبت کا دے مجھ کو جام
اسی درد سے مجھ کو آرام دے
کرے عشق آ مجھ میں جوش و خروش
کہ گرمی سے اس کی نہ پاؤں قرار
ہو روشن ترے نور سے شمعِ جاں

کہ دیکھوں ترا نا جمال ہر زماں
میں دیکھوں نظر کو اٹھا کر جدھر
بحقِ نبیؐ اور آلِ رسولؐ
بحقِ علیؓ اور عثمانؓ پاک

مجھے اپنی صورت میں یوں محو کر
سوا تیرے آوے نہ کوئی نظر
بحقِ ابوبکر صدیقؓ دیں
رہے محو تجھ میں مری جان پاک
ہزاروں درود اور ہزاروں سلام

رہے مجھ کو اپنی نہ اصلا خبر
الٰہی دعا میری ہو دے قبول
بحقِ عمرؓ شاہِ والا یقین
پڑھا ان سب پہ امداد تو صبح و شام

خاتمۃ الرسالۃ

بس اب ہو چکا یہ رسالہ تمام
بچے نفس و شیطاں سے وہ بے خیال
غرض جب ہوا یہ رسالہ تمام
کسی مردِ حق نے بصد پر ضیا
سن و سال ہجری خیر الانام

پڑھو اس کو اے دوست تو صبح و شام
مرے بھی لئے کیجیو اب دعا
جہادِ اکبر اس کا رکھا میں نے نام
کیا میں نے ہندی ملا کر کچھ اور
تھے بارہ سو اڑسٹھ ہوا جب تمام ۱۲۶۸
الٰہی تو کر رحم شام و سحر

پڑھے اور کرے جو کہ اس پر عمل
کہ ہوں نفس و شیطاں کے شر میں پھنسا
یہ مضمون تھا فارسی میں لکھا
کہ تا خاص اور عام سمجھیں بقدر
مؤلف و کاتب دخواہندہ پر

تمت

مستند علماء کی مستند کتابیں شائع کرنے والا ادارہ دارالاشاعت
مولوی مسافر خانہ کراچی علـ

www.maktabah.org

مثنوی تحفۃ العشاق

حمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیحد ہے سزاوار احد
ہیں احد میں محو سب مجد و جد

حمد اسکو ہے کہ بے شان و نشاں
وحدت اپنی کی ہے کثرت سے عیاں

حمد ہے اسکو کہ در باغ وجود
ہر روش ہر رنگ کی اپنی نمود

حمد ہے اسکو جو ہے موجود یار
اوّل و آخر نہاں و آشکار

۲ حمد عالم میں کرے ہے جس کی تو
سب اسی کو پہنچتی ہے مو بمو

دو جہاں سے آئینہ رخسار جاں
ذرہ ذرہ سے ہے حسن اسکا عیاں

گر کرے اوصاف و تعریف و صفات
ہیں حقیقت میں وہ سب اوصاف ذات

موج و کف کو بحر سے دوری ہے کب
اصل کو سایہ سے مہجوری ہے کب

حمد خلقت کی ہے خالق کی ثنا
کیونکہ ہے مخلوق کی اس سے نبار

حمد اس کی کیا کسی کی تاب ہے
مادح ممدوح وہ خود آپ ہے

ہے یہی توحید و تحمید و ثنا
اپنی ہستی کو کرے اس میں فنا

ہے یہی تنزیہ توصیف غفور
وصف اوصاف خودی کر اپنے دور

ہے یہی تسبیح و تحلیل تمام
محو کر تو دوسرے کا دل سے نام

جتنی موجودات و مخلوقات ہے
سب اسی کی حمد میں ذرات ہے

آسماں شمس و قمر انجم تمام
عشق میں اس کے ہیں سرگرداں مدام

بیخود و بیہوش و بے آہ و فغاں
کرتی ہے رو رو کے بس دریا رواں

فرش سے تا عرش موجودات سب
مست و لایعقل ہیں اندر عشق رب

حمد ہے اسکو جو خود موجود ہے
اور سوا اس کے جو ہے نابود ہے

حمد ہے اسکو کہ باچندیں و چوں
سب میں ہے اور سب سے بیچون و چگوں

حمد ہے اسکو کہ با صد زیب و فر
ہر زباں ہر شان میں ہے جلوہ گر

ہے وہ بے علت سزاوار ثنا
علت و معلول ہیں اسمیں فنا

کیونکہ عالم میں نہیں ہے غیر یار
حامد و محمود ہے آپ آشکار

نقش کی گر حمد تونے فاش کی
در حقیقت حمد ہے نقاش کی

ہے صفات ذات اک کب فرق ہے
نور خود خورشید میں بس غرق ہے

یعنی موج اور بحر سایا در اصل
ایک ہمیں رکھتے نہیں آپس میں فصل

حمد کیا اسکی کرے کوئی بشر
عقل اور اوراک کے جلتے ہیں پر

ہے حقیقت میں یہی بس حمد یار
یاد تو اسکی کرے لیل و نہار

ہے یہی تعظیم و حمد کردگار
رو برو اسکے ہو تو بس خوار و زار

ہے یہی تشریف و تکریم خدا
حکم پر اسکے کرے جان کو فدا

قول پیغمبر ہے لا احصے ثنا
کر سکے پھر اور کون اس کی ثنا

دیکھتا ہے جسکو تو بے گوش و لب
ظاہر و باطن کریں ہیں حمد رب

عشق کی اسکے زمین پیکر شراب
ہے بڑی بدمست و مدہوش و خراب

ہے زمین و آسماں میں جو کہ شے
عشق میں اسکے ہر اک مدہوش ہے

دیکھ لے ذرات عالم کو تمام
ہیں شراب عشق سے بیخود مدام

اصل ہے سودائے عشق ہے اسکی تمام / سب درختان جہاں رقصاں مدام
کیا ملک کیا انس و جن کیا وحش و طیر / عشق بنگی ہے ہراک کی جسمیں سیر
مست انسان ہے شراب خاص سے / عشق میں دیتا ہے جل اخلاص سے
مست جام عشق سے ہیں عاشقاں / فانی و باقی ہیں اس سے عارفاں
مومناں مخمور از جام طہور / کافراں ہیں مست پیکر آب شور
صومع و مسجد کنشت و دیر ہیں / شہر جنگل جا رشر و خیر ہیں
گر بظاہر ہے ہراک کا یار اور / پر ہے باطن میں وہی کیجے جو غور
ہے جمال حق سے ہر دل آشنا / ہر لقب میں کرتا ہے اسکی ثنا
سارے عالم کا وہی معبود ہے / سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے
رابطہ اسکو ہے سب کی جان سے / بالواہر اک ہے اس کے خوان سے
ایک جرعہ سے ہوا بیہوش ایک / کر گیا دریائے کو نوش ایک
غرق ہیں دریا میں سب جویائے آب / مست ہیں ہستی میں اور مانگیں شراب
ہیں عجب بیخود تماشا ہے عجیب / در بدر پھرتے ہیں در گھر میں حبیب ۳
مظہر ہادی شہ آگاہ ہے / مظہر اسم مضل گمراہ ہے
ہیں اسی خورشید کے سائے تمام / بر شجر بر حجر برد بر در دیوار و بام
چھوڑ سایہ خور کی ہو جانب رواں / تاکہ ہو سر یقین تجھ پر عیاں
جب تلک رکھے نہ دریا میں قدم / مار اس مسئلہ میں تو ہرگز نہ دم
دیکھیو تو فرق مراتب پر نظر / تا نہ ہو ایمان میں تیرے ضرر
ہوش کر تک ہوش سے بیہوش ہو / اپنی ہستی سے ذرا خاموش ہو

کوہ دشت و بحر و بر بالا و پست / سب شراب شوق سے اسکے ہیں مست
جملہ عالم کیا عقیل و کیا وحوش / ہیں شراب عشق سے سب درد نوش
انبیاء مسرور جام وصل سے / اولیا مخمور بادہ اصل سے
اہل باطن جام وحدت سے ہیں مست / اہل ظاہر درد کثرت سے ہیں مست
زاہد اسکے جام سے گم کردہ ہوش / رند اور او باش اسکے درد نوش
مومن و ترسا و رند خرد خوار / عاشق اسکے ہیں نہاں و آشکار
اس کا جو یا ہے ہر اپنے طور پر / ایک سے ہے دوسرا بس بیخبر
ہے ہراک کا ذکر اور تسبیحات اور / ڈھونڈتا ہے اسکو ہراک اپنے طور
ہے ہراک کو مستی دل شوق اور / رکھتی ہے ہوں جان اسکا ذوق اور
ایک سے اک گھونٹ سے گم کردہ ہوش / کر گیا ہے دوسرا دریا کو نوش
الغرض ہر ایک با انداز خمار / بیخود و سرمست ہے جویائے یار
غرق ہیں پانی میں اور پیاسے ہیں آہ / بیخود و سرمست ہیں اور بادہ خواہ
ہر کوئی ہر اسم سے ہے فیضیاب / کوئی آسودہ ہے اور کوئی خراب
گرچہ اک دریا کی ہیں گو موجیں ضرر / ایک رنگا رنگ ہے ان کا ظہور
عارضی ہیں چند مدت کو یہاں / ہونگے آخر اصل میں اپنے نہاں
کر نظر دریا میں موجوں کو گذار / تاکہ ہو معلوم تجھ کو سر یار
یعنی مت بیحال اس میں قال کر / حال ہو گر تو کشادہ بال کر
بس نہ کر امداد تو زیادہ کلام / تا خرابی میں نہ پڑجا فہم عام
ہٹ ادھر سے اور اٹھا کر ہاتھ تو / کر طلب اس سے اب اسکی ذات تو

مناجات بجناب الٰہی تعالیٰ شانہ

عرض کر اس سے کہ اے جان جہاں / بے ترے ہرگز نہیں ہے جانمیں جاں
اے مرے معبود اے میرے الہ / ہے تو ہی مقصد دل بے اشتباہ
اے مرے مطلوب دل مطلوب جاں / اپنے ملنے کا بتا کوئی نشاں
ہجر سے زیادہ مصیبت کچھ نہیں / اس سے بہتر ہے کہ مر جاؤں کہیں
کیونکہ جو جان و اصل جاناں نہیں / جان ہے جاں ایک جانمیں جاں نہیں
یا الٰہی مجھ کو مجھ سے دور کر / تاکہ رہوں تجھ سے تجھ کو اک نظر
اے مرے محبوب اے میرے حبیب / ہوں غم دوری سے مرنے کے قریب
جو سر دے تو جان کو راہ وصال / جان لے تجھ بن ہے جان مجھ پر وبال
کب تلک یا رب رہوں تجھ سے جدا / جلوہ گر ہو مجھ کو کر مجھ سے جدا
دو جہاں سے کچھ نہیں مجھ کو طلب / تجھ سے کرتا ہوں ولے تجھ کو طلب

دونوں عالم سے نہ مجھ کو کار ہے
پر تو ہی تجھ سے مجھے درکار ہے

مناجات دیگر

یاالٰہی تو ہے رحمان و رحیم
صاحب جود و کرم فضل عمیم

یاالٰہی تو ہے خلاق جہاں
مالک دارین شاہ انس و جاں

تو ہے سلطان دو عالم سب فقیر
تو ہے زور آور قوی اور سب حقیر

گرچہ دو عالم سے ہے تو بے نیاز
بیکسوں بیچاروں کا تو ہے چارہ ساز

دستگیر بیکساں ہے تیری ذات
مستغیث عاجزاں ہے تیری ذات

مونس غمخوارگاں ہے تیری ذات
چارۂ بیچارگاں ہے تیری ذات

ہے پناہ بے پناہاں تیری ذات
ہے عفو پر گناہاں تیری ذات

ہے مریض لادوا کی تو دوا
ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا

آسرا بے آسروں کا ہے تو ہی
بے سہاروں کا سہارا ہے تو ہی

ہے مرے ہر درد کی تو ہی دوا
ہے تو ہی مرہم مرے ہر زخم کا

ہے انیس وحشت فرقت تو ہی
ہے رفیق شدت غربت تو ہی

مرا مونس بیکسی میں ہے تو ہی
میرا حامی بے بسی میں ہے تو ہی

رنج و غم میں ہے مرا غمخوار تو
تنگی و سختی میں حامی کار تو

تو ہی خالق تو ہی رازق تو ہی رب
دوسرا تجھ بن ہے میرا کوئی کب

الغرض ہر کام کا میرے کفیل
ظاہر و باطن تو ہی ہے بے دلیل

لیک صد حسرت بایں لطف و عطا
میں کروں ہر دم تری جرم و خطا

پر کروں کیا آہ تیرے حلم و خیر
کرتے ہیں مجھ کو گناہوں پر دلیر

ہے یقیں گر عمر بھر عصیاں ہو اب
پیش خورشید کرم ہوں محو سب

گر تری بخشش کا نکلے آفتاب
ہو شب جرم و خطا روز ثواب

ہو طلوع تیرا اگر ماہ نجات
ظلمت عصیاں ہو نور صالحات

گر ترا دریائے رحمت جوش کھا
مثل خس دے سب گناہوں کو بہا

لطف و احساں کیا کروں تیرا رقم
کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم

قطرۂ ناپاک سے مجھ کو بفضل
کر دیا پاک و لطیف و خوب شکل

گھر میں مومن کے مجھے پیدا کیا
عقل و علم و نور دیں مجھ کو دیا

پھر کرم پر یہ کرم مجھ پر کیا
اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا

یعنی دار الکفر سے مجھ کو نکال
لایا بیت اللہ میں بے قیل و قال

گرچہ میں لائق نہ تھا دربار کی
پر تری رحمت نے کی غمخوارگی

تھا گناہوں کی نجاست میں بھرا
ظاہر و باطن میں سر سے تا بپا

کی نہ میرے جرم و عصیاں پر نظر
کر کے اپنے لطف احساں پر نظر

اپنی رحمت کے پیادے بھیج کر
کھینچ بلوایا مجھے یاں سر بسر

کر دیا اپنے مشرف دار سے
رکھیو مت محروم اب دیدار سے

لایا گر گلشن میں خارستان سے
دور مت کیجو اب اس بستان سے

گرچہ میں نالائق دربار ہوں
پر اسی گلشن سے ہوں گو خار ہوں

ہوں پڑا گرچہ برا ہوں یا بھلا
چھوڑ اس در کو کہاں جاؤں بھلا

منہ مرا اس در کے گر قابل نہیں
پر کروں کیا دوسرا بھی در نہیں

گر لگاڑا تو نے اے شاہ جہاں
پھر بنا میرا ٹھکانا ہے کہاں

اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہیں
آستانا تیرا ہو اور میری جبیں

یوں ہوس ہے اب تو اے پروردگار
یہ تیرا کوچہ ہو اور میرا غبار

کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھے
ہو تری خواہش یہ خواہش ہے مجھے

ہے مجھے شاہی گدائی میں تری
ہے نوا سب بے نوائی میں تری

خواری و رسوائی و ذلت مری
تیرے کوچہ کی ہے سب عزت مری

عزت و ذلت تمامی شکر و صحو
ہے رضا و نارضا میں نیز محو

تو ہے گر راضی تو ہے عزت مری
تیری ناراضی ہے بس ذلت مری

الغرض پھر پھر کے آخر در بدر
اب تو آرکھا ہے تیرے در پہ سر

مو بمو سر کو مرے اے بے نیاز
گر بنا سجدے سے اپنے سرفراز

یوں ہی آنکھوں کو بھی میری سر بسر
جلوۂ دیدار سے روشن تو کر

گو مرے کانوں کو اسرار کا گھر
سر بسر سر میں ہو اے شوق [illegible]

چشم کو کر چشمۂ آب زلال
سبز تا ہو گلشن ذوق وصال

پاک ہو جس سے مرا گرد دماغ
بوئے دلبر سے معطر کر دماغ

محو کر بینی کو اندر بوئے یار
جس سے پہنچوں تا بباغ روئے یار

بوئی وحدت سے ابھی کر لب بلب
محو ہوں جس سے خیال غیر سب

دو جہاں سے کرکے مجھ کو بے نیاز
دولت دیدار سے اپنے نواز

غفلت و سستی و ظلمت کرکے دور
کر عطا چستی و چالاکی و نور

دور کر کبر و ریا عجب غرور
بخش عجز و مسکنت اخلاص نور

بخش گنج فقر و درویشی مجھے
سکر و مستی محو بے ہوشی مجھے

دے شراب نسبتی کا مجھ کو جام
لوح دل سے محو کر ہستی کا نام

دھو مرے دل سے دوئی کا حرف نام
تا تمیز ما و تو اٹھ جا تمام

اے دعا گو ختم کرکے یہ دعا
ہو رجوع اب جانب خیر الوریٰ

کر وسیلہ اسکو اے امداد تو
وصل سے حق کے ہو تا دلشاد تو

گر تو طالب ہے وصول اللہ کا
چل پکڑ دامن رسول اللہ کا

ہو کہ اے امداد اللہ کا وصال
بے وسیلہ کسے جا ہے مجال

نعت شریف پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ختم کرکے یہ مناجات نکو
کر وسیلہ ذات پیغمبر کو تو

حامد و محمود حمد و ح خدا
احمد مرسل محمد مصطفےٰ

زینت تاج رسالت ہے وہ ذات
رونق تخت نبوت ہے وہ ذات

ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال
محرم خلوت سرائے لایزال

بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی
بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی

مہرباں مثل پدر سب پر میاں
روز محشر شافع خورد و کلاں

عزت شاہی و فخر سروری
شان بخشش مسند پیغمبری

بہتری کے ملک کا بہتر ہے تو
بہتری کے بحر کا گوہر ہے تو

ہے امین فخر افلاک وہ
تاجدار کشور لولاک وہ

روشنی عرش نور لامکاں
شمع بزم عالم کون و مکاں

رونق گلزار محبوبی ہے وہ
عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ

شہ سوار عرصۂ چرخ و سما
باز خوش پرواز معراج علا

راحت و روح روان کائنات
زندگانی پرورش جان حیات

باعث ایجاد عالم ہے تو ہی
موجب بنیاد آدم ہے تو ہی

گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ نکو
یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو

ہے وہ سرمایہ وجود کائنات
دونوں عالم سے ہے مقصود اسکی ذات

ہے وہ بیشک بالیقیں نخل وجود
اول و آخر وہی اصل وجود

ہے یہ سب اسکے لئے اے نیک بخت
واسطے جسکے ہی ہوتے ہیں درخت

گر ہوا آخر ہیں وہ شاہ جلیل
پر ہے ظاہر اس کے سبقت کی دلیل

گرچہ ہے پیچھے انبیاء کے ظاہرا
پر حقیقت میں ہے سبکا پیشوا

گرچہ آخر ہے ثمر اول شجر
کب شجر ہوتا نہ ہوتا گر ثمر

جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا
پس ثمر ہی اول و آخر ہوا

کیا کمال میوہ میں نقصان ہے
جو وہ اول سابق بستان ہے

میوہ کو سبقت ہوئی جب باغ پر
ہے وہ اول وہی آخر سر بسر

بس سمجھ لے اس سے تو اے ہمنوں
رمز نحن الآخرون السابقون

ہے وہی شاہ جہاں سب اسکے طفیل
ہے وہی مقصود کل باقی طفیل

پڑھ تو امداد اسپہ صلوٰۃ و سلام
آل اور اصحاب پر اسکے تمام

در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

چار یار اس کے ہیں چاروں خاص حق
ساری امت پردہ رکھتے ہیں سبق

ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ
دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی

چاروں پیغمبر کے ہیں برحق وزیر
ملک اسلام انسے ہے رونق پذیر

زیب ایوان شریعت ہیں یہ چار
رونق باغ طریقت ہیں یہ چار

ہیں یہ ملک معرفت کے شہریار
ہیں حقیقت کے چمن کی یہ بہار

قلعۂ دیں کی ہیں یہ دیوار چار ملت حق کی ہیں یہ انہار چار
ہیں طریق حق کے چاروں رہنموں ہیں یہ ایوان خلافت کے ستوں
ہے یہ ملک اسلام کی سرحد چہار جو ہو باہر انسے ہے مردود خوار
بحر وحدت میں ہیں چاروں غوطہ زن ہے حقیقت ایک ظاہر چار تن
جو کہ دو سمجھے انہیں احول ہے وہ دو جہاں میں بے شبہ بیکل ہے وہ
جو کوئی انسے ہوا بد اعتقاد ہے وہ دو عالم میں بیشک نامراد

در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین

جو ہیں اہل بیت اور آل رسول گلشن دیں کے ہیں سب مقبول پھول
ہے ہر اک ان سیکا بیشک و یقیں مغز ملت جان ایماں روح دیں
جسقدر ہو انسے الفت میں کمی اس قدر ہے دین ملت میں کمی
ایک کا بھی انسے جو بدخواہ ہو راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو
جتنے ہیں اصحاب پیغمبر تمام ہے ہر اک انجم ہدایت والسلام
اک صحابی سے بھی گر ہو سوء ظن ہے وہ بیشک لائق گردن زدن

در بیان باعث نظم و تصنیف این مثنوی مسمیٰ بہ تحفۃ العشاق و مدح عشق و قدح عقل جزوے

بھیج تو ان سب پہ صلوٰت و سلام ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم صبح و شام
ہو گیا اے دوستو یوں اتفاق باعث تحریر بر نظم پر مذاق
رہتا تھا مسجد میں اپنے متصل مجمع علماء و صلحا اہل دل
ایکدن پڑھتا تھا میں نفحات انس لے رہے تھے حق سے سب نفحات انس
جوش پر تھا بحر علم عارفاں ہو رہے تھے گوہر معنی عیاں
۶ حاضرینکے دلمیں وہاں اے شاہ حق کھل رہا تھا گلشن عرفان حق
اولیا کا حال سن مسرور تھے ماسوائے محو غرق نور تھے
رفتہ رفتہ قصۂ تحفہ کا ذکر آ گیا اس عاشق خستہ کا ذکر
سن کے ان کی شان و شوکت جاہ عشق ہمت مردانہ اندر راہ عشق
بول اٹھا ہر اک بصد ذوق سرور ہے یہ قصہ نظم کے لائق ضرور
خاص کر قطب زماں شاہ وفا آفتاب معرفت بحر صفا
کامل اکمل ولی بے بدل عاشق ذات خدائے لم یزل
صاحب ارشاد و تلقین سبق عاشق صادق شہید راہ حق
برگزیدہ دو جہاں مقبول رب مشرب چشتی و فاروقی نسب
یعنی شیخ حافظ محمد ضامن آپ مجھ کو فرمانے لگے کر کے خطاب
نظم کر اس قصۂ پر درد کو گرم کر اک بار ہر دل سرد کو
مثنویاں ہیں مجازی عشق میں پر بہت کم ہیں حقیقی عشق میں
قصۂ تحفہ اگر منظوم ہو رتبۂ عشاق حق معلوم ہو
ریختہ میں نظم کر اسکو تمام تا کہ سمجھیں اسکو سارے خاص عام
جان لے تا ہر کوئی بے قیل و قال عاشقان حق کا یہ ہوا ہے حال
دعوی جو کرتے ہیں جھوٹا عشق کا ہوش میں ہوں سنکے رتبہ عشق کا
تا سنیں گفتار عشق حق سے گرم ہوکے بس دل سنگ ہوویں موم نرم
عاشقان صادق بھی سنکر جاہ عشق چاق اور چوبند ہوں اندر راہ عشق
جان لیں تا عشق کی سب رسم و راہ چاہنے کو اپنے کرتا ہے نباہ
عاشقاں رکھتے ہیں سر ہتھیلی پہ دھر ہے یہ راہ عشق نے نانی کا گھر
عشق ہے جاں اک بلائے جانگداز ہے ازل سے دوست کش دشمن نواز
عشق کا سب سے الگ ہے رنگ و ڈھنگ ہے ازل سے عقل میں اور اسمیں جنگ
عقل چاہے ہے کہ ہو عیش و فراغ عشق ہے چار نج و غم سینہ پہ داغ
عقل چاہے ہے عزت جاہ و جلال عشق ذلت خواری و درد و ملال
عقل چاہے ہے عیش و ملک و سلطنت عشق عجز و فقر و فاقہ مسکنت
عقل چاہے ہے عیش و عشرت خرمی عشق درد و کلفت و رنج و غمی

عقل چاہے ہے کہ ہو شیر و شکر
عشق کہتا ہے کہ کھا خون جگر

عقل کہتی ہے کہ چل گلزار میں
عشق لیجاتا ہے کوئے یار میں

عقل چاہے ہے قباؤ پیرہن
عشق کرواتا ہے سامان کفن

عقل کہتی ہے کہ کر عیش و طرب
عشق کہتا ہے کہ سہ رنج و تعب

عقل کہتی ہے کہ چل بازار میں
عشق لیجا جنگل و کہسار میں

عقل چاہے ہے دولت مسروریاں
عشق چاہے ہے سو بلاؤ خواریاں

عقل لیجا گلشن و گلزار میں
ڈالتا ہے عشق جلتی نار میں

عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ
عشق کو ان سے ہمیشہ سے ہے جنگ

عقل میں اور عشق میں رہتی ہے لاگ
عشق جب آیا تو جائے عقل بھاگ

ہو کہ حضرت عشق کا جس دم ظہور
عقل سر سے جائے اور دل سے سرور

عشق کیا ہے درد و غم کی کان ہے
غیر دلبر کا عدوئے جان ہے

کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں
رنج میں راحت کو کرتا ہے عیاں

نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق
دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق

خاک میں جسکو ملا دیتا ہے عشق
تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے عشق

درد میں اس کے دوا ہے سر بسر
مرض میں اسکے شفا ہے سر بسر

مارنا اس کا جلا دیتا ہے جاں
توڑنا اس کا ملا دیتا ہے جاں

رنج میں اس کے ہے گنج بیکراں
مرگ ہے اس کی حیات جاوداں

عشق کے برعکس ہیں سب کاروبار
نار کو اسکے سمجھ تو سو بہار

اس کی ویرانی کو آبادی سمجھ
خار کو گل غم کو تو شادی سمجھ

کلفت و تکلیف کو راحت تو جان
فقر اور فاقہ کو سود و دولت تو مان

عشق کی ذلت کو تو عزت سمجھ
خواری و زاری کو حرمت سمجھ

عشق کی تعریف ہو کس سے بیاں
ہے ستم میں اسکے سو شفقت نہاں

قہر صورت رحمت پنہاں ہے عشق
اور طبیب درد بیدرماں ہے عشق

اول آخر ظاہر و پنہاں ہے عشق
دونوں عالم جسم ہیں اور جاں ہے عشق

ہے بیان عشق تو بس بے بدل
اب کرو ارشاد حافظ پر عمل ۷

انکے فرمانکو میں نے بے عذر
رکھ لیا سر پر سعادت جان کر

رجوع بقصہ

گرچہ مجکو شعر گوئی میں نہ تھا
دخل کچھ پر حکم کو لایا بجا

توڑنا موتی کا ہے آسان تر
نے کہ حکم بادشاہ بحر و بر

لیکن ان کے گوہر ارشاد کو
حفظ دل میں لیا رکھ شاد ہو

وقت فرصت دیکھتا تھا یہ کہ جو
حکم پر اس شاہ کے تعمیل ہو

پر نہ دیتا تھا مجھے فرصت زماں
تا لکھوں اس نظم کو با شوق جاں

لایا اتنے میں زمانہ اور رنگ
ہو گیا کچھ اور ہی عالم کا ڈھنگ

ہو گئے پس حضرت حافظ شہید
شام غم ہم کو ہوا اور روز عید

فرقت جاناں سے بس ہو کے تنگ
جان جاناں پہ فدا کی بیدرنگ

خوش نہ آئی اس جہاں کی رنگ و بو
چلدئے بس جنت الفردوس کو

ہم بیچاروں کو تڑپتا چھوڑ کر
سوئے حق راہی ہوئے منہ موڑ کر

وہ تو واں جام شہادت پی رہے
زہر غم کھانیکو یاں ہم جی رہے

وصل سے حق کے ہوئے وہ بہرہ ور
پیتے ہیں حسرت سے ہم خون جگر

ناز نعمت میں ہیں وہ مشغول واں
خاک و خوں میں لوٹتے ہیں ہم یہاں

جام کوثر سے ہوئے وہ لب بلب
چاہتے ہیں پیاس سے ہم اپنے لب

آپ تو جا کر کیا جنت میں گھر
کر دیا سرگشتہ ہم کو در بدر

آپ تو راحت کے ساماں لے گئے
مایہ رنج و الم یاں دے گئے

آپ تو بے رنج و غم مثل عروس
جا کیا تخت شہادت پر جلوس

لے لیا عیش و طرب اور ناز و نعم
رکھ دیا سر پر ہمارے کوہ غم

عیش و عشرت میں ہوئے مشغول یوں
ایک لخت ہم کو گئے بس بھول یوں

عیش میں ہم کو دیا بالکل بھلا
حق الفت اور قرابت سب گیا

دعوۂ حب و قرابت کر گیا
خواجہ تاشانی کا بھی کیا حق نہ تھا

بیخبر ہم سے اگر رہنا تھا یوں
ساتھ اپنے لے گئے ہم کو نہ کیوں

گرچہ ہم لائق نہ تھے درگاہ کے کفش برداری میں رہتے شاہ کے شاہ گو زیبا ہے کہ تنہا اردوی گو مہبت خادم نہیں تھوڑے سہی

دربیان محرومی وندامت برحال خود حسرت مفارقت بزرگان ویاران طریقت واظہار غم جدائی ایشاں

آہ واویلا دریغا حسرتا
ساتھ کا اپنے ہر اک واصل ہوا
صاف تھے جو چلدیئے صاف اور پاک
بلبلوں نے گھر کیا گلشن ہیں جا
گھر کیا طوطی نے شکرستان ہیں
شیر حق کا آہوئے عرفان شکار
نرگس و ریحاں کو جا آہو چرے
مرغ آبی نے کیا دریا میں گھر
مرد باہمت ہوئے شہ پر نثار
۸ گوہر مطلوب ہر اک نے لیا
غم کا اپنے کون ہے غمخوار آہ
ہوگئے وہ محو نعمت اسقدر
آہ واویلا کوئی ہمدم نہیں
دلکی دلمیں رکھ کے چپ رہتا ہوں میں
بعد مدت کے اب آئی المراد
حسب ارشادان کے میں لیکر قلم
عشق کی باتیں سناتا ہوں تمہیں
گر نہ عاشق ہے تو سن عاشق کا ذکر
عشق کی باتوں میں ہے وہ زور فن
ہوش سے بیہوش ہو کر ہوش کر
تا مزا دیویں مری باتیں تجھے
دلے وہ پہنچا شہر الفت میں تجھے

مدعا دل کا اسے حاصل ہوا
مثل تلچھٹ رہگیا میں زیر خاک
بوم ویرانہ میں ٹھکرا تا رہا
زاغ نوحہ گر ہے خارستان میں
سگ ہے بہر استخواں کوچو میں خار
اور شتریاں خار بن چرتے رہے
مرغ خاکی لوٹتا ہے خاک پر
ہم سے دوں ہیں نفس کے ہاتھوں میں خوار
غوطہ خور ہیں بحر حرماں میں رہا
حال دل جس سے کروں اظہار آہ
خواب میں بھی تو کم آتے ہیں نظر
جو سنے میری مصیبت کے تئیں

پہنچا ہر اک منزل مقصود پر
جو کہ نوری تھے گئے افلاک پر
گھر کیا قمری نے شاخ سرو پر
ماہئ حق نے تولی دریا کی راہ
جا ملا دریا سے آب سیل بار
دست شہ پر جا ملا شہباز پر
پر تھے جن کے سوئے بستاں اڑگئے
حیف ہے صد حیف یاران طریق
آہ صد افسوس حسرت آہ آہ
جو کہ تھے غمخوار اپنے چل گئے
دور ساغر وصل کے چلتے ہیں واں
نے مرا ہمدم نہ کوئی غمگسار

ساتھ والے چلدیئے میں رہگیا
رہگیا میں ہی پڑا بس روز زبر
رہگیا سایہ کہ جو تھیں خاک پر
جھاڑیں میں لٹکی ہے چمگاڈر ادھر
موش سوراخ زمیں میں ہے تباہ
رہگئے خشکی کے اندر سنگ و خار
کھوں پر کرگس پڑا مردار پر
مرغ بے پر لقمہ گربہ ہوئے
جا ہوئے دریائے مطلب میں غریق
۸ جا کہوں کس سے مصیبت آہ آہ
زیر پائے رنج ہم کو مل گئے
آتش فرقت میں جلتے ہیں یاں
غم مرا غمخوار ہے میں غم کا یار
قصہ مر اتحفہ کو اب کہتا ہوں میں
حضرت حافظ کی وصیت مجھ کو یاد
قصہ تحفہ کروں یار و رقم

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغینہ قدس سرہا

گمرہی سے راہ پر لاتا ہوں تمہیں
دور کر کے ماسوا کا اس سے فکر
مردہ دل زندہ ہوا ندر گور تن
گوش سے بیگوش ہو کر گوش کر
عشق کی معلوم ہوں گھاتیں تجھے
غرق کردے بحر وحدت میں تجھے

راہ اس رہ سے کوئی بہتر نہ ہو
عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر
ہے وہ سیراب عشق کی باتوں کا باغ
سب طرف سے بند کر کے کھول کان
تجھ کو بھی آجا کہ شائد بوئے عشق
دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا ہے عشق

حق سے ملنے کا سمجھ اے راہ جو
گرچہ پتھر سے بھی ہو دل سخت تر
خشک مغز ونکا ہو تر جس سے دماغ
جمع کر کے رکھ مری باتوں پہ دھیان
کھینچ لیجا تجکو بوتا کوئے عشق
سننے سے بھی تخم خود بوتا ہے عشق

ہیں بہت عاشق کہ ہے دیکھے جمال
سنکے پانی عشق سے بس گوشمال

بلکہ کامل عشق ہے عشق شنید
ناقص و بے اعتبار ہے عشق دید

کیونکہ ہو عشق خبر دل سے حصول
عشق صورت کا ہے دیدہ سے نزول

دید تابع دل کے ہے نے دل تبع
یومنون بالعین ہے مغز دل حق

حسن محبوبانہ عالم سر بسر
عاشق ناقص نے دی جاں عکس پر

دید تھا اسکو نہ دل ہوتا جو دل
عکس پر جو اصل سے مائل ہے وہ

اس سے زیادہ چاہئے تفصیل گر
کھول دل کی آنکھ سر کی بند کر

کس نے دیکھا ہے خدا کو آشکار
تا کریں اوصاف حق تمہیں عیاں

تا گل اوصاف حق عاشق سنے
خالق و رزاق و رب العالمین

راحم و رحمان رحیم و برد بار
غالب و قہار غفار الذنوب

عاشق و معشوق محبوب جہاں
ظاہر و باطن وہی معبود کل

ہے وہ اول بے بدایت اسکی ذات
ہے وہ باطن سخت و ظاہر آشکار

9 ہے ازل سے تا ابد وہ ایک سا
جلوہ گر لاکھوں طرح ہر آن میں 9

ہے منور باکمال و باجمال
بیچگوں بیکیف روشن چار سو

لا وہو دونوں نفی اثبات ہیں
لا کو کر تو ورد دل سدا

تاکہ بخشند لاہو قوت ترا
ترک جب لا کو کرے تب تو ملے

کیوں تباہ ہوتا ہے اندر آب و گل
وصف حق کرتے چلے آئے سبھی

بعد پیغمبر کے آل اصحاب سب
جس میں تصنیف ہو گئیں صدہا کتاب

سب میں تیری عشق بازی کے مزے
عشق کی راہ میں کرے حاصل کمال

ایک صد افسوس حسرت بے حساب
اور نہ سن سکتا ہے کانو نسے خبر

پھنس گیا دلدل میں تو غفلت کے ہاتھ
پھر نکل دلدل سے اپنی راہ لے

کر تو بیدار دل میں اپنے درد عشق
بعد ازاں سن یہ حکایت دردناک

گوش دل سے سن سری سقطی سے نقل
جسکے سننے سے تجھے آوے کچھ عقل

نقل اپنی کرتے ہیں حضرت سری
ایک شب کی ہو کہ تھی غم سے بھری

کہتے ہیں اک شب ہوا یہ اضطراب
نے رہا ورد وظائف اور نہ خواب

در بیان تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی

سوچ اس نکتہ کو کر کے دل جمع
یومنون بالغیب ہے مقبول حق

عکس حسن حق ہے بیشک جلوہ گر
اصل کو کر ترک سایہ دیکھ کر

چھوڑ سایہ اصل سے جاتا ہے مل
گر ہے دل پر گل سے کم کب دل بھرے

آئینہ دل صاف کر اور کر نظر
سر کی آنکھیں دل کا پردہ ہے مقر

سن کہ وصف اسکا کرے ہیں جاں نثار
انبیا اس واسطے آئے یہاں

دل میں پھول اسکی تمنا کے چنے
یعنی ہے وہ ذات بیشک و یقین

رائیگاں بخشندہ نعمت بیشمار
عالم الاسرار ستار العیوب

طالب و مطلوب مرغوب جہاں
اول اور آخر وہی اور جز و کل

ہے وہ آخر بے نہایت اسکی ذات
ہے وہ ظاہر باکمال استتار

ہے ہر اک صورت میں وہ جلوہ نما
ہے وہ اک شان اور ہزاروں شان میں

جلوہ گر ہر دم بہر رنگ و مثال
فرد مطلق لا الہ الا ہو

نانی غیر اور ثبت ذات میں
کیوں ہے اس سے گمرہ غافل سدا

ہے برد تا پردۂ عزت ترا
حق سے باحرص و ہوا تو کب ملے

ماسوا کو ترک کر اور حق سے مل
حضرت آدمؑ سے تا آخر نبیؐ

اور امام اور اولیا اقطاب سب
وہ صفات حال و خوبی جناب

وصل حق کی چارہ سازی کیلئے
تاکہ تو یہ دیکھ سنکر حال و قال

ہیں پڑے چاروں طرف تجھ پر حجاب
نے تو کر سکتا ہے آنکھو نسے نظر

مل نہیں سکتا کہ پاوے حق کی راہ
مرکب تو یہ عصیانہ راہ لے

تا نہ تب غفلت کو کر دے سرد عشق
میل سے غفلت کے کر کانوں کو پاک

شروع داستان و بیان حال حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ

www.maktabah.org

مضطرب ایسے رہے دن رات بھر — سب عبادت کا ہوا ویران گھر
نے رہا وہ شوق نے راز و نیاز — لذتِ سجدہ نہ کیفیت نماز
نے رہا ورد وظائف نے درود — نے تہجد کی تلاوت کی نمود
گو عبادت سے رہے سب بے نصیب — لیک کیفیت تھی اک دل میں عجیب
ہجر کی لذت کو عشاقانِ رب — وصل کی لذت سے کم جانے ہیں کب
اضطرابی اور بیتابی کا لطف — کیا کہوں اس شب کی بیخوابی کا لطف
ذوق بیخوابی کا تو چاہے اگر — کوئی بیخوابوں میں کر اک شب گزر
چاہیے گر کیفیت سوز و گداز — خدمت عشاق میں رکھ تو نیاز
اضطرابی بیقراری کا مزا — جانتا ہے جس نے دل میں ہے رکھا
لوٹنے کی خاک پر آرام کو — عاشق بیتاب جانے ہیں نہ تو
درد سے نامرد کی نکلے ہے جاں — مرد کے حق میں حیات جاوداں
جو پڑے آتش میں ہو جلکے فنا — ہے سمندر کی وہی عیش و بقا
خون ہو فرعونیوں کو آب میل — قوم موسیٰ پر ہو آب سلسبیل
زخم گرز و تیغ و تیر آبدار — ہے شہیدوں کے لئے باغ و بہار
کیونکہ ہے درد بلا مطلوب یار — اس لئے عاشق کریں غم اختیار
خار میں گل گل ہیں گرد میں — غم میں شادی اور شفا ہے درد میں
ہے گلہ میں صبر بے صبری میں تاب — گریہ میں خندہ ثواب اندر عذاب
نیستی میں ہستی پستی میں علو — زندگی مرنے میں گھٹنے میں نمو
بیخودی و نیستی غم کی بہار — دیکھتے ہیں عاشقان جاں نثار
بے گھری و بے زری و بے پری — بیخودی و بخودی و بے بری
نیستی و پستی و مرگ و فنا — ذلت و رسوائی و رنج و عنا
پوچھ رونے کا مزا یعقوب سے — کلفت و زحمت کا حظ ایوب سے
سر کے رکھدینے کا نیچے تیغ کے — پوچھ اسماعیل سے کیا لطف ہے
جنگلوں میں ٹھوکریں کھانیکا لطف — اور پہاڑوں بیچ ٹکرانیکا لطف
زخم کھا کر خاک و خوں میں لوٹکر — جان دینا بے خطر با ذوق تر

قبض ایسی ان کے دل پر آ گئی — مہر عرفاں پر گھٹا سی چھا گئی
فوج بیتابی نے کرکے اژدہام — لوٹ لی پونجی عبادت کی تمام
تھی نہ بیہوشی نہ غفلت زینہار — لیک تھا بے صبر بیتاب و قرار
ظاہرا چھوٹا اگر ورد نماز — تھا مگر دل میں عجب سوز و گداز
عاشقانِ حق وصال اور ہجر میں — ایک سا لذت مزا دونو میں لیں
لطف بیخوابی کا بیخواروں سے پوچھ — حظ بیتابی کا بیتابوں سے پوچھ
لطف بیخوابی کا ہے مطلوب گر — عاشق بیتاب کے رکھ پاس سر
کرتا ہے روشن دو چشم طالباں — سرمۂ گرد قدوم عاشقاں
لذت درد قلق رنج و بلا — وہ ہی جانے جو ہے اس میں مبتلا
جانے کیا بیدرد لذت درد کی — درد رنج و غم غذا ہے مرد کی
زہر مار اوروں کو ہے گرچہ ممات — سانپ کے حق میں ہے پر آبحیات
سوزش خور شاخ تر کو دے ثمر — خشک کو دے آگ میں کر خشک تر
نار ہو گلزار ابراہیم پر — لیک ہو نمرود پر قہر و شرر
درد و غم ہے زندگی عاشقاں — مرتے ہیں اس زندگی سے فاسقاں
جانتے ہیں عاشقان بیقرار — رنج میں گنج اور خزاں میں نوبہار
رنج میں راحت فقیری میں غنا — مسکنت میں سلطنت و بے غنا
رحمت ہے زحمت میں اور ظلمت میں نور — ذلت و خواری میں عزت ہے ضرور
موت میں جینا بقا اندر فنا — عاشق جانباز کو ہے بے عنا
خاکساری رنج و عادت ناسزا — عاشقوں سے پوچھ ان سب کا مزا
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر — بے قراری انتظاری درد سر
لذت اور کیفیت ان سب کی ذرا — عاشقانِ باوفا سے پوچھ جا
سر کے کٹنے کا مزا یحییٰ سے پوچھ — لطف تن چرنیکا ذکریا سے پوچھ
آہ و زاری کا مزا آدم سے پوچھ — درد زہ کے لطف کو مریم سے پوچھ
فرش سے تا عرش پھرنے کا مزا — پوچھ عیسیٰؑ اور موسیٰؑ اور احمد سے جا
پوچھ سب کا شہیدوں سے ذرا — لذت و کیفیت و ذوق مزا

ہو کے بیجاں جاں فدا کرنیکا لطف	پوچھ جانبازوں سے وہ مرنیکا لطف
روشنی سے شمع کے جلنے کو پوچھ	شمع سے جاموم کے جلنے کو پوچھ
ابر سے رونے کو خور کے سوز کو	باغ و اثمار جہاں سے پوچھ تو
گرمی دل چشم تر ہو دے نہ گر	باغ جاں کس طرح ہو سیراب تر
عشق کی باتوں نے مجکو اے عزیز	کر دیا اب ایسا بے عقل و تمیز
عشق نے انکے کیا مجھ پر اثر	نقل سے ان کی ہوا میں بیخبر
عشق کی باتوں کا سن کر شور غل	خواب غفلت سے گئی بس آنکھ کھل
ہندوے شب کلجو گزرا حد سے جور	ترک خوداس کا ہوا قاتل بزدر
اٹھ وضو کرکے بصد عجز و نیاز	کی ادا جوں توں فجر کی میں نماز
چل کہیں موقوف ہوتا یہ ملال	گھر سے نکلا کرکے یہ دل میں خیال
آخرش گھر سے نکل پھرنے لگا	دربدر صحرا بہ صحرا جا بہ جا
گذرا تا بازار میں ہو غم بسر	اور دل مضطر تھا جوں کوزہ میں زر
جو گیا صحرا میں تسکیں کے لئے	اور اٹھے دلسے بگولے آگ کے
گر تسلی کو گیا اندر پہاڑ	اور غم کا آپڑا سر پر پہاڑ
جس جگہ جاتا تھا مثل آفتاب	تھا ترقی پر جلن اور اضطراب
غنچۂ دل کب کھلے عاشق کا یار	بے ہوائے وصل کب یار گلعذار
ہوئے بے گل کے بلبل کو قرار	باغ میں ہووے اگرچہ سو بہار
دیدۂ حیراں نہ ہو کیوں اشکبار	بے نظارہ نرگس بیمار یار
ہو فغاں بیدل کے دلسے دور کب	تا نہ ہو دلبر سے اپنے لب بلب
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار	کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار
مرض مہلک نے جو گھیرا جان کو	دلمیں آیا چل بیمارستان کو
دیکھ کر ہمدرد و ہم موضوں کا حال	ہو دل غمگیں مرا شاید بحال
جنس اپنی جنس سے ہو فیضیاب	غیر جنسیت سے ہو اندر عذاب
آدمی ہم جنس ہیں صورت میں ایک	مختلف اوصاف رکھتے ہیں ولیک
ہو گئے اوصاف جو سب رنگ برنگ	اسلئے ہے رات دن آپس میں جنگ
پوچھ لے ہر تخم سے بستان میں جا	خاک میں ملنے سے کیا نام کو ملا
سیم و زر کے خاک میں رلنے کو پوچھ	کیمیا سے مس کے جا جلنے کو پوچھ
گریۂ ابر اور سوز آفتاب	باغ عالم اس سے ہے باآب و تاب
عشق سے دل گرم کر اور دیدہ تر	گلشن جاناں ترا ہو تازہ تر
سر بسر مجکو اسکی حالت میں چھوڑ	عشق مجھکو لیگیا کس طرف موڑ
ذکر ان کا بھولا ان کو دیکھ کر	جس طرح ہو آہو پیش شیر نر
یاد آتی ہے مجھے جب انکی بات	یعنی فرماتے ہیں وہ یوں نیکذات
الغرض کی رات اس طرح بسر	ہو گئی جب صبح ظاہر سر بسر
صبح کا جسدم ہوا روشن چراغ	نکلا جل بل گھر سے لے سینہ پہ داغ
چل کہیں ایسی جگہ تا ہووے کم	اضطرابی اور بیتابی و غم
ماہ کی جوں گو بگولا گھر بہ گھر	شہر و جنگل میں کیا میں نے گذر
گر گیا گلشن میں جو گل کی کلی	تھی زیادہ اور دل کو بیکلی
سیر دریا کی کہ کم ہو اضطراب	جوش پر تھا اور بحر سوز و تاب
اور مزار اہل دل پر بھی گیا	پر ہوا ہرگز نہ عقدہ دل کا وا
آتش درد فراق بیدلاں	کب بجھے بے آب وصل دلبراں
کب ہو کم ظلمت زدہ کا اضطراب	جب تلک دیکھے نہ روئے آفتاب
ہووے کب قمری کا کو نہ غم دراز	گلشن و گلزار سے بے سرو ناز :
جائے کب عاشق کے دلکا پیچ و تاب	ہو نہ گر زلف صنم کا سایہ یاب
لوٹنا موقوف عاشق کا نہ ہو	تا نہ وہ ہم بستر جاناں نہ ہو
الغرض تدبیر کیں میں سو ہزار	پر نہ آیا دلکو میرے کچھ قرار
کیونکہ ہوں میں بھی جو بس بیمار دل	دیکھ ہمدردوں کو نکلے کار دل
نقل ہے کھلتا ہے جب آپس میں دل	جبکہ دو دیوانے بیٹھیں ساتھ مل
ہے مراد ہم جنس سے ہم جنس یار	جنس ظاہر کا نہیں کچھ اعتبار
جنس ظاہر کا جو ہوتا اعتبار	فرق کیوں ہوتے بہتر آشکار
گر کریں اوصاف کو سب اپنے صاف	پھر رہے کاہیکو ایسا اختلاف

www.maktabah.org

آخرش دل میں یہ اپنے ٹھان کے — در پہ جا نکلا بیمارستان کے
جا کے داروغہ سے میں اس کے کہا — کھول در بیمار خانہ کا ذرا
تاکہ دیکھوں اپنے بیماروں کو ٹک — ہو تسلی دیکھ بیماروں کو ٹک

رجوع بقصہ و کیفیت بیمار خانہ مقولہ سری سقطی رحمۃ اللہ

دیکھ کر پہلے تو بس تعظیم کی — باادب اٹھ کر مجھے تسلیم کی
بعد ازاں اسنے دیا جو در کو کھول — کھل گیا گویا در دل بے غلول
دیکھ کر احوال اہل ابتلا — غنچہ دل میرا کچھ بارے کھلا
دیکھا ہر اک کو ہے کہ زار و نزار — کوئی نالاں ہے کوئی ہے اشکبار
کوئی کو لھے اور کراہتا ہے کوئی — صبر کو اپنے بتاتا ہے کوئی
کوئی روتا ہے کوئی کرتا ہے آہ — کوئی کہتا ہے کہ ہوں بالحق تباہ
کوئی تڑپے ہے کوئی ہے خواب میں — کوئی حیراں کوئی پیچ و تاب میں
ہے کوئی گل کی طرح سے جامہ چاک — مثل قمری ہے کسی کے سر پہ خاک
ہو رہا بلبل نمط نالاں کوئی — مثل بسمل خاک میں غلطاں کوئی
کوئی رکھتا ہے بصد زار و نزار — زخم دل پر مرہم تصویر یار
کوئی بیکردار و نے تلخ فراق — زندگی سے کرتا ہے کڑوا مذاق
اشک سے دھوتا ہے کوئی ریش دل — کوئی بیتابی سے مارے دل پہ سل
سینکتا ہے درد پہلو کو کوئی — تابش دل سے رکھ آہوں کی روی
درد سر پہ کوئی بیتابی کا لیپ — کرتا ہے پھرتا ہے بیصبری کا کھیپ
ہو تپ و لرزہ سے کوئی بیقرار — پی رہا ہے شربت زار و نزار
کوئی پیچش سے نشہ کی ہو تباہ — گولیاں کھاتا ہے بیتابی کی آہ
ہو گیے مرض لادوا سے بے اماں — جاں بلب کوئی ہے کوئی نیم جاں
زندگی سے ناامید ہو کر بیہوش — کوئی مسہل موت کا کرتا ہے نوش
دیکھ حال تنگ ظاہر میں خراب — ہو گیا موقوف میرا اضطراب
غنچہ دل کھل گیا دیکھ ایک بار — گلشن بیمار خانہ کی بہار

ملاقات شدن سری سقطی از حضرت بی بی تحفہ و بیان حالت غلبہ عشق او قدس سرہا

تھا اسی میں جو گئی اک سو نظر — دیکھتا کیا ہوں کہ اک رشک قمر
تازہ و پاکیزہ رو صاحب تمیز — باللباس خوب و زیبا اک کنیز
چہرہ اس کا ہے گویا شمع حرم — قامت اسکا گلبن باغ حرم
زلف اسکی دام راہ سالکاں — لعل لب اسکا ہے جان تشنگاں
چشم اسکی چشمہ ہے فتنہ کا باز — خال اسکا تخم شوق پاک باز
بیٹھنا اسکا وہ باحسن و وقار — چرخ کو دیتا ہے پھر نہیں قرار
بیٹھی ہے ایکطرف کو جوں شیر مست — دیکھ اسکو ہو گئے غم میرے پست
دیکھ کر کے حسن کی حس کے بہار — نرگس و آئینہ تھے حیران و زار
قید میں بھی تھی یہ اس پر آب و تاب — کوہ کے اندر ہو جیسے لعل و تاب
تھی دو آنکھیں اسکی جوں نرگس چراغ — ذوق و مستی سے کہ تھے اندر دماغ
دیکھ اسکے شعلہ رخ کی آب و تاب — کھاتا تھا نار نظر سو پیچ و تاب
بوئے خوش اس سے مرے اندر دماغ — پہنچی اور دل ہو گیا بس باغ باغ
دیکھ یہ الفت بھری صورت مہیب — ڈرتے ڈرتے میں ہوا اس کے قریب
اور دو مضبوط لوہے کے کڑے — مثل حلقہ ماہ پاؤں میں پڑے
اور بندھے ہیں ہاتھ زنجیروں سے یوں — شاخ طوبی سے ہی لپٹا سانپ جوں
مجھکو جو دیکھا تو اسنے اس گھڑی — دی لگا آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی
دست بر دل نغمہ خوش بر زباں — عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں
روئی اور رو کر کے بھر کر آہ سرد — چند شعر اسنے پڑھے با سوز و درد

www.maktabah.org

اسکے عشق اور ذوق مستی کا اثر
پڑتا تھا دل پر مرے جوں تاب خور

ہے کسی فرزانہ کی دیوانہ یہ
بے شبہ ہے عاشق جانانہ یہ

کیا خطا اس بیخطا نے کی کہو
قید میں ڈالا ہے اس یوسف کو جو

کوئی بیماری نہیں ظاہر اسے
ہے بھلی چنگی کہو کیوں بند ہے

ہو گیا اسکو جنوں تقدیر سے
اسلیئے یہ بند ہے زنجیر سے

جملہ زنداں چونکہ در زنداں شوند
متقی و زاہد و حق خواں شوند

قید آب و گل میں آدم کو کیا
جوہر انسان جب ظاہر ہوا

بند ہو قطرہ صدف میں چند گاہ
تب وہ موتی ہوئے باخوبی جاہ

تخم کو ڈالیں زمیں کی قید میں
تاکہ اس سے پھول پھل حاصل کریں

حرص جو قید قناعت میں ہو بند
ہو غنا قلبی وہی اے ارجمند

بخل کو اندر سخاوت کے چھپا
تا حبیب اللہ ہو تو بر ملا

بند یاد مرگ میں کر طول امل
تا رہے اکدم نہ تو بے نیک عمل

کر تواضع میں تکبر کو تو بند
تا کرے حق مرتبہ تیرا بلند

عشق حق میں بند کر تو حب غیر
تا ہو باغ وصل حق میں تجکو سیر

کر خودی کو تو خدا میں محو نیک
تاکہ معلوم ہو نہیں جز ذات ایک

تاکہ ہواں کو بایں قید نکول
گوہر مقصد زر مقصد حصول

بند کر کے تا کریں اسکا علاج
تا صحت پر ہووے تک اسکا مزاج

جو یہ داروغہ سے لونڈی نے سنا
رو پڑی اکبار اور سر کو دھنا

اے مسلمانوں نہیں مجنون میں
اپنے دلبر کی ہوں پر مفتون میں

سنکے اس سے ظاہری بیہود قال
ہو گئے غصہ نہ دیکھا دلکا حال

تا تپش رنجی دل سے اس کے ہیں
جانا یہ اتنی تو ہے ہے یہ وجہیں

پوچھا داروغہ سے میں اس گھر کی جا
کیوں کیا ہے قید میں یہ دلربا

کیوں کیا زنجیر و طوق اس شاہ کو
ابر میں کیسے چھپایا ماہ کو

بولا داروغہ یہ سنکر اے عزیز
تھی یہ ایک مولیٰ کی شائستہ کنیز

اسکے مالک نے کیا بند اسلیئے
تاکہ شاید عقل و ہوش آجا اسے

طفل ناداں کو کریں مکتب میں بند
عالم و دانا ہوتا اور ہوشمند

نطفہ زنداں رحم میں جب ہو بند
شکل انسان تب ہو خوب اور دلپسند

کان میں جب قید ہوویں زر و سیم
پاویں جب قیمت گراں رونق عظیم

نفس سگ زنجیر تقویٰ میں ہو قید
آہوِ عرفاں کو جب کرتا ہے صید

طمع کو محو توکل کر شتاب
تا بجب اللہ کا پاوے خطاب

بولنے کو بند چپ رہنے میں کر
ہمکلام حق سے ہو تو تا اے پسر

حکم میں حق کے چھپا تو عجب کو
ظاہر و باطن ترا تا ایک ہو

کوریا کو محو تو اخلاص میں
تا ہو حق کے بندگان خاص میں ۱۳

کر صفات حق میں گم اپنے صفات
ماسوا سے پاوے تو تاکہ نجات

اسلیئے درویش فقرا ہوشمند
چلہ عزلت میں ہوویں آپ بند

اسکے مالک نے بھی اس امید میں
اس کنیزک کو کیا ہے قید میں

ہووے شاید عقل و ہوش اسکا بجا
تا نفع لے اس سے وہ بے انتہا

دردناک اک کھینچکر کے دل سے آہ
بولی میں ہوں اے عزیز و بے گناہ

سمجھو تم موسیٰ کا چرواہا مجھے
جس کے دل سے بیخبر موسیٰ رہے

یونہی مجھکو بھی دیوانی جان کر
کر دیا قید اور نہ لی دل کی خبر

تمثیلاً بیان چرواہہ موسیٰ علیہ السلام

نقل ہے جاتے تھے موسیٰ طور پر
ایک چرواہا پڑا رہ میں نظر

کر رہا تھا یوں بصد زاری و آہ
اے رحیم والے کریم والے الہ

ہے کہاں تو جلوہ کر بتلا مجھے
تیری دوری نے دبا تڑپا مجھے

رات دن میں تیری خدمت میں رہوں
ایک دم غمگیں تجھے ہونے نہ دوں

تیل ڈالوں سر میں اور کنگھی کروں
چیلیں بھی تیرے لیئے اچھی سیوں

ہے بتا کس جا تو اے جان جہاں
تا کروں قربان تری خدمتیں جاں

خوب سا مل مل کے نہلاؤں تجھے
اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے

ڈھونڈ کیڑے ذنکی تری ماروں جوئیں
اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں

www.maktabah.org

ہوا گر بیمار تو اے کردگار — جان و دل سے ہوں ترا میں غمگسار
ہو جو کچھ تکلیف اور زحمت تجھے — کر کے خدمت خوب دوں راحت تجھے

پاؤں دابوں اور چوموں ہاتھ کو — اور کروں سونیکو بستر رات کو
اے مرے رب جاں مری تجھ پر فدا — اور سب اولاد گھر بار مرا

ہے کہاں تو تا تری خدمت کروں — سیئوں کپڑے تیرے اور بخیہ کروں
دیکھ پاؤں میں ترے گھر کو اگر — دودھ گھی لاؤں ترے شام و سحر

روغنی روٹی پکا کر اور کھیر — اور بہت گھی دہی مسکہ پنیر
لاؤں میں تیار کر آگے ترے — روز ہو کھانا ترا گھر سے مرے

اور کا ہر گز نہ کھانے دوں طعام — اپنے ہی گھر سے کھلاؤں میں مدام
رنج و غم ہر گز تجھے ہونے نہ دوں — تیری راحت کے لئے محنت بھروں

تیری خدمت سے نہ ہو فرصت مجھے — میری خدمت سے ہو نت راحت تجھے
اے خدا تجھ پر ہو قرباں میری جاں — اور سب بکریاں اور خانماں

اسطرح بیہودہ کہتا تھا شباں — پوچھا چرواہہ سے موسیٰؑ نے کہ ہاں
کسکو کہتا ہے یہ تو مجھ کو بتا — بولا وہ جس نے مجھے پیدا کیا

اور کئے جس نے زمین و آسماں — عرش و کرسی دوزخ و جنت عیاں
اور کئے جن و بشر اور دد جہاں — ہے اسی سے غرض یہ میری بجاں

بولے موسیٰؑ ہائے تو نے کیا کیا — ہو گیا کافر مسلماں کب رہا
ہے یہ کیا بیہودہ ہزیان کفر و جہل — بند کر منھ کو سمجھ اسکو نہ سہل

اس ترے کہنے سے اے بیہودہ گو — ہو گئی عالم میں ظلمت چار سو
کفر سے تیرے ہوا عالم سیاہ — کفر نے تیرے کیا دیں کو تباہ

کھانا پینا پھرنا تیرا ہے کام — اور یہ کب خورشید کو زیبا ہے کام
گر نہ روکا اس سخن سے حلق کو — آگ آ کر پھونکدیگی خلق کو

گر کہے تو جرم کرتے ہیں سبھی — آگ آتی ہے نہ جلتا ہے کوئی
گر نہ آئی آگ کیسا ہے دھواں — ہو گیا کیوں دل سیاہ مردود یاں

۱۴۱ جو تو جانے ہے کہ حاکم ہے خدا — پھر یہ گستاخی ہے کب تجھ کو روا
دوستی بے عقل کی ہے دشمنی — ہے خدا پاک ایسی خدمت سے غنی

کس سے یہ کہتا ہے کیا خالو سے تو — یا کہ باپ اپنے سے یا عمو سے تو
جسم تن حاجات بشری تو قرار — دیتا ہے اندر صفات کردگار

کھانا وہ کھائے جو رکھتا ہو شکم — کپڑا وہ پہنے کہ ہو جس کے جسم
وہ پئے شیر ہو جسے نشو و نما — چپلہ پہنے جو کہ ہو محتاج پا

وہ منزہ ذات حق دانا ہے راز — پاک ہے ہر چیز سے اور بے نیاز
بلکہ جو بندہ فنا فی الذات ہو — صفت اسکی صفت حق میں بات ہو

اسکے حق میں بھی نہیں کہنی روا — اس طرح کی گفتگوئے ناسزا
نے کہ در حق جناب کبریا — بے بدل بے مثل بیچون و چرا

اولیا کو کہنا بے ادبی کی بات — دل کو کرتی ہے سیاہ اور جان کو مات
گر کہے اک مرد کو تو فاطمہ — گرچہ ہیں ایک جنس مرد و زن ہمہ

وہ کریگا قصد تیرے قتل کا — گرچہ ہو خوش خو حلیم و پارسا
فاطمہ ہے عورتوں کے حق میں مدح — مرد کو بولے تو وہ ہو رنج و قدح

ہاتھ و پا ہیں ہمکو آسائش تمام — اور خدا کے حق میں آلائش تمام
لم یلد لم یولد اسکی ہے سزا — ہے وہ خالق والد و مولود کا

ہے وہ پیدائش کہ آیا جسم جو — جو ہوا پیدا ہے اس عالم سے دو
کیونکہ جو اس عالم فانی سے ہے — خلق ہے اور خالق اسکو چاہئے

بولا چرواہہ کہ تم نے یا نبیؑ — سی دیا منھ میرا لب پر مہر کی
اور پشیمانی کی آتش سے بھلا — جان و دل میرا دیا تم نے جلا

کہہ کہ یہ اور بھر کے دل سے ایک آہ — پھاڑ کر کپڑے لیا جنگل کی راہ
بیخود و سرمست باآہ و فغاں — نالہ و زاری ہوا کرتا رواں

عتاب الٰہی بر موسیٰؑ علیہ السلام در مقدمہ چرواہہ

آئی موسیٰؑ کی طرف وحی خدا — میرے بندے کو کیا مجھ سے جدا
میرے ملنے کے لئے آیا تھا تو — یا جدائی ڈالنے آیا تھا تو

www.maktabah.org

ہو سکے جینتک نہ لے نام فراق   رکھتا ہوں مکروہ میں لفظ طلاق
ہر کسی میں سیرت اک رکھی ہے میں   ہر کسی کو اصطلاح بخشی ہے میں

ہندیوں کی اصطلاح ہند مدح   سندیوں کی اصطلاح سند مدح
معنی دو ہوں اور ہو وے بات ایک   ہو ترے حق میں بری اور اسکو نیک

حق میں اسکے مدح تیری حق میں ذم   حق میں اسکے مدح تیری حق میں سم
حق میں اسکے نور تیرے حق میں نار   حق میں اسکے پھول تیرے حق میں خار

حق میں اسکے نیک تیرے حق میں بد   حق میں اسکے خوب تیرے حق میں رد
پس بری ہے پاک و ناپاکی سے ہم   اور اگر انجانی و چالاکی سے ہم

نے کیا میں حکم تا لوں فائدہ   بلکہ سو بخشش کروں بندوں پہ تا
انکے کب تسبیح سے کچھ ہوں میں پاک   بلکہ وہ خود آپ ہو جاتے ہیں پاک

میں نہ کیوں کھولوں زبان کے قال کو   دیکھتا ہوں اسکے دل اور حال کو
دیکھتا ہوں دلکا میں سوز و گداز   لفظ بیجا سے زباں ہو گرچہ باز

ہو زباں یا دل حقیقت یا مجاز   چاہتا ہوں سب سے میں سوز و گداز
دلمیں اپنے عشق کی آتش لگا   سر بسر فکر عبادت کو جلا

موسیا آداب والے اور ہیں   اور سوز و تاب والے اور ہیں
سوز و غم میں کرتے ہیں عشاق راج   کان ویراں پر نہیں عشر و خراج

گر گناہ انسے ہو مت عاصی کہو   جو ہو ابر خوں شہید اسکو نہ دھو
ہے وہ خوں پانیسے افضل بے شبہ   سو ثوابوں سے ہے بہتر یہ گنہ

گم ہو سمت قبلہ جب کعبہ میں ہو   پابرہنہ غم ہے کیا غواص کو
رہبری مت ڈھونڈ سر مستوں سے تو   جامہ چاکوں کو نہ کروا تو رفو

ملت عشق از ہمہ دین ہا جدا   عاشقاں را مذہب و ملت جدا
یہ عتاب حق جو موسیٰ نے سنا   پیچھے چرواله کے دوڑے برملا
اس کے پاؤں کے نشانوں پر چلے   تاوہ سرگشتہ کہیں شاید ملے 15

عذر نمودن موسیٰ علیہ السلام بخدمت شبان یعنی چرواله

رفتہ رفتہ آخرش وہ مل گیا   مژدہ دیکر اس سے موسیٰ نے کہا
ہو گیا ہے تجھ کو اب حکم خدا   کھول تو اپنی زبان کو برملا

اب تو ترتیب و ادب پر کچھ نہ رہ   جو ترا دل سوختہ چاہے وہ کہہ
کفر تیرا دین ہے اور دیں نور جاں   تیری برکت سے ہے عالم میں اماں

اے معاف یفعل اللہ ما یشاء   بے محابہ تو زباں کو کھول جا
بولا اے موسیٰ نہیں ہیں وہ رہا   ہو گیا کچھ اور حال عالی مرا

مارا کوڑا تو نے گھوڑے کے مرے   اڑ گیا وہ عرش سے اوپر پرے
پا گیا میں گومگو کی بات کو   آفریں تجھ کو ہو تیری بات کو

کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں اب   شہد وحدت نے کئے ہیں بند لب
حالکو میرے کہاں پہنچے کلام   اس سے چپ رہنا ہے بہتر والسلام

رجوع بقصہ مقولہ حضرت بی بی تحفہ مغنیہ و بیان زور شور و غلبہ عشق حضرت تحفہ قدس سرہا

گرچہ بھید اپنا نہ کہنے دے ہے عشق   لیک کب خاموش رہنے دے ہے عشق 15

ہو سکے کب بند عاشق کی زباں   گرچہ بھید اس کا نجانیں مردماں
جبکہ سمجھیں انبیا کم راز عشق   کسطرح ہوں عام بھر ہمراز عشق

بے کئے معلوم میرے دل کا بھید   کر دیا مجنوں سمجھ کر مجھ کو قید
ہوں نہ دیوانی نہ میری عقل پست   نیک ہوں میں اپنے مستانہ کی مست

رہزنی سے عشق کی گمراہ ہوں   سب سے غافل اس سے پر آگاہ ہوں
عشق سے اسکے ہوں میں مست و خراب   مست ہے مستی سے جسکی یہ شراب

لیگیا ہے وہ ہی میرا عقل و ہوش   وہ ہی برلاتا ہے اب مجھ سے خروش
ہوں کسی دانا کی میں دیوانی آہ   شمع روئے یار کی پروانی آہ

www.maktabah.org

مست ہوں پر دل مرا ہشیار ہے — جان آسودہ مگر تن خوار ہے
ہے گناہ بس یہ کہ میں رکھتی ہوں چاہ — غیر خوبی کیا ہے یوسف کا گناہ
عشق نے اسکے کیا جو جاں میں گھر — تن بدن سے ہوگئی ہوں بیخبر
آتا ہے جب زلف دلبر کا خیال — نوچتی ہوں اس لئے میں سر کے بال
چہرہ گلگوں کا اسکے کر خیال[2] — ہیں طمانچوں سے کروں ہوں منہ کو لال
یاد کر وہ خال روئے گلعذار — داغ دل سے ہوتی ہوں باغ و بہار
نوک مژگاں[3] کا خیال ہو اسکے جب — سینہ چھن چھن کر مرا چلنی ہو سب
یاد آویں جب در دندان یار — گوہر اشک اسپہ کرتی ہوں نثار
یاد کرکے قد و قامت[6] یار کا — کرتی ہوں شور قیامت کو بپا
دور ساغر[5] یاد کرکے یار کا — زہر کیسے گھونٹ بھر لیتی ہوں آہ
یاد آوے جب سراپائے صنم[9] — جلتی ہوں حسرت سے سر سے تا قدم
کردہ دندان لب خندان کو یاد — گاہ روتی ہوں کبھی ہنستی ہوں شاد
۱۶ کوئی کہتا ہے اسے آسیب ہے — کوئی کہتا ہے جنوں لاریب ہے
حال سے میرے کوئی واقف نہیں — ہوں میں اندر آگ کے جیسے روئی
اسکو سب نکو بنادیں سربسر — عقل و ہوش اسکا اڑادیں سربسر
جس سے میں کہتی ہوں اپنا درد و غم — سنکے ہنس دیتا ہے مجکو یک قلم
ہر کسے از ظن خود شد یار من — وز درون من نجست اسرار من
جسمیں سمجھے ہیں یہ میرا فائدہ — ہے حقیقت میں وہی بس مفسدہ
درد کا میرے نہیں کرتے علاج — کرتے ہیں وہ جس سے اور بگڑے دماغ
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار — کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار
ہے یہ کس حکمت میں درمان بخار — دیں ٹھنڈائی کی جگہ داروئے حار
ہے کوئی آتش بجھانیکا یہ کھیل — ڈالے پانی کی جگہ جلتے پہ تیل

ہوگیا البتہ یہ مجھ سے گناہ — جان کی خاطر کیا تن کو تباہ
گر گناہ ہے تو یہ ہو مجھ پر گناہ — اپنے اس محبوب کی رکھتی ہوں چاہ
شمع رو کا اسکا جب آتا ہے دھیان — اندر اندر جلتی ہوں پروانہ سان
جبکہ یاد آتی ہے پیشانی یار[1] — پھوڑتی ہوں سر کو دیواروں سے مار
خنجر ابرو کو اس کے یاد کر — کرتی ہوں قربان اسپہ اپنا سر
چشم میگوں[2] اسکی جب یاد آگئیں — جھٹ مری آنکھیں وہیں پتھرا گئیں
یار کے شیریں[3] دہن کو یاد کر — نون چھڑکوں ہوں جگر کے زخم پر
ہو لب شیریں کا اسکے دھیان جب — تشنگی سے چاٹتی ہوں اپنے لب
یاد کرکے دلبری[4] کی چال ڈھال — خاک میں ہوتی ہوں کیا کیا پائمال
کر لباس و پیرہن کا اسکے دھیان — کرتی ہوں داماں گریباں دھجیاں
یار کی ہمبستری کو یاد کر — لوٹتی ہوں جیسے بسمل خاک پر
جانتی ہے خلق دیوانی مجھے — عقل سے یکلخت بیگانی مجھے
حال زار من نمی داند کسے — ہستم اندر آتش غم چوں خسے
ہے مری ایسی مثال اے مرد نیک — ناک والا ہو کئی نکٹوں میں ایک
گرچہ اپنے کام میں عاقل ہوں میں — خلق کے نزدیک پر جاہل ہوں میں
نے مرا غمخوار نے مونس کوئی — کوئی دیوانی کہے بے حس کوئی
اپنی اپنی بوجھ کے سب یار ہیں — کب یہ میرے واقف اسرار ہیں
اور جسے جانیں کہ ہے اسمیں فساد — ہے وہی حق میں مرے انصاف و داد
بند کرنا کب ہے وحشت کا علاج — وحشیوں کا ہو فقط صحرا علاج
ہے کہیں ایسا کہیں زیر فلک — جائے مرہم زخم پہ چھڑکیں نمک
تشنگی بجھنیکا کیا یہ بھی ہے راہ — جائے شربت زہر دے پیاسے کو آہ
بے مروت یہ کہیں تم نے سنی — دوستی کی جا کرے جو دشمنی

[1] مراد صفت معبودیت حق است و مراد تجلیات سوری که سالک از کیفیت آں طلاع می شود [2] مراد تجلیات که در بیخودی و خواب میشوند ۱۲ [3] مراد صفت بصیری للہ تعالی نظر و عنایت بر لابیان خود [4] مژگان مراد اشارت الہٰی باقی صفحہ آئندہ پر

جانتے ہیں درد عشق اس سے ہو دور | اور ہے میری زندگی اسمیں ضرور
درد جاناں کسطرح چھوڑوں بھلا | زندگی ہے کیسے منہ موڑوں بھلا

مایۂ راحت ہے مجکو اس کا غم | مونس وحشت ہے مجھ کو اسکا غم
درد کی میرے دوا ہے اسکا درد | اور تپ ہجراں کی دارو آہ سرد

عشق جان محرم ہے میرے جان کا | زخم غم مرہم ہے میری جان کا
عشق کی آتش ہے ٹھنڈک جان کی | دائمی سوزش ہے ٹھنڈک جان کی

پر ہے درد عشق سے جو جام دل | ہے تڑپنا لوٹنا آرام دل
گرچہ آنکھوں میں ہے زخم انتظار | دھوتی ہوں آنکھوں سے اسکو بار بار

میں نہیں مجنوں ہوں بس ہوشیار | آتا ہے طعنہ جہلا سے مجکو عار
پیش اہل عقل فرزانہ ہوں میں | جاہلوں کے آگے دیوانہ ہوں میں

ہیں مسخر میری عقل و فہم عام | اور جنوں میرا ہے اک ادنیٰ غلام
ماندہ ام در قید زنجیر جنون | بہ کہ باشم اہل عقل و ذوفنون

شیخ نے جو نکتۂ تحفہ سنے | عشق کے دل میں دُرِ تحفہ چنے
درد کی سن گفتگو غش کر گئے | جان و دل اندوہ غم سے بھر گئے

دل جلا سن گفت دل آویز کو | دی اجازت اشک گوہر ریز کو
تحفہ نے سوز نہانی شیخ کی | دیکھ کر وہ اشک رانی شیخ کی

یوں کہا اے شیخ جاں کھونا ترا | اُسکے وصف نیر ہے یہ رونا ترا
اسکو پہچانے اگر تو نیک بخت | یعنی ہے جیسا کہ حق معرفت

اس گھڑی کیا حال ہو تیرا بتا | نور ہے یا عقل جنس تیرا بجا
گر بہ بینی یک نفس حسن ودود | اندر آتش افگنی جان و وجود

اس کے وصف نیر ہو جب عالم فنا | عاشق حق کیوں نہ ہو ہر دم فنا
جان و دل دیں جب مجازی عشق میں | کیوں نہ ہوں قربان حقیقی عشق میں

اسکے اوپر کہتی ہوں میں ایک مثال | تا کہ ہو معلوم جانبازی کا حال

حکایت بطریق تمثیل

نقل ہے لڑکا تھا اک درویش کے | جو بصورت پاک طینت نیک پے ۱۷

صورت و سیرت میں بس کامل تھا وہ | خوبی عالم تھا جسم اور دل تھا وہ
حسن کا اس کے کروں میں کیا بیاں | تھا گویا اک حق کی رحمت کا نشاں

پڑھتا تھا اک میر کے مکتب میں وہ | تھا بڑھا ذہن و ذکا میں سب میں وہ
میر کا لڑکا جو پڑھتا تھا وہاں | شکل و صورت میں تھا یکتائے زماں

گلبن نو حسن کے گلزار کا | آشیانہ طائر انظار کا
ہو گئی ناگاہ الفت درمیاں | میر کے لڑکے کی اور اسکی بجاں

شیفتہ ایسا ہوا پسر فقیر | ایکدم رہتا نہ بے ابن امیر
ناگہاں اک روز امیر بیوفاق | آ گیا مکتب میں حسب اتفاق

حال سب لڑکوں کا پوچھا آن کر | آخر اس لڑکے کو مفلس جان کر
حکم اٹھا دینے کا اس کے دیدیا | اور معلم سے یہ مضمون کہہ دیا

یعنی ہو گی آخرش اے اہل بر | صحبت اسکی میرزادے کو مضر
الغرض استاد نے مجبور ہو | جا کہا درویش کے فرزند کو

کہنے سے استاد کے ہو چشم تر | اٹھ گیا مکتب سے وہ خستہ جگر
پھر سنا تھوڑے دنوں کے بعد یوں | ہے وہ لڑکا سخت بیمار و زبوں

تھی نہ اسکو کوئی بیماری شاق | کھا گیا تھا میرزادے کا فراق
آتش فرقت میں اسکے روز و شب | جلتا بھنتا تھا بصد رنج و تعب

عیش دنکو تھا نہ شب سونا تھا وہ | خون دل پیتا تھا اور رونا تھا وہ
کھانے پینے نے دیا اسکو جواب | خواب و راحت نے کیا آرام خواب

وصفو گذشتہ سے آگے ؎ بواسطہ وحی یا بواسطہ الہام باشد ۱۲ ؎ ذہن مراد صوت متکلمی و اشارت الٰہی است ۱۲ ؎ مراد صفت معبودیۃ و سزاوار پرستش ۱۲

؎ مراد جذبہ او معشوق عاشق را ۱۲ ؎ ہر چیز کہ دراں چیز مشاہدہ انوار غیبی و ادراک معانی می کنند ۱۲ ؎ مراد جامع جمیع اعمار و صفات ۱۲

www.maktabah.org

بھوک زیادہ ہو تو کھا دل کے کباب ‌‌ پیاس غالب ہو تو دے آنکھوں سے شراب
نے کبھی ہنسنا نہ کرنا بول چال ‌‌ غم کے کونیں پڑا اور رہتا نڈھال
حالکو اس کے کوئی اگر پوچھتا ‌‌ ہنس کے رو دیتا نہ تھا کچھ بولتا
اندر اندر رکھا کے رنج یار سخت ‌‌ رفتہ رفتہ ہو گیا بیمار سخت
میر کے لڑکے کو جب پہنچی خبر ‌‌ اسکی بیماری کی پھر تو جلد تر
جھٹ بلا کر ایک خدمتگار کو ‌‌ یوں کہا جا پوچھ اس بیمار کو
جا مری جانب سے یوں اکبار کہہ ‌‌ کیا ہے بیماری تجھے اے یار کہہ
آکے خدمتگار نے بعد از سلام ‌‌ میر کے لڑکے کا پہنچایا پیام
یوں جواب اس سوختہ جاں نے دیا ‌‌ تیری الفت میں مرا دل پھنس گیا
تیری فرقت میں ہوا بیمار میں ‌‌ اب کوئی دم کا ہوں مہماں یار میں
جان لے القصہ میرا بیگماں ‌‌ جسم تڑپے ہے یہاں اور جاں وہاں
لوٹکر کے میرزادے کا غلام ‌‌ آیا اور بیمار کا لایا پیام
میر کا لڑکا یہ سن کر ناز سے ‌‌ بول اٹھا کیا جانے کس انداز سے
یعنی نوکر کو کہا جا جلد تر ‌‌ کہدے اس دلدادہ سے اس طور پر
گر ترا دل مجھ پہ یوں مائل ہے اب ‌‌ بھیجنے میں کون چیز حائل ہے اب
دل ترا رہتا ہے گر مجھ بن اداس ‌‌ بھیجدیتا کیوں نہیں دل میرے پاس
جا کے نوکر نے پیام جاں فزا ‌‌ میر کے لڑکے کا عاشق سے کہا
سن کے عاشق نے پیام دلربا ‌‌ ٹھہر دروازہ پہ نوکر کو کہا
بعد لمحہ بے طلب تو گھر میں آ ‌‌ اور طبق پوشیدہ لیجانا اٹھا
وہ طبق سربستہ لیجا کر ضرور ‌‌ جلد رکھنا میرزادے کے حضور
بعد اک ساعت کے نوکر میر کا ‌‌ حسب فرمودہ پسر اندر گیا
جا کے دیکھا ہے طبق رکھا ڈھکا ‌‌ اور زمیں پر اک طرف لڑکا پڑا
ہے طبق رکھا ڈھکا اوپر رومال ‌‌ اور زمیں پر ہے پڑا وہ نونہال
وہ طباق اسنے جلدی سے اٹھا ‌‌ میر کے لڑکے کے جا آگے دھرا
18 اور کہا سب اس سے جاکر ماجرا ‌‌ میر کے لڑکے نے پھر سنکر ذرا
اس طبق کو دیکھا جو رومال اٹھا ‌‌ دل تڑپتا پایا اس میں بر ملا
دیکھتے ہی اک لگی سینہ پہ چوٹ ‌‌ ہو گیا اسکا بھی دل بس لوٹ پوٹ
وہ تو دل کو دیکھ کے راحت پا گیا ‌‌ دلکو اس کے بھی مگر تڑپا گیا
دیکھ کے دل آرام اس کو ہو گیا ‌‌ جب گیا پہلو سے دشمن ہو گیا
پھر کہا خادم کو جلدی دوڑ کر ‌‌ جا کے اس جانباز کی لا تو خبر
سنتے ہی خادم گیا واں جلد تر ‌‌ اور اس جاندادہ کی لایا خبر
یعنی وہ دلدادہ لڑکا مر گیا ‌‌ جانکو جاناں پہ قرباں کر گیا
رکھ کے سر زانو پہ بیدم ہو گیا ‌‌ سانپ کے کاٹے کی جوں چپ سو گیا
عشق اپنا کام کر کے چل گیا ‌‌ گلبن نو ہائے گل میں مل گیا
ہو گیا وہ جاں بحق تسلیم آہ ‌‌ سنکے اسکی بھی ہوئی حالت تباہ
اپنے کہنے سے پشیماں ہو کے وہ ‌‌ ہو گیا بیہوش بس رو رو کے وہ
فائدہ کیا اس پشیمانی سے اب ‌‌ چلگیا جب تیر ہٹ سکتا ہے کب
عاشق صادق تھا اور اہل کمال ‌‌ دیدیا دلبر کو جو دل بے ملال
لیکے مسکیں نے اشارہ دلربا ‌‌ دیدیا دل کر کے پہلو سے جدا
اک اشارے میں دیا دل بےخلل ‌‌ کر گیا اس شعر پر گویا عمل
دلربا لاکھوں خریدے مہنگے دماغ ‌‌ اک کلی دیکر لیا پھولوں کا باغ
جبکہ ہو عاشق مجازی کا یہ حال ‌‌ کیوں نہ مٹ جاں عاشقان ذوالجلال
خلق دے مخلوق پر جان بے عنا ‌‌ عشق خالق میں نہ ہو کیونکر فنا
عشق مولیٰ کچھ نہیں لیلیٰ سے کم ‌‌ کیوں نہ ہوں مجنوں بہیں اسپر یکقلم
شمع پر پروانہ ہو جل کر فنا ‌‌ عاشقان حق نہ ہو کیونکر فنا
حسن یوسف پر زنان مصر مست ‌‌ ہو کے کاٹیں جائے لیموں اپنے دست
حسن یوسف عکس حسن حق ہے یار ‌‌ حسن حق پر کیوں نہ ہو عاشق نثار
عاشقان صورت و ہم و خیال ‌‌ کب ہوں مثل عاشقان ذوالجلال
گوی شو میگر دید پہلوئے صدق ‌‌ غلط غلطاں در خم چوگان عشق
عشق حق میں تو جو دے اک جانکو ‌‌ پاوے بدلا دس سے یکسر سات سو

www.ahlehaq.org

عشقہائے کز پئے رنگے بود   عشق نبود عاقبت ننگے بود
پھر تھرا کر گر پڑی بے ہوش ہو   آہ بھر کر رہ گئی خاموش ہو
شیخ نے اسکو پکارا اے کنیز   بولی لبیک اے سری باتمیز
نام جو لیتی ہے میرا برملا   مجھ کو جانے ہے کہاں سے تو بتا
غم میں اس کے عشق کے کھیلی ہے نرد   آپکو کھو کر کے پایا اس کو فرد
شیخ بولے مانا میں عاشق ہے تو   پر بتا ہے کون تیرا ماہرو
کونسے محبوب کی عاشق ہے تو   کونسے مطلوب کی شائق ہے تو
کون سے ہے شعلہ رو کی سوختہ   ہے تو کس تیر نگہ کی دوختہ
کونسے ہے سروقد کی پائمال   عشق میں کس ماہ کے ہے تو ہلال
زخم خوردہ ہے تو کس چوگان کی   گیند کی جوں ہے جو غلطاں ہر گھڑی

حضرت تحفہ بغم پر سینہ چاک   کہہ چکی جب یہ حکایت دردناک
بعد ساعت کے جو آیا اسکو ہوش   پھر وہی نعرہ تھا اور جوش و خروش
یوں کہا پھر شیخ نے اے باادب   کیا مرا جانے ہے تو نام و لقب
بولی جیسے دوست کو جانا ہے میں   اس سے اس کو خوب پہچانا ہے میں
کھل گئے سب دل میں اسرار جہاں   ہے نہ کوئی بھید اب مجھ سے نہاں
کر ذرا روشن ترا ہے کون ماہ   کونسے بت نے تری ماری ہے راہ
کونسے دلدار پر مائل ہے تو   کسکی تیغ ابرو کی گھائل ہے تو
ہے تو کس شیریں دہن کی تشنہ لب   ہے تو کس چاہ ذقن میں غرق اب
پیچ میں آئی ہے کس کاکل کے تو   ہے نشہ میں بیخ نبا کس نل کے تو
کونسے شمشاد کی قمری ہے تو   کونسے آزاد کی قیدی ہے تو

بیان کردن بی بی تحفہ معشوق و محبوب خود را کہ محبوب من معبود برحق و قادر مطلق است

کون سے گل کی ہے تو بلبل بتا   کون ہے محبوب تیرا گل بتا
عرض کی تحفہ نے اے قطب زماں   ہے مرا محبوب خلاق جہاں
یعنی جس نے کر دیا ہے بے قصور   حرف دو سے دونوں عالم کا ظہور 19
عشق سے پرجان جسنے کی مجھے   یاد میں اپنے بہر مو کی مجھے
مجھ کو اپنے سے شناسا کر دیا   نور عرفاں سے مرا دل بھر دیا

خالق کونین پر عاشق ہوں میں   مالک دارین کی شائق ہوں میں
دل دہندہ ہی کی دلبر وہ ہوں میں   اپنے اسجان بخش کی مردہ ہوں میں
ہوں دہندہ آبرو کی اشک ریز   اپنے عزت بخش کی ہوں خاک بیز
اپنے اسپر آب سر دگل ہوں میں   گاہ قمری اور گہے بلبل ہوں میں
جسکی وحدت کی ہے کثرت جلوہ گاہ   جسکی یکتائی کا شہد اللہ گواہ
ہے وہی معبود برحق میرا دوست   ہے وہی موجود مطلق میرا دوست
ہے مرا محبوب مطلوب و حبیب   جو ہے مجھ سے بھی بہت میرے قریب
جسکی پی کر کے مئے حیرت زمین   ہے پڑی بدمست حیران و حزیں
جسکے جام عشق سے ذرات مست   فرش تلے عرش موجودات مست
ہے جو محبوبان عالم پر یہ نور   ہے اسی کی پرتو کا سب ظہور

دلربا جسنے دیا دل اس کو میں   آپ کو چھوڑا گئی مل اس کو میں
اپنی ہستی بخش پر ہوں میں فنا   بیر کہ ہستی میں ہے وہ جلوہ نما
اپنے ہوں افروختہ پر سوختہ   اپنی شادی پر ہوں غم اندوختہ
ہے مرا محبوب دو عالم کا رب   جسکی پاکی بولتی ہے خلق سب
ذات برحق بادشاہ بیبدل   فرد مطلق لایزال و لم یزل
ہے مرا محبوب سر کن فکاں   جان عالم جان جاں روح جہاں
ہے مرا معشوق وہ بیشبہ شک   عشق میں جسکے ہے سرگرداں فلک
ہے نشہ میں جسکی عبدیت کے چور   آدم و جن و ملک و حور و قصور
ہے وہی دلبر مرادہ ہی حبیب   اور سوا اسکے نہیں کوئی حبیب
حسن محبوبان عالم سر بسر   عکس حسن حق ہے یوں خود سنگ پر

www.makiabah.org

جس برانداز وہ ہے یہ خوبی خلق / عکس محبوبی ہے محبوبی خلق
سایہ اپنے اصل کو جب چلگیا / خاکمیں عشق مجازی رل گیا
سایہ تو جا اصل میں اپنے ملا / عشق حقیقی اسکو حاصل ہو گیا
یعنی جب معشوق اسکا مر گیا / بے وفائی اپنی ظاہر کر گیا
چشم و گوش و چہرہ سب موجود ہے / عشق تھا جسپر کہو وہ کیا نہ تھے
پرتوہ جب اصل کو اپنے گیا / رہ گیا عاشق بچارہ دیکھتا
اصل اور سایہ میں سمجھا کچھ نہ فرق / چھوڑ دریا کو ہوا قطرہ میں غرق
آئینہ میں دیکھ کر عکس حبیب / اصل صورت سے رہا تھا بے نصیب
عشق بر مردہ نباشد پائدار / عشق را بر حی و بر قیوم دار
عشق مردہ پر نہیں ہے پائدار / زندہ اور قائم کا کر عشق اختیار
ماسوا حق کے جو کچھ موجود ہے / شکل ہستی ہے ولے نابود ہے
غیر ہی کب ہے وہ ہے موجود یار / اول و آخر نہان و آشکار
احول کو دور کرکے کر نظر / ہے وہی خورشید ہر جا جلوہ گر
شمع گر لاکھوں تجھے آویں نظر / ایک ہی جب نور ہر جا دے نظر
آئینوں کو دیکھ کرکے رنگ رنگ / عقل جزوی اس نکتہ سے ہے دنگ
دس عدد ہوں یا ہزار ہوں یا کہ سو / ہر اک ان کا ایک سے خالی نہو
یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے میں نہ تو / ہے وہی نور منزہ چار سو
اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں میں / ہے یہی بہتر کہ چپ رہتا ہوں میں
قطرہ میں دریا سماوے کس طرح / ذرہ میں خورشید آوے کسطرح

اڑ گیا جب زر ہوئی ظاہر مسی / اسکے عاشق پر جب آتی ہے ہنسی
ہووے گر عاشق مجازی کو کچھ عقل / ساتھ اس سایہ کے کرتا ہے نقل
جب حقیقت دیکھ لی اندر مجاز / تب حقیقی عشق میں کر ترک و ناز
ہو گئی باہر بدن سے روح جب / ہو گیا عشق مجازی سرد سب
پرتوہ حسن حقیقی کا وہ تھا / جس پہ یہ عاشق ہوا تھا مبتلا
کھلگئی جب آنکھ تب فریاد کی / عشق ناقص میں عمر برباد کی
دیکھ کر کے عکس خود دیوار پر / غش کیا اور کی نہ سورج پر نظر
جب خیال ماسوا باطل ہوا / عشق حقیقی تب اسے حاصل ہوا
عشق زندہ در روان و در بصر / میشود ہر دم ز غنچہ تازہ تر
عشق زندہ کا ہو ہر دم تازہ تر / دل میں اور آنکھوں میں با صد کروفر
بند کر آنکھوں کو کر دل سے نظر / ہے وہی محبوب ہر جا جلوہ گر
ہے حقیقت میں نہیں جز ذات ایک / دو نظر آتے ہیں احول کو ولیک
ہیں اسی دریا کی سب موجیں ضرور / گرچہ زنگا رنگ ہے ان کا ظہور
ہے ہزاروں آئینوں میں شکل ایک / عقل اس کثرت سے حیران ہے ولیک
پوچھے آئینوں کی کثرت سے نو گر / حق کے اسماء و صفات میں جلوہ گر
وہ نہیں جسمیں نہیں وہ جسمیں ہو / وہ بھی ہے ناچیز اے امداد جو
ذرہ کہ ۲ دو نہ پڑھ اور ۲ دو نجان / جان اسمیں آپکو محو نہان
ہے ہمائے وحدت اب پرواز پر / آوے کب دام سخن میں اے پدر
باد اندر مشک آسکتی ہے کب / آگ بلبلہ میں سما سکتی ہے کب
کوہ کو کیونکر اٹھاوے برگ کاہ / نور میں ظلمت کو ہو کسطرح راہ
شیخ سری یہ سخن تحفہ سے سن / رہ گئے حیران و ششدر بے سخن

رجوع بقصہ

سکے اس سے بیدل میٹھے کلام / قند وحدت سے ہوئے شیریں کام
یوں کہا قیدی تجھے کس نے کیا / روئی اور رکھ ہاتھ یہ دلبر کہا
بعد ازاں اک ادھر کو گر پڑی / شیخ نے جانا گئی مر اس گھڑی
دیکھ اس کی حالت مضطر کو شیخ / اور سن کر قصہ بے سر کو شیخ
کر کے اس سے گوہر معنی بگوش / شربت توحید کو بس کر کے نوش
جاہلوں نے کرکے باہم مشورہ / بند مجھ آزاد کو بس کر دیا
ہوش جب آیا تو پھر اس نے پڑھے / چند شعر اپنے مناسب حال کے
صاحب بیمار خانہ سے کہا / پھر حق کر اس وللہ کو رہا

اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ / آہوے صحرائے وحدت کو تو چھوڑ
کر تو آزاد دو عالم کو آزاد / دو جہاں میں تا کرے حق تجھکو شاد
پھر کہا یوں شیخ نے اے خستہ جاں / اب چلی جا تیرا دل چاہے جہاں
قید ہیں ظاہر کی ہیں کیا قید ہوں / قید باطن کی ولے پابند ہوں
طوق زنجیر اور یہ زنداں میرے اب / اک اشارے میں فنا ہوتے ہیں سب

قید سے تو چھوڑ اس بے قید کو / تا ترے بر لادے حق امید کو
سنکے اسنے طوق اور زنجیر توڑ / انکے کہنے سے دیا تحفہ کو چھوڑ
عرض کیا تحفہ نے اے والا گہر / میرے جانیکا ٹھکانا ہے کدھر
شیر معنی ہو نہیں آزاد دو کون / بند کر سکتا ہے اب مجھ کو کون
کیا نہیں تم نے سنا اے خوش خصال / قید میں منصور کی قوت کا حال

حکایت حضرت شیخ منصور رحمہ اللہ

قید میں جسدم کیا منصور کو / فانی حق غرق بحر نور کو

ساتھ اس کے تھے تین سو اور چند / اپنے اپنے جرم کی شامت سے بند
یوں کہا سب نے یہ گر ممکن ہے جو / کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو
ہاں اگر چاہو تو دوں ہی تمکو چھوڑ / اک اشارے میں تمہارے بند توڑ
قیدیوں نے آپکو دیکھا جو خاص / بند اور زنجیر سے بالکل خلاص
اور ہیں درباں دروں پہ مستعد / پہرے اور چوکی کے اوپر مستعد
شیخ کے کرتے ہیں زنداں پر نظر / ہو گئے پھٹکر کے دیوار و نہیں در
بولے سب تم کیوں نہیں چلتے ہو گھر / یوں کہا جانا ہے مجھ کو دار پر
بعد اس کے حکم سے دل دار کے / ٹکڑے ٹکڑے ہونگے جسم زار کے
میرے پیارے نے مجھے اے ہوشمند / کردیا ہے بند میں بندہ کے بند
اس کی مرضی پر رہونگی دل سے بند / ہو چلا میرا یہاں گر بند بند
شیخ سری نے کہا ہنسکر کے یوں / ہے عجب تو نکتہ داں اپنے فنوں

بولا منصور ان کو تم سے بند توڑ / تم اگر چاہو تو دو نہیں سبکو چھوڑ
یوں کہا مجھ کو شریعت کا ہے پاس / قید حق میں ہوں نہیں مجھ کو ہراس
پھر اشارہ جو کیا انگشت سے / بند دست و پا سے انکے گر پڑے
عرض کی سب نے کہ اے شیخ بلند / کس طرح جائیں در زنداں ہے بند
یوں کہا منصور نے پھر کیا ہے ڈر / کہہ کے یہ اور کی سوئے زنداں نظر
پھر کہا اب جاؤ تم سارے نکل / اپنے اپنے گھر کو جاؤ بے خلل
ہے مرے سینہ میں اک سر نہاں / دار پر جاکر کروں گا میں عیاں ۲۱
اس طرح میں بھی ہوں حکم حق میں بند / امر تلخ اسکا ہے مجھ پر مثل قند
اس مرے محبوب نے کردی مجھے / اپنے اک بندے کی بس بندی مجھے
گر مرا مالک ہو راضی جاؤنگی / ورنہ صابر ہوں نہیں گھبراؤنگی
اس سخن سے ہو گیا اب آشکار / میں ہوں مجنوں اور تو ہے ہوشیار

ملاقات شدن شیخ سرّی سقطی از تاجر مالک تحفہ

شیخ اور تحفہ بہم آپس میں باز / کر رہے تھے گفتگوئے راز و ناز
تاجر دل خستہ سینہ سوختہ / پشت خم غصہ سے سینہ دوختہ
آگیا باہر سے اندر ناگہاں / جانب زنداں بندی بے اماں

آکے داروغہ نے یوں اس سے کہا / ہے کہاں تحفہ کہا اندر ہے جا
شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا / فکر سے تحفہ کے دل بے غم ہوا
بعد تسلیم و ادب ہو چشم تر / رکھدیا پھر شیخ کے پاؤں میں سر
ہے ادب مجھ سے گدا کا بے شمار / شاہ معنی کو کیا ہے دخوار
ابلہاں تعظیم مسجد می کنند / در جفائے اہل دل جد می کنند

پاس اس کے بیٹھے ہیں حضرت سری / سنکے یہ خوش ہو گیا وہ اس گھڑی
بولا برکت سے دعا کی ان کی اب / مشکلیں آسان ہونگی میری سب
شیخ بولا ہوش کر اے باتمیز / مجھ سے سو درجہ ہے بہتر یہ کنیز
لائق تعظیم پر تو ہو ستم / اور ہو نالائق معظم محترم
کب سے مسجد جز درون اولیا / کیونکہ ہے واں جلوہ فرما کبریا

کیا نظر بندی ہے اے دانائے راز	باز کو پشہ کہیں پشہ کو باز	ہے عجب دنیا کا یہ برعکس کار	خار کو جانے ہیں گل اور گل کو خار
چاہ کو جانے ہیں راہ اور رہ کو چاہ	شاہ کو مسکیں کہیں مسکیں کو شاہ	نیک کو جانیں ہیں بد اور بد کو نیک	ایک کو سمجھیں ہیں سو اور سو کو ایک
غم کو شادی جانیں اور شادی کو غم	نم کو دریا سمجھیں اور دریا کو نم	خوار کو سلطان سلطاں کو ذلیل	دانا کو ناداں اور ناداں کو عقیل
سہل کو مشکل کہیں مشکل کو سہل	اہل کو نااہل نااہلوں کو اہل	عاقلوں کو جانتے مجنون ہیں	اور جو ہیں مجنوں انہیں عاقل کہیں
خلق جسکو جانتی سردار ہے	پیش اہل دل ذلیل و خوار ہے	اور جسے سمجھیں ہیں سب خوار و ذلیل	ہے حقیقت میں وہی شاہ جلیل
اس کنیزک کو کہ ہے سلطان جان	کس لئے رکھا ہے خوار و مستعان	کیوں کیا اس گلبدن کو خوار و زار	کیوں کیا اس آئینہ کو پر غبار
جان کو اپنی ستاتا ہے کوئی	خاک میں زر کو ملاتا ہے کوئی	کیوں اس آزاد دو عالم کو کیا	قید میں اسکا سبب مجھ کو بتا
کربیاں اس کی حقیقت مجھ سے تو	اول اور آخر سے یکسر مو بمو	حال کیا رکھتی تھی اور کیدھر رجوع	یہ جنوں اسکو ہوا کیونکر شروع

بیان نمودن تاجر حال تحفہ را رحمہا اللہ

ہوگئی ہے کب کب سے یہ زحمت اسے			کتنی مدت سے ہے یہ حالت اسے
اشک سے لعل و گہر کرتے نثار			شیخ سے کی عرض تاجر نے کہ یار
سنیئے مجھ سے قصۂ تحفہ بہوش	عشق کے کیجے در تحفہ بگوش	سنیئے ساتھ اس کے کہانیکو مری	اس بلائے ناگہانی کو مری
کان دیجے نام ہے دلکا دھواں	نکلے راہ گوش سے کچھ تو اس آں	ایکدن پھرتا تھا میں بغداد میں	آگیا اک کوچۂ بیداد میں
۲۲ خلق کا دیکھا وہاں اک اژدہام	گر رہی تھی قند پر جیسے ہوام	ایک سے پوچھا میں کیوں ہے یہ ہجوم	ہے کہا اک فتنہ تحفہ کی دھوم
بکتا ہے اک شاہد خورشید فام	جنتی تحفہ ہے تحفہ اس کا نام	دیکھ اس کو شمع رو و گلبدن	سب گئے ہیں بلبل و پروانہ بن
وصف اس گلرو کا جب مجھ پر کھلا	دل میں پھول اسکی تمنا کا کھلا	جلوہ آں ماہرخ از راہ گوش	برد از تاجر بردان و عقل و ہوش
الغرض میں بھی عزیمت کر بڑھا	بہر تسخیر پری آگے بڑھا	دیکھا رخ اسکا تو پایا جلوہ گر	کان سے بہتر ملی مجھ کو نظر
نور کا پتلا عجب دیکھا عیاں	جسکی ہے تعریف میں قاصر زباں	ہیں خریدار اسکے صدہا پیش پا	قیمت اس کی کرتے جاتے ہیں رسوا
سب سے آگے بڑھ کے آخر میں کہا	اس کی قیمت دونگا میں سب سے سوا	یاں تلک لایا کہ جو اندر شمار	آئے درہم اسکی قیمت بیس ہزار
لے لیا میں مول آخر کو بجاں	فتنہ دوران آشوب زمان	آیا خوش ہو کر کے پھر میں جلد تر	خانہ ویراں گر کو لیکر اپنے گھر
خوبی و حرفت کا تھا بس اسکے غل	خاطر عالم رہی تھی اسپہ ڈھل	سر سے پا تک رکھتی تھی زیبائی بنا	پر عیاں چہرے سے سودائی بنا

اظہار شدن عشق تحفہ وزور شور او

شوق کی پیکر کے اکدن جنگ کو			تھی لگی گانے بجانے چنگ کو
تھا زباں پر یہ کہ ہے فریاد رس			کون تجھ بن بیبس و بیکس کا کس
چارہ بیچاری کا بیکس کا رفیق	مایہ بے مایہ کا بے بس کا شفیق	دستگیر ناتواں عاجز نواز	مستغیث عاجزاں چارہ ساز
دل دہندہ بیدلاں عاشق نواز	مرہم زخم دلان پاک باز	اے مرے دلبر مرے جاں کے حبیب	ہے مرے نزدیک دور ونکے قریب
پردۂ دلمیں مرے لی تو نے جا	خلق کے در پر مجھے دی تو نے جا	پر ہے تیرے عشق سے سب تن مرا	خلق کے ہاتھوں میں ہے دامن مرا

بندگی تیری ہے میری زندگی — غیر کا کر دفع بند بند گی
ہے قسم تیرے جمال پاک کی — دام غم میں تیرے جیسے ہیں پھنسی
دوجہاں کا دل سے میرے غم گیا — تخم الفت تیرا دل میں جم گیا
ہر رگ و پے میں سمایا ہے تو ہی — غیر کی مجھ میں نہ گنجائش رہی
بیکسوں کا تو ہے کس بیکس ہوں میں — دستگیری کر کہ بس بے بس ہوں میں
ہاتھ سے اس کے تو کر مجھ کو خلاص — کر مجھے اپنے کرم سے اپنا خاص
کہہ کے یہ پھر بے تحاشا رو پڑی — کھولدی منہ کانسے مرجاں کی لڑی
بعد ازاں اٹھ کر کے توڑا ساز کو — اور کیا رونا شروع اور ہائے ہو
ماسوا کی آرزوئیں توڑ دیں — آرزوئیں دل سے اپنے چھوڑ دیں
جو کوئی اس محفل دلکش میں تھا — تاجر اور ساتھ اسکے سب چھوٹا بڑا
بول اٹھا ہر ایک کسی سودا سے آ — سر میں اس زیبا کے سودا پڑ گیا
تیر عشق پھینکا کسی خوش ماہ نے — زخم کھایا اسکی جاہ آگاہ نے
عشق کا مارا کسی نے اس کو تیر — پار دل کے ہو گیا سینہ کو چیر
لیک کی ہر چند سب نے باہنر — جستجو اسباب کی ادھر ادھر
پر ہوا روشن نہ وہ ہے کون ماہ — کونسے بت نے ہے مارا اس کو آہ
ماری تیغ عشق کس معشوق نے — زخم دل کھایا جو اس معشوق نے
گذرا اس حالت میں اسکو ایکسال — کھانا اور پینا تھا اس پر سب وبال
عیش دنکو تھا نہ سونا رات کو — لب پہ خنداں نے زباں سے گفتگو
انس رکھتی تھی غم بے ڈھب سے یہ — بھاگتی تھی مثل وحشی سب سے یہ
تھی گریباں سے عداوت ہاتھ کو — تار دامن میں نہ چھوڑے بات کو
آہ نالہ سے اسے الفت کمال — اپنے بیگانے سے تھی وحشت کمال
شور افغاں کی کبھی تھی دھوم دھام — گاہ خاموشی سے رکھتی تھی کلام
گاہ سر دیتی تھی دیواروں سے پھوڑ — گاہ جا جنگل میں درواز کو توڑ
رات بھر ہنستی تھی یا روتی تھی یہ — مجکو سونے دے نہ خود سوتی تھی یہ
نوچتی تھی گاہ اپنے سر کے بال — گہہ طمانچوں سے کرے تھی منہ کو لال
کام تھا گریہ ہے اسکو روز و شب — جان میری اس سے آئی ہے بلب ۲۲

مقید کردن تحفہ را در بیمارستان و بیان زور شور او در غلبہ عشق الٰہی نو

گرچہ تدبیریں کریں میں سو ہزار — ایک نے بھی پر کیا اس پر نہ کار
جبکہ بگڑا اور بھی اس کا مزاج — بند کرنا ٹھیرا آخر کو علاج
کر کے بس آہن دلی سب نے بذوق — کر دیا اس ماہ کو زنجیر طوق
چشم سے جاری تھا اسکے خونکا نال — پڑھ رہی تھی شعر اپنے حسب حال
اشک آنکھوں میں لبوں پر تھی فغاں — عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں
جس کا سب مضمون سوز و درد تھا — گریہ و افغان و آہ سرد تھا
جیسے ابتک وہ ہی دیوانی ہے یہ — عقل و حس اپنے سے بیگانی ہے یہ
دشمنی ہے خویش داری سے اسے — ہمدمی ہے آہ و زاری سے اسے
کھانا پینا ترک اس کا ہو گیا — خواب اور آرام اس کا سو گیا
کھا کباب دل لگی ہے بھوک اگر — جب پیاسی ہو پیئے خون جگر
نقل غم اس کا ہے رونا ہے شراب — لوٹنا جگنا ہے بیہوشی ہے خواب
راحت اور آرام اس پر شاق ہے — اور تڑپنے لوٹنے میں طاق ہے
ہے جنوں پر اپنے دیوانی سدا — عقل سے رہتی ہے بیگانی سدا
گر ہنسے تھوڑا بہت روتی ہے یہ — رنج و غم پر اپنے خوش ہوتی ہے یہ
ہو ہے روشن جس جگہ شمع بلا — اپنے دے پروانہ جان کو جلا
غش ہے اپنی بیخودی مستی پہ یہ — مرتی ہے نت نیستی پستی پہ یہ
ہے محبت اس کو وحدت سے سدا — دشمنی رکھتی ہے کثرت سے سدا
اپنی حیرانی کی یہ مشتاق ہے — شور و غل میں شہرہ آفاق ہے

www.maktabah.org

اسکی آنکھوں کو ہے نت رونے سے عشق
اشک کو میاں خود کی دھونے سے عشق

اسکی اس حالت نے اسے والا خطاب
کر دیا ہے عیش میرا سب خراب

اور جو پوچھو سب مری پونجی ہے یہ
گنج دولت کی مرے کنجی ہے یہ

باہمہ حال اسکو میں سوز و نار
ہے خریدا یکے درہم بیس ہزار

رکھتا تھا امید تالوں میں بغور
ہم مثل قیمت کے اس پر سود اور

کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کامل ہنر
جس سے اسکو چاہتا ہے ہر بشر

رکھتی ہے ظاہر جو یہ حسن و جمال
اس سے زیادہ اور ہے اسمیں کمال

جس سے زیادہ خلق میں اسکی ہے دھوم
شوق کا خلقت کی ہے اس پر ہجوم

شیخ بولے اسمیں کیا ہے وہ ہنر
جس سے اسکی ہے یہ قیمت اور قدر

یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ
دل کو اک نغمہ میں لیجاتی ہے یہ

فن موسیقی میں رکھتی ہے کمال
قال سے اسکی ہو عالم اہل حال

جو کوئی آواز کو اس کی سنے
ذوق سے دود و ہر سر کو دھنے

ذوق میں آکر کے یہ گاتی ہے جب
مست ہوتے ہیں در و دیوار سب

لحن داؤدی اسے حق نے دیا
اور دم عیسیٰ اسے حق نے دیا

واسطے نغمہ کے جب کھولے زباں
جا کے آتی ہے تن مردہ میں جاں

بلبل روح اسکا سن آواز چنگ
جائے گلزار ارم کو بدر رنگ

ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہے یہ
صوفی اک عالم کو کر دیتی ہے یہ

مرغ دل پرآں ہو جب کھولے زباں
ہو صدا سے اسکی حیران کل جہاں

جب بلند کرتی ہے یہ آواز کو
ہوتی ہے برپا قیامت چار سو

اور سوا اسکے ہیں جو اس میں کمال
اس سے واقف ہے خدائے لایزال

پرسیدن شیخ سری سقطی از تحفہ مطربہ حقیقت حال او

سنکے سری نے کہا تحفہ سے یوں
سچ ہے کیا تاجر بیاں کرتا ہے یوں

حال دل کچھ تو بھی کر اپنا بیاں
دست بر دل دیدہ تر کھولی زباں

روئی اور ہنسکر کہا اے شیخ دیں
سچ کہا تاجر نے گرچہ سچ نہیں

کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی
حال سے میرے نہ واقف ہر کوئی

پھر کئی اشعار عربی کے پڑھے
جنکے معنی میں نے ہندی میں لکھے

یعنی کی حق نے مرے دل سے کلام
تھی زباں محبوب اپنی اسمقام

بعد فرقت کے ہوئی قربت حصول
کر لیا حق نے مجھے پاک اور قبول

لے لیا اس کو جیہ الفت کو میں
پر نہ چھوڑا اس در دولت کو میں

جو کہا مانا ہیں رغبت سے اسے
ہو گئی حاضر پکارا جب تجھے

سب گناہوں کو مرے کرکے معاف
کی عطا جنت مجھے بے اختلاف

ایک جنت تھا جو اس کا ہو رہا
ہو گیا وہ وارث ہر دو سرا

فضل سے حق کے ہوئی مقبول میں
سیر باغ وصل میں مشغول ہیں

لطف حق نے کر لیا مجھ سے پسند
زہد ناقص تلخ و تیرہ مثل قند

ذکر عطائے بی انتہائے الٰہی در عبادت بندگان خود

زہد نامرغوب ناچیز و حقیر
فضل سے لکھی اسے نعمت کثیر

ہے یہ فضل و لطف اسکی ذات میں
پوتھ لیکر دے ہے موتی ہاتھ میں

سنگریزہ لیکے دے لعل و گہر
لے ہے مشت خاک دے ہے سیم و زر

نے گلی پژمردہ دے گلشن تجھے
بدلے اک دن کے دے خرمن تجھے

لیکے شاخ خشک دے بستان تر
بدلے اک دینار کے دے کان زر

لیکے تجھ سے کوزۂ آب خراب
جام کوثر دے ہے یا مشک و گلاب

لے دو قطرہ اشک دے دریائے نور
لے ہے گندہ بیر دے حور و قصور

سجدۂ سر جو نہیں جز خاک و خوں
بدلے اسکے دے ہے قرب بیچگوں

ہیں جو اعمال جوارح خاک باد
لیکے دے نعمائے جنت نامراد

چشم نم لے دے ہے رحمت تجھے
آہ دل لیدے دم وصلت مجھے

دست تا با دیرے اور زباں
دل کے بدلے جان جاں کون جان

www.maktabah.org

لطف احساں کا ہو اس کے کب بیاں بخشدے ادنی کو اک ملک جہاں تخت پر بخشش کے جو ہو جلوہ گر بندۂ عاجز کو بخشے تاج سر
پشہ کو شہباز کے دے بال و پر روبہ مسکیں کو طاقت شیر نر ذرہ کو خورشید کردیتا ہے وہ قطرہ ہیں دریا کو بھر دیتا ہے وہ
وہ ہوا اس کا جواب اسکا ہوا وہ ہوا اسکا تو سب اُسکا ہوا ہوش کر اے یار بہر وصل جاں مزرعہ دنیا ہے کچھ بولے یہاں
چند ایام اندر عمر مستعار کرکے طاعت لے حیات پائدار وہ حیات جاوداں بے انتہا گرد جس کے نیستی ہرگز نہ جا
پیش عقبیٰ دنیا اک ساعت ہے بس ایک ساعت وہ بھی بیراحت ہے اکبس ہے کہاں افسوس تیری ہوش و عقل سانس تیری رائیگاں کرتی ہے نقل
مت کراں انفاس خوش کو خوار و زار غفلت و نسیاں سے بچ رہ ہوشیار تین دن کے عیش پر مت ہو تو شاد آخر ہو منزل عقیبہ نامراد
خوش تو سب چھوڑ کر مر جائے گا جز ندامت کے نہ لیکر جائے گا تو حیات جاوداں چاہے اگر پہلے مر مرنیسے جاگا ورنہ مر
آفریں جاں کو جو اسکی رہ ہیں جا مرحبا سر کو جو ہو اس پر فدا مرنا اس رہ ہیں ہے رشک زندگی ہے یہ مرنا زندگی پائندگی
عہد و پیمان ازل کو یاد کر ذکر حق سے ملک دل آباد کر غفلت و نسیاں سے رہ تو دور تر پاس کر انفاس کا اے بیخبر
پاسبان ذکر کا رکھ زور و شور تا نہ آجائے کہیں غفلت کا چور ایک دم نسیاں اگر تجھ کو ہوا عمر کی دولت سے لیجا گا چورا
ایکدم غافل نہ رہ کر ذکر حق تا نہ آئے غیر ذکر و فکر حق غیر حق کو دلسے اپنے دور کر نور کے جلوہ سے دل معمور کر
ذکر کر مذکور تا ہو دے عیاں نی کہ ہو جس ذکر سے جاری زباں ذکر تن طاعت ہے ذکر دل حضور ذکر سری نور ہستی سے نفور
ہے مشاہدہ حق کا ذکر روح یہاں رویت اور دیدار ہو اُس دن وہاں ذکر لفظی عارضی ہے اے عزیز ذکر روحی جوہری ہے اے عزیز
جبکہ تجھ پر ہو عیاں سلطان ذکر اس گھڑی ہو سر بسر تو کان ذکر ذاکر اور مذکور ہو جا ایک بار غیر حق کی کب رہی باقی شمار
ہو ترے دلمیں جہاں جان عیاں جسکے اک دریا کا قطرہ یہ جہاں یہ جہاں نم ہے وہ یم بے انتہا نم کو ہے اس یم سے بس نشو و نما
پیش خورشید کرم اے جان غم ہیں یہ دونوں ماہ خور ذرہ سے کم الغرض ہر نی تجلی نہاں پھونک کر کر دے تجھے بس بےنشاں
بعد اس کے ہو نہیں سکتا عیاں ہو ترے ہر جز دے جو کچھ عیاں جب کرے عشق احد دلسے ظہور میم احمد درمیاں سے ہودے دور
دل سے جسدم عشق کا شعلہ اٹھا جز احد کے کون اے احمد رہا بند کر امداد اب آگے زباں قصہ تحفہ کو کر ہم سے بیاں

رجوع بقصہ و خریدن شیخ سری تحفہ را و منظور نہ کردن تاجر و آزاد کردن تحفہ را

شیخ نے سن دیکھ کر کے حال و قال پائے جب تحفہ ہیں سب تحفہ کمال خاطر نادر ہیں اپنے باکمال بو یا ایک اسکی تمنا کا نہال
اور کہا دلمیں کہ دڑئوں سے گہر مول لینا ہے بہت آسان تر دونوں عالم سے ہے بہتر یہ گہر اور ہے تاجر طفل ناداں بیخبر
حقہ پر لعل سر بستہ ہے یہ لے تو اسکو کھولدے زر کی گرہ گرچہ تیرے پاس اک درہم نہیں لطف حق کا بھی مگر کچھ کم نہیں
شیخ نے پھر اٹھ کے تاجر سے کہا بیچ ہیں تحفہ کو دوں اسکی بہا بیچتا ہے تو اگر لے تا ہوں میں جو طلب قیمت کرے دیتا ہوں میں

www.maktabah.org

جسقدر زر چاہئے تجھ کو سو لے / لیک تحفہ سیمبر کو مجھ کو دے
عرض کی سنکر کے تاجر نے کہ آہ / ہو گیا ہوں فقر سے میں تو تباہ
میں تو لشکر ہو گیا اس پر فقیر / کب ہے تم پاس اسقدر دولت کثیر
تم ہو خود مسکیں کہاں تم پاس زر / جو خرید و گے اسے اے بہرہ در
جو کہ نقد و جنس میرے پاس تھا / سب کا سب میں اسکی قیمت میں دیا
ہو گیا محتاج سب کچھ صرف کر / نے کنیزک ہاتھ میں ہے اب نہ زر
پر رہا نہ وہ میں بیکس رہ گیا / مثل عاشق بیدل و بیدل رہا
آہ صد افسوس اب میں کیا کروں / کس سے جا اپنی مصیبت کو کہوں
شیخ نے اس سے کہا ٹک صبر کر / لاتا ہوں میں اسکی قیمت بے خطر
بعد ازاں اٹھکر کے با آہ و بکا / روتے روتے شیخ اپنے گھر گیا
گھر گئے شیخ اور نہ تھا پاس ایک ٹنگ / جز دعا و گریہ و افغان و بانگ

مناجات شیخ سری سقطی در طلب قیمت تحفہ رحمہا اللہ

جا کے بس حیران تنہا بیٹھ کر / رات بھر روئے بصد سوز جگر
عرض کرتے تھے کہ اے پروردگار / حال میرا تجھ پہ ہے سب آشکار
پاس میرے کچھ نہیں پر اے جواد / ہے ترے فضل و کرم پر اعتماد
کر دے اسدم اپنی رحمت کی نظر / مجھ غریب و مفلس و نادار پر
کھول گنجینہ کرم کے اپنے در / او رعطا کر تحفہ کی قیمت مجھ کو کر
سرخرو کر مجھ کو تاجر کے حضور / وعدہ کر آیا ہوں میں اس پر ضرور
ہو مرا یا رب تو اب حاجت برار / کر نہ مجھ کو سامنے تاجر کے خوار
بہر حق ہو بحر رحمت موجزن / کر مجھے رسوا نہ اندر مرد و زن
شیخ کی بس عجز و زاری دیکھ کر / آ گیا دریا کرم کا جوش پر
لوٹتے تھے شیخ خاک عجز پر / ناگہاں ٹھوکا کسی نے آ کے در
کھولا دروازہ تو دیکھا اک امیر / باللباس فاخرہ روئے منیر
ہے کھڑا در پہ با آداب تمام / اور شمع روشن لئے ہمرہ غلام ٢٦
اور کئی ہمراہ خادم با ادب / تھیلیئں پرزر لئے ہاتھوں میں سب
کون ہے پوچھا دیا اسنے جواب / ہوں میں احمد بن مثنیٰ اے جناب
شیخ نے اس سے کہا اسوقت تو / کسلئے آیا کہا اے نیک خو
مجکو اس رات اے ولی با خدا / خواب میں یوں پہنچی ہاتف کی ندا
یعنی لیکر چند زر کی تھیلیاں / جا کے سرّی کی نظر کر اس زماں
دیکھے سرّی کو کر اسکا بھی خوشی / جان تو اس کی خوشی میری خوشی
آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں میں / ہو یہ مقبول اب جو کچھ لایا ہوں میں
شیخ نے سن مژدہ راحت فزا / سجدۂ شکر حق کی نعمت کا کیا
صبح ہوتے ہی ادا کر کے نماز / باہر آئے شیخ با شوق دراز
میر کو لے ساتھ اپنے با شرف / لیگئے تشریف تحفہ کی طرف
ہاتھ احمد کا پکڑ اک آن میں / لیگئے اسکو بیمارستان میں
دیکھا جو صاحب بیمارستان کو / بیٹھا ہے آنکھیں لگائے چارسو
شیخ کو دیکھا تو کہہ کر مرحبا / عرض کی آ دیکھ اب مجھ پر کھلا
یہ کہ درگاہ خدا میں بے گماں / قرب تحفہ رکھتی ہے یہ قدر شاں
غیب سے کل آئی مجھ کو یوں ندا / بے شبہ تحفہ ہے مقبول خدا
چاہتی ہے رب کو وہ اور اسکو رب / فضل رب کا اسپہ ہے ہر روز و شب
ہے خدا کا قرب اسکی جان میں / نور و عظمت اسکو ہے ہر آن میں
شیخ کو دیکھا تو تحفہ رو پڑی / اور یہ کی اس سے مناجات اسگھڑی
یعنی خوش بیٹھی تھی میں اے کبریا / تو نے عالم میں مرا شہرہ کیا
حال سے میرے کوئی واقف نہ تھا / وصف کا میرے کوئی واصف نہ تھا
خلق میں مشہور کر کے اے خدا / کر دیا مجھ کو بلا میں مبتلا
بند محکم میں ہے جو ہے مشتہر / ہے یہ بند آہن سے بھی بس سخت تر
خلق میں جو ہو گیا مشہور تر / کھل گئے سو آفتوں کے اسپہ در
غیرت و رشک و حسد غصہ و خشم / بغض و حرص و دشمنی کینہ و خشم

ہر طرف سے اس کے اوپر کر ہجوم — آن کر برسے ہے جیسے ابر جھوم
گر تو ان آفات سے چاہے پناہ — دامن عزلت پکڑ اور امن چاہ
مرکز عزلت ہو گمنامی کی راہ — آفت شہرت سے جب پکڑے پناہ
جسنے دیکھی ہو نہ خلوت کی بہار — کیا قدر جانے وہ گمنامی کی بار
شب قدر سے قدر کم ہو نیکی پوچھ — عظمت عزلت کو اسم اعظم سے پوچھ
قدر اور عظمت اگر چاہے ہے تو — بیٹھ کر خلوت میں گم کر آپ کو
آگیا تاجر بھی اتنے میں وہاں — آنسوؤں کی سیل چہرہ پر رواں
شیخ بولے غم نہ کر آیا ہوں میں — جس کا تو طالب ہے وہ لایا ہوں میں
شیخ نے پھر پیش کی ہمیان زر — عرض کی تاجر نے ان کو دیکھ کر
میں نہیں دیتا ہوں اس تحفہ کو اب — قیمت اسکی دلسکیگا کوئی کب
قیمت تحفہ ہے بس اس سے سوا — اس سے اسکو کب کروں دلسے جدا
پھر بڑھائے اور درہم چند بار — بڑھتے بڑھتے پہنچے تا چالیس ہزار
روکے تاجر نے کہی آخر یہ بات — خواب میں حق نے کہا مجکو یہ رات
یعنی ہے مقبول حق تحفہ ضرور — پاس میرے خویش بیگانہ سے دور
جانسے میری طرف مائل ہے یہ — ہے نہ دیوانی بہت عاقل ہے یہ
ہو گیا جب ظاہر اس کا مرتبہ — کر سکے کون اصلی اب بیع و شرا
اب اگر دنیا کی دولت دو تمام — کب قبول اسکو میں اے نیکنام
خالصاً للہ اب میں بالیقیں — کردیا آزاد تحفہ کے تئیں
اور جو کچھ ہے سیم و زر اسکے سوا — وہ بھی میں نے سب فقیروں کو دیا
کردیا سب کچھ رہ حق میں نثار — تا کروں حاصل رضائے کردگار
حق کی مرضی پر اٹھا تاجر نے گھر — باندھی مولی کے رستہ پر کمر
میر نے جو حال تاجر کا سنا — ہاتھ سر پر مار کر رونے لگا
اور کہا گویا کہ رب العالمین — خوش مرے اعمال سے ہرگز نہیں
جو رہا محروم اس حرکت سے میں — جل گیا سر تا قدم حسرت سے میں
مجھ سے راضی ہو تا گر پروردگار — مال میرا ہو تا تحفہ پر نثار
شیخ سے پھر میر بولا بھر کے آہ — تم رہو اسباب کے میرے گواہ ۲۷
پاس میرے مال و زر جتنا ہے اب — خالصاً للہ دیا میں سب کا سب
چھوڑ کر کے حشمت و جاہ و سریر — راہ میں حق کی میں ہوتا ہوں فقیر
الغرض دولت لٹا کر میرے — رکھا بار فقر سر پر میر نے
دل سے اپنی سب مرادیں توڑ کر — باندھی مولی کی مرضی پر کمر
بڑھ گیا تحفہ کی برکت کا اثر — کردیا یکلخت سب کو راہ پر
عشق کا تحفہ کے اک شعلہ اٹھا — گھر دئے ہمسایوں کے سب ہی جلا
عشق کے دریا میں خود تھی غوطہ زن — پاس والوں کو بھی لے ڈوبی وہ زن

بیان تاثیر صحبت کاملان و تحریص صحبت و خدمت ایشاں

کرلیا اپنا سا سکو یک بیک — جو گرے کان نمک میں ہو نمک
خور کا ہو سنگ و شجر میں جب اثر — صحبت کامل نہ دے کیوں کر ثمر
پکڑے خربوزہ سے خربوزہ تو رنگ — رنگ عارف کیوں نہ دے پھر تجکو رنگ
ہوئی بس اکسیر کامل کی نظر — سنگ و آہن جس سے ہو دے لعل و زر
تو بھی ہو کامل کا بھائی ہمنشیں — تا وصال حق ہے ہو تو ہم قریں
ہو تو ان شیر دنکے قدموں پر نثار — پھر شکار معرفت کا کر شکار
ہو دے ان مرغابیوں کے ساتھ ساتھ — تاکہ ہو حاصل تجھے آب حیات
خاک سے کم ہے جو ہو خاکی کا یار — صحبت نوری سے دیکھے سو بہار
گرچہ ہو تو سنگ و آہن سے تبر — صحبت کامل سے ہو لعل و گہر
ڈھونڈ حق کے یار کو اے مرد کار — تا خدا تیرا ہو یار اور غمگسار
رات اندھیری اور رہ میں گھاٹیاں — بے شمع جانا بلا کی ہے میاں
بحر مقصد بیکراں اور رہزن راہ — رکھ ستاروں پر نگاہ تا ہو پناہ
خدمت کامل کو کر تو اختیار — دین و دنیا کے ہوں تا سب درست کار
تا تو انی بندہ شو سلطاں مباش — زخم خوچوں گوی شو چوگاں مباش

www.maktabah.org

خاک پائے کاملاں ہوائے پسر
درد کی برکت نے تحفہ کی غرض
اسکی صحبت نے کیا ایسا اثر
تحفہ بندِ بندگی سے جب چھٹی
سب لباس فاخرہ تن سے نکال
عقل کی چادر کو کرکے چاک چاک
اشک کے دانوں کی لی تسبیح بنا
درد و رنج و غم کو کر اپنا رفیق
وقت ہنسنے کا ہے نہ رونے کا اب
اس سے اسپر روتی یا ہنستی ہو نہیں
چاہتی ہوں اس سے اسکو خاص تر
جبتلک ہوگا نہ دلبر کا وصال
ہو قرار و صبر کب بلبل کو آہ ۲۸
تا نہ دیکھوں شعلہ رخسار ماہ
تا نجاؤنگی میں اس گلگوں سے مل
گرچہ ہے ہر دم نیا جلوہ وصال
کہہ کے یہ اور اٹھ کے بازاری و آہ
شیخ اور تاجر وغیرہ بعد ازیں
چھوٹے ہے جیسے قفس سے جانور
روح صالح تن سے جوں فرقت کرے

آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا و گریختن اواز خلق

شیر غراں کی طرح وانسے اٹھی
ٹاٹ کا ٹکڑا لیا اک سر پہ ڈال
عشق کی لی ڈال اپنے سر پہ خاک
اور عصائے آہ ہاتھوں میں لیا
پکڑا شہر نامرادی کا طریق
کردیا آزاد حق نے تجھ کو جب
واسطے اسکے ہی جاں کھوتی ہوں میں
دل سے مائل ہوں میں اسپر سر بسر
پائے فرقت میں رہو نہیں پائمال
جبتلک دیکھے نہ روئے گل کو آہ
میں رہونگی غم سے جل جل کر تباہ
غنچہ ساں پرخوں رہے گا میرا دل
پر ترقی پر ہے عاشق کا خیال
چھوڑ کر سبکو لیا جنگل کا راہ
باہر آئے دیکھا تحفہ کے تئیں
اڑ گئی جھٹ ہوتے ہی گھر سے بدر
ٹھہرتی ہے کب وہ جنت سے ورے

جسم سے پوشاک پھر کر کے جدی
جائے اطلس کر لیا تن پر پلاس
پہن عریانی کا اک کرتہ لیا
باندھی بیتابی کے پٹکے سے کمر
اور کیا آنکھوں سے جاری بحر خوں
آہ بھر کر عرض کی تحفہ نے یوں
بھاگتی ہوں اس سے میں اسکیطرف
جبتلک اس تک نہیں پہنچونگی میں
ماہی بے آب کو کب ہو قرار
تا نہ دیکھونگی لب دندان یار
اسکے سودائی محبت میں تباہ
گرچہ ہے دلبر مرا ہر لحظہ پاس
اے برادر بے نہایت درگہی است
وانسے دامن جھاڑ کر وہ چاک جیب
ڈھونڈا ہر چند سب نے اسکو جابجا
ملگیا خشکی سے ناگہ حسب خواہ
بلبل ہلیس جو تھی پنجرہ میں واہ

بہتر اس سے ہے کہ ہو تو تاج سر
کھو دیا ان سبکا روحانی مرض
ہو گئے اکسیر سے جوں مثل زر
تن پہ اک کملی پرانی ڈال لی
ترک دل سے کر دیا راحت کا پاس
مفلسی و فقر کا توشہ لیا
اور مصلی عجز کا مونڈھے پہ دھر
شیخ سری نے کہا پھر اس سے یوں
واسطے اپنے نہ روؤں نے ہنسوں
اور رونا اس سے ہے اس پر صرف
جان کو اپنی یونہی کھوؤنگی میں
ہو نہ جبتلک بحر تک اس کا گزار
میں رہونگی خون دل سے اشکبار
جان اور تن کو کروں گی میں فدا
لیک مستسقی کی کب بجھتی ہے پیاس
ہرچہ بر روئے میری بروئے الیست
ہو گئی مثل پری اکدم میں غیب
پر نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا
ماہی بے آب کو دریا کا راہ
کھلتے ہی کھڑکی لیا گلشن کا راہ

رفتن شیخ و تاجر و امیر احمد بن مثنی بہ بیت اللہ و انتقال کردن امیر در راہ مکہ و ملاقات شدن شیخ از تحفہ و انتقال نمودن تحفہ و تاجر

دام میں قید آ ہوئے وحشی جو تھا
اب نشاں اسکا کہاں پاتے ہو تم
وہ ہوا صحرائے لق و دق میں گم
جب نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا
بند کھلتے ہی ہوا مثل ہوا
کردیا پھر عزم بیت اللہ کا

www.maktabah.org

شیخ و تاجر میر تینوں ہو بہم
متفق ہو کر کیا قصد حرم
مرگیا ان میں سے رستہ میں امیر
حسرت و درد و الم کا کھا کے تیر
میر توان سے گیا مر راہ میں
شیخ و تاجر پہنچے بیت اللہ میں
اک صدا پر درد آئی کان میں
جس سے جوش انکی پڑا آ جانمیں
اے مرے معبود اے محبوب دل
اے مرے مقصود اے مطلوب دل
رہنمائی تجھ سے ہے گمراہ کو
دے ہے آگاہی تو جان آگاہ کو
پیاس تیرے شوق کی رکھتا ہے جو
تیرے آب وصل بن کب سیر ہو
جو کہ غم سے تیرے ہے پر اضطرار
بے ترے دیکھے اسے ہو کب قرار
جا کے دیکھا اکطرف اک خستہ تن
سر بسجدہ خاک میں ہے نعرہ زن
سر اٹھا کر اس نے دیکھا شیخ کو
اور کہا اے شیخ سری خوش تو ہو
سن کے بولی لا الٰہ الا ھو
جہل ہو بعد علم کے اے نیک خو
تم گئے کیا بھول اے سری مجھے
میں ہوں تحفہ مول لیتے تھے جسے
شیخ نے دیکھا جو اسکو غور کر
مثل تنکہ ہو گئی ہے سوکھ کر
ہو گئی ہے زہد سے جیسے خیال
ہے گل پژمردہ کانٹے کی مثال
ہو گیا قامت الف سے اسکا نوں
مار مردہ کی طرح کاکل نگوں
شیخ نے تحفہ سے پوچھا اے قمر
نخل تنہائی سے پائے کیا ثمر
تجھ کو تنہائی میں کیا حق نے دیا
کر بیاں کچھ لطف وصف کبریا
عرض کی تحفہ نے اے والا قدر
شب قدر نے چھپ کے پائی کیا قدر
میں وہ پایا خاک میں عزلت کی رل
خاک سے پاتا ہے جوں ہر تخم پھل
سیم و زر کے جوں مجھے لے نکتہ سنج
ملگیا کان نہاں سے ایک گنج
لاکھ میں سے اک کرم اسکا ہے یہ
دی ہے اپنے قرب میں مجھ کو جگہ
دفع درد و غم مرا سب کر دیا
عشق سے اپنے مرا دل بھر دیا
شیخ نے اس سے کہا یوں وہ امیر
دے تھا جو قیمت میں تیرے زر کثیر
یوں کہا تحفہ نے وہ نیکو سرشت
ہیگا ہمسایہ مرا اندر بہشت
حق نے بخشا ہے اسے وہ مرتبہ
آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا

جب نہ پایا تحفہ جاں کاہ کو
چل دئے پھر تینوں بیت اللہ کو
دولت دنیا بھی کر کے سب تباہ
جاں بھی جان آفریں پر کی نثار
ایکدن با شوق دل اور سینہ صاف
کر رہے تھے کعبہ کا طواف
تھا یہ اک مضمون اس نالہ کیساتھ
یعنی کہتا ہے کوئی بیدل یہ بات
ہے چراغ شب سیہ روزوں کا تو
شادی دل ہے شب اندوزں کا تو
درد ہے تیرا شفا بیمار کی
زخم تیرا ہے دوا دل زار کی
عاشق حق نت ہے دنیا میں مریض
آہ و درد اسکی دوا ہے بے نقیض
سنکے اس سے شیخ مضمون دعا
مثل سیل اشک اس جانب چلا
سنکے اسدم شیخ کی آواز پا
چونک اٹھی یکبارگی وہ پارسا
شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہے بتا
جسکے نالہ سے مرا دل خوں ہوا
رحم حق تجھ پر ہو ہے حیرت کی جا
آشنا کے بعد ہونا آشنا
میں ہوں تحفہ جسکو کی تم نے رہا
پائی پردہ سے تیرے ہیں سو نوا
ہے پڑی اک غار میں وہ خاک تن
خاک میں غلطاں ہے اسکا تن بدن 29
سرو سیمیں قد ہوا اس کا خلال
بدر تن گھٹ کر ہوا مثل ہلال
قطرۂ خوں تھے ہزاروں چشم پر
ہو لبوں پر آہ و نالہ پر شرر
کیا ہوا حاصل تجھے کہہ بعد ازاں
خلق سے ہو کر کے خلوت میں نہاں
جب سے چھوڑا دوستوں اور شہر کو
تو نے کیا دیکھے کرم حق کے کہو
اسم اعظم سے تمہیں ہو گا عیاں
کیا ملی عظمت اسے ہو کر نہاں
قدر و قیمت پائی میں چھپنے میں یوں
لعل و گوہر کوہ کے کونے میں جوں
خلق سے جسدم ہوئی ہوں میں نہاں
جو نہاں تھا ہو گیا مجھ پر عیاں
تخت پر اپنی محبت کے بٹھا
تاج الفت کا مرے سر پر دھرا
قربت حق سے ملے انست مجھے
غیر اسکے سب ہے وحشت مجھے
تھا مرے ہمراہ عرب کی راہ میں
مرگیا غم سے وہ تیری چاہ میں
حق تعالیٰ کی مرا الفت میں وہ
ہمقریں ہیگا مرا جنت میں وہ
شیخ بولے وہ کریم بے ریا
خط آزادی تجھے جس نے دیا

www.maktabah.org

تاجر دل خستہ الفت میں تری	چار چشم ہے شوق زیارت میں تری	ہے طواف اندر تری امید پہ	لگ رہی ہے ہر طرف اس کی نظر
سنکے تحفہ نے دعا اک دل میں کر	مر گئی رکھ کر در کعبہ پہ سر	دم میں بھر کر سانس ٹھنڈا مر گئی	عشق کے سب کام پورے کر گئی
جان مت دی جان اسنے رائیگاں	جان جاناں پر فدا کی اسنے جاں	عمر طاعت میں گزاری یار کی	مرد وار آخر کو جاں بھی وار کی
چھوڑ کر اسے دل یہ رو یہ شانگی	سیکھ لے اس زن سے تو مردانگی	غم تو اپنا کر نہیں گر تجھ کو غم	جائے ماتم ہے نہ جس جا میں ہو غم
آگیا تاجر بھی ناگہ اس گھڑی	دیکھا تحفہ کو کہ ہے مردہ پڑی	بیدلی سے وہ بھی گر کر خاک پر	مر گیا تحفہ کے رکھ پاؤں پہ سر
جان دی بیساختہ مثل پتنگ	ساتھ اس شمع کے جلکر بیدرنگ	دیکھ کر یہ حال بولے شیخ یوں	انا للہ الیہ راجعون
بعد ازاں تجہیز اور تکفین کر	خاک میں دونوں کو سونپا سر بسر	شیخ نے دونوں کا کر گور و کفن	بعد راہی ہوئے سوئے وطن
رحمت حق ہو جیو شام و سحر	ان شہیدوں کی روان پاک پر	رحمت حق ہو سدا ان پر نثار	دے جگہ ہم کو بھی رب انکے جوار
بارہ سو تھے اور اکاسی سال ہجر	ہو چکا جب حضرت تحفہ کا ذکر	ہو چکی جب مثنوی تحفہ تمام	تحفۃ العشاق رکھا اسکا نام

تمت بالخیر

از جناب عالم لوذعی و فاضل یلمعی جناب مولانا مولوی اشرفعلی صاحب مدرس اوّل بدست آمد ۲

آہ کہ وہ یار مرا یار نہیں	آہ وہ دلبر مرا دلدار نہیں	آہ مجھے جس نے لیا پھیر دیا	آہ مرا کوئی خریدار نہیں
آہ جو لے ہے مجھے پھینکے ہے وہیں	آہ کوئی مجھ سا بھی بس خوار نہیں	آہ جسے دل دیا بس رنج لیا	آہ کوئی یار وفادار نہیں
آہ سنے کون مرا درد و غم	آہ بجز غم کوئی غمخوار نہیں	آہ کہوں کس سے میں احوال دل	آہ کوئی محرم اسرار نہیں
آہ مصیبت مری پھر کون سنے	آہ مرا یار ہی جب یار نہیں	آہ اے امداد نہ کر آہ آہ	آہ یہی سر قابل اظہار نہیں

www.maktabah.org

غذائے روح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

کس سے ہو حمد و ثنا اُس ذات کی
قدرتِ حق یہ ہے جس سے دو جہاں
ہے منزّہ وہ نوازِ کون و مکاں
ہے تو ہی پروردگارِ دو جہاں
ہم سے طاعت کب تری آوے بجا

کُن سے پیدا جسنے موجودات کی
ہو گئے دو[۲] حرف سے کُن کے عیاں
اُسکے پُر اوصافِ قدرت ہیں عیاں
ہے تو ہی پیدا کنندہ انس و جاں
ہاں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا

اُس وجودِ پاک کی ہو حمد کب
حکم کا ان دنوں کے ہوتے ہی ہوا
یا الٰہی تو ہے بیچون و چگوں
خوانِ الوان عام ہے سب پر ترا
تجھکو جو لائق ہے اطاعت اے خدا

جلوہ گر ہے جس سے موجودات سب
کُن سے یہ کونین کا نقشہ بنا
راہ اپنی کا مرا ہو رہنموں
شکرِ احساں پر کروں تیرا سدا
ہووے شاید جب کسی سے کچھ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نامِ پیغمبر سے اَے امداد آ
کس سے ہووے نعتِ ختم المرسلین
۲ ذاتِ پاک احمدؐ ہے والشمس والضحےٰ
سرورِ عالم محمدؐ شاہِ دیں
ذاتِ پاک اُنکی نہ پیدا ہوتی گر

کر نواب کام و زبان شیریں ذرا
جز بذاتِ پاک ربّ العالمیں
جسکے یہ ذرّے ہیں سارے اولیا
پیشوائے اوّلین و آخریں
ہوتے کب ارض و سما جن و بشر
آل اور اصحاب جتنے ہیں تمام

نام پاک اُنکا ہے احمد مجتبےٰ
ذاتِ احمدؐ ہے وہ بحرِ بیکراں
ہے سزاوارِ اُسکو تاجِ سروری
حکم اُن کا ہے جہاں میں سربسر
اُسپہ پڑھ امداد تو لاکھوں صلوٰۃ
پڑھ تو انپر سو درود اور سو سلام

ہیں وہ مقبولِ جنابِ کبریا
جسکا اِک قطرہ ہے یہ کون و مکان
زیب اُسے ہے خلعتِ پیغمبری
وہ یہاں آئے ہیں سب سے پیشتر
تجھکو ہو جسکی شفاعت سے نجات

مدحِ مبارک ہر چہار خلیفہ و دیگر اصحابؓ رضی اللہ عنہم

شہسوارانِ جہاں مردانِ دیں
تیسرے عثمانؓ با حلم و حیا
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا
تو بھی جان و دل سے اَے امداد اَب

چار یار مصطفےٰ اہلِ یقیں
چوتھے ہیں حضرت علیؓ شیرِ خدا
ہے ان ہی چاروں سے دیں کو ارتقا
رہ فدا انپر سدا ہر روز و شب

اوّلاً بو بکر صدیقؓ اہلِ دیں
اور سب اصحاب اُنکے ذی علوم
اُن سے راضی ہے خدائے دو سرا
جو کوئی بد اعتقاد اُن سے ہوا

دوسرے عادل عمرؓ والا یقیں
ہیں ہدایت کے فلک پر وے نجوم
اور خوش ہیں انسے حضرت مصطفےٰؐ
ہے وہ مردودِ جنابِ کبریا

اس داستان میں تبرکاً حضرت پیر و مرشد برحق عارف نورِ مطلق شیخ المشائخ والا و لیا حضرت
مولانا و اولانا قطبِ میان و و آب نور الاسلام حضرت خداوند میان جیو نور محمد جھنجھانویؒ

www.maktabah.org

نام سے مرشد کے اے امداد آ / دے زبانِ دل کو اب کچھ ذائقا

ماہیِ دریائے توحیدِ خدا / مظہرِ حق مصدرِ سرِّ خدا

شاہِ دیں سرخیل جملہ اولیا / تاج بخشِ اصفیا داتقیا

رہنمائے زبدۂ اربابِ علم / رہبرِ ہر قدوۂ اصحابِ علم

اخترِ چرخ ہدا ماہِ عطا / بحرِ علم معرفت نجم الہدا

یعنے پیر اور مرشد اور مولی مرے / حضرت نور محمدؐ نیک پے

ہیں وہ بیشک مظہرِ انوارِ حق / سر سے پا تک مصدرِ انوارِ حق

سارے عالم پر ہے اُس کا پرتوا / کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما

خاص جلوے کی چمک جسپر پڑی / چرخِ غیبی کا ہوا ماہِ جلی

پرتوا اُس نور کا جس پر پڑا / ہو گیا ذرّے سے خورشید ضیا

آگئے اُنکے ذروں کے ذرّہ مثال / ہے وہ خورشیدِ فلک بے قیل وقال

اِن میں اُن میں فرق ہے بس بیشمار / اِن سے حاصل کار خیر اور اُن سے یار

دیکھ لے ہے چشم دل کی کھول کر / ہر جگہ نورِ محمدؐ جلوہ گر

عکس سے اُس نور کے تا اے پسر / روئے جاناں پر پڑے تیری نظر

گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال / فیض باطن ہے دلے اُنکا بحال

اب تو بے شک وہ سراسر نور ہے / نور ہے سایہ سے بالکل دُور ہے

حبب ہوا پیدا وہ نورِ معرفت / شبلیِ دوران ادہم کی صفت

بارہ سو انسٹھ[۱۲۵۹] میں کر کے انتقال / اِس جہاں سے جا ملے باذوالجلال

مولد و مرقد شریف اُن کا پسر / خلق میں روشن ہے جوں شمس و قمر

شہر جھنجھانہ ہے اک جائے ہدا / مسکن و ماوا ہے اُس جا آپ کا

متصل اُس شہر کے اے نیک نام / ہے عجیب دلچسپ درگاہِ امام

پاس اُس مرقد کے قبلہ رخ بنی / ہے زیارت گاہ میرے پیر کی

اعتقادِ دل سے جو جاوے وہاں / اُسپہ سب اسرارِ باطن ہوں عیاں

کرتے ہی زیارت مزارِ پاک کی / ہوویں ظاہر اُسپہ اسرارِ خفی

سرورِ عالم شہِ دنیا و دیں / عاشق و معشوق رب العالمیں

واقفِ اسرارِ حق دانائے راز / بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز

پیشوائے شاہ شاہانِ جہاں / مقتدائے جان جانانِ جہاں

حامیِ دین متیں خیر الامم / دافعِ بدعات وکینِ کفر و ظلم

قبلۂ ارباب و اصحابِ یقیں / کعبۂ عباد و زہاد اہل دیں

حضرت نور محمدؐ اولیا / پیر و مرشد ہیں مرے اور رہنما

دیکھ ٹک جلوہ ذرا اُس نور کا / جس سے ہیں پُر نور بہ ہر دوسرا

جسکے سر پر خاص سایہ اُس کا ہو / ملک غیبی کا ہوا سلطان وہ

چشم رحمت سے نظر جس پر کرے / قطرے سے دریا ہو وہ پل مارتے

پرتوؤں کا اُسکے کیا ہووے بیاں / ہے ہر اک اُنمیں سے خورشید جہاں

کیونکہ ہیں یہ سب کے سب خورشیدِ جاں / اور وہ ہے آفتاب آسماں

روشنی انکی سے ہے دنیا کا کار / نور سے اُنکے ہو حاصل روئے یار ۳

چاہئے تجھکو اگر وصلِ خدا / سایۂ نور محمدؐ میں تو آ

الغرض جو راہِ حق مطلوب ہے / جا قدم لے دوڑ میرے پیر کے

بلکہ سو چند اس سے ہے نور و ضیا / کیونکہ پردہ جسم کا بھی اٹھ گیا

سالِ تاریخ اور تولد اور وفات / اُنکی دونوں مجھسے سُن اے نیکذات

ہجرتِ نبوی کا اے فرخندہ فال / بارہ سو[۱۲۰۰] پر تھا زیادہ ایک سال

جسکو ہووے شوق دیدار خدا / اُنکے مرقد کی کرے زیارت وہ جا

گر نہ آوے تجھکو کوری سے نظر / پوچھ لے مجھ سے تو اب اے بے خبر

مولدِ پاک آپ کا ہے اور مزار / اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار

سید محمود ہے نام شریف / ہے مکاں وہ بس عجیب و بس لطیف

اُس جگہ ہے مرقدِ پاکِ جناب / سر جھکاتے ہیں جہاں سب شیخ و شاب

دیکھتے ہی اُس کے مجھ کو ہے یقیں / اُسکو ہو دیدار رب العالمیں

کیوں پھرے ہے جا بجا سر مارتا / سایۂ نور محمدؐ میں تو آ

جو نہ ہو قدرت تجھے اس نور تک	اسکے خلفا سے تو جا دامن سے لگ	ہیں بہت انکے خلیفہ اور مرید	پا سکے ہے انکو کب تو اے سعید
ہیں مرید اور طالب انکے بیشمار	جنکی برکت سے جہاں میں آشکار	لیک ان کا مرتبہ دیکھے ہے وہ	چشم بینا دل مصفا جسکے ہو
ان کا رتبہ کب تجھے آوے نظر	ہو رہا ہے تو تو بالکل بے صبر	الغرض گر تجھ کو اب منظور ہے	دوں پتا بعضوں کا ان میں سے تجھے
طالب صادق ہے جو تو اے میاں	دوں پتا خانہ کا میں انکے نشاں	راہ حق تجکو اگر مطلوب ہے	قصبۂ تھانہ بھون کی راہ لے
ہیں خلیفہ آپکے چند اک وہاں	نور سے جن کے ہے روشن سب جہاں	فیض انکا عام ہے اک خلق پر	چھوڑ گھر اور جلد لے جا انکا در
صحبت انکی جان پارس اے فنا	جنکے ملنے سے ہو مس خالص طلا	ہے نگہ میں اسقدر ان کی اثر	سنگریزے جس سے ہوں رشک قمر
دیکھتے ہی انکے دم میں اے اخی	سو برس کا بت پرست ہووے ولی	اس طرح کے چھوڑ کر مردان مرد	چھانتا پھرتا ہے کیوں عالم میں گرد
ہیں خلیفہ انکے گرچہ بے شمار	لیک انمیں ہیں دو اعلیٰ باوقار	ان میں سے دو شخص ہیں اہل ہدا	ماہ برج معرفت شمس الضحیٰ
نیر برج کرم ماہ عطا	گوہر درج نعم بحر سخا	صاحب ارشاد و تلقین و ہدا	عاشق حق نائب خیر الوریٰ
عالم و زاہد ولی اہل مقام	متقی و پارسا و نیک نام	یعنے ہیں حافظ محمد ضامن اب	فیض کی طالب ہے جن سے خلق سب
دوسرے شیخ محمد مولوی	علم و زہد ان کا ہے عالم پر جلی	بحر ہے مواج دونوں علم کا	ظاہری و باطنی با اہتدا
وصف ان کا ہو سکے کس سے ادا	بحر عرفاں کے ہیں دونوں آشنا	مجمع البحرین ہیں عرفان کے	جن سے باغ دو جہاں سرسبز ہے
۴ دیکھنے کو حق کے یہ آنکھیں ہیں دو	بے حجاب ہو دیکھ ان سے یار کو	دیکھنے کو مصحف رخسار جاں	چشمۂ عینک ہیں دونوں ایکساں
ملک غیبی کے ہیں دو شمس و قمر	نور سے دیکھ انکے روئے سیمبر	شمع دو ہاتھوں میں دیدی ہیں ترے	راہ سیدھی آپ تو اب دیکھ لے
	اسپہ بھی پھر تو اگر اندھا رہے	قعر گمراہی میں بلکہ جا پڑے	

مناجات بجناب باری تعالےٰ

ان کی برکت سے مجھے بھی یا خدا	اپنے کوچہ کا ذرا راستہ بتا	ساتھ کا میرے ہر اک واصل ہوا	کوئے فرقت میں رہا میں ہی پڑا
میں بھی تو اس نور کا سایہ ہوں آہ	دور مجکو ڈال کر مت کر تباہ	گرچہ نالائق ہوں بدکار اور برا	کفش بردار ہوں مگر اس نور کا
نیک ہوں یا بد بھلا ہوں یا برا	تیرا کہلا کے کہاں جاؤں خدا	مت اٹھا ذلت سے اس در سے کہیں	دوسرا در مجکو اب ملتا نہیں
اپنی رحمت سے بلا یا دور کر	پر نہ چھوڑوں گا کبھی میں تیرا در	مجھ سے ہیں بندے ترے بے انتہا	پر نہ مجھکو تجھ سوا ہے دوسرا
دیکے عزت پھر مجھے مت کر تو خوار	اور نہ کر ذلت گنہ سے شرمسار	مت مسلط مجھ پہ کر شیطان و نفس	ہاتھ سے تیرے ہو جو ہو اور بس
تجھ سے ہی شرمندگی بس ہے مجھے	پر نہ کر شرمندہ آگے اور کے	شامت اعمال سے اپنے مگر	ایک مدت تک رہا ہوں دور تر
ہو کے قائل اپنی تقصیرات سے	اب جو آیا ہوں تو مجھکو بخشدے	کیا کروں میں عذر تقصیرات کا	تیرے آگے عجز و زاری کے سوا
آہ و زاری سے اٹھا دست دعا	مانگتا ہوں تجھ سے تجھکو اے خدا	تجکو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں میں	اور کی خواہش نہ اب کرتا ہوں میں
نے گدائی تاجداری چاہیے	پر ترے کوچہ کی خواری چاہیے	کر مجھے یوں اپنی الفت سے تو مست	جس سے ہو دیں سب خیال غیر پست

www.maktabah.org

دے مجھے اب ہوش یارب اسقدر
غیر تیرے جو ہو دل سے دور ہو
دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی
درد و غم کو اسقدر یارب عطا
کر عنایت بیخودی اب مجھ کو دو
خاکِ راہِ دردمنداں کو مجھے
تاکہ کردوں غرق اس میں غیر کو
داغ دل سے کر مجھے باغ و بہار
زنگ غیر آئینہ دل سے دور کر
جام وحدت سے مجھے یوں مست کر
دے رہائی مجھکو یارب آپ سے
ہر رگ و پے میں سماوے شغل جاں

تجھپہ دیوانہ رہوں اٹھوں پہر
تیری الفت سے یہ دل معمور ہو
ایک دم آرام ناپاؤں کبھی
جو کہ دیکھے مجھ کو دے آنسو بہا
آپ کو کھو کر میں پاؤں آپ کو
جان بریاں چشم گریاں کر مجھے
ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سو ہو
تاکہ آوے سیر کو وہ گلعذار
تاکہ دیکھوں اسمیں روئے سیمبر
حرف غیریت کا ہو دلسے بدر
آپکو میں اپنے پاؤں آپ سے
دور ہو حرفِ دوئی از ور میاں

ذکر ہووے تیرا ہوئے سدا
فکر باطل دل سے میرے دور ہو
شغل ہووے درد و غم کے جام سے
سینہ بریاں چشم گریاں جان بلب
درد الفت دے وہ اب دل کو میرے
دے وہ گریہ کو مرے شورائے غفور
کر عطا ایسی طپش دل کو مرے
خانۂ دل کو مرے ویران کر
دام الفت میں پھنسا کر جلد تر
دوستن سے کر پُر مرا یوں لحم و پوست
کر جگہ دلبر کی یوں دل میں مرے
ما و من کا مرض دل سے دور ہو

فکر ہووے نوری ہووے سدا
مظہر انوار سے پر نور ہو
ایکدن بیٹھوں نہ میں آرام سے
عشق میں کھینچوں سدا رنج و تعب
درد میرے کو دوا ہو درد سے
جس سے ہو جا چشم طوفاں کا تنور
ماسوا جاناں کے سب کو پھونکدے
گنج الفت اسمیں بھر دے سربسر
دو جہاں کی قید سے آزاد کر
پوست سے باہر نہ نکلے غیر دوست
غیر کی اسمیں نہ گنجائش رہے
توہی تو باقی رہے تن نور ہو

اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا و ہادینا و مرشدنا قطب میان دو آب نور الاسلام حضرت خداوندم مولوی نور محمد قدس سرہٗ کا کہ اوپر مجھ ناکارہ بیچارہ بدراہ روسیاہ امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے 5

جلوۂ نورِ محمدؐ نے اَب آ
دیکھکر اُس شعلہ رُد کی بہار
دیکھتے ہی لالۂ رُخ کی پھبن
تھی شبِ معراج نے وہ زلف تھی
ایک چشمہ بھی جو اُس سے کھول دوں
گر دکھاؤں اُسکا دُرِ شاہوار
یہ رہے نہ وہ رہے نہ میں نہ تو
اس جگہ خاموش رہنا چاہیے
لطف و احساں اُسکا لکھ سکتا ہے کب
خوش زمانہ تھا کہ اِس ہجران میں

دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا
ہر بُنِ مُو سے مرے نکلے شرار
داغِ دل سے ہو گیا باغ و چمن
جو تجلّی اُس نے پائی نور کی
غرق اُس میں دونوں عالم کو کروں
دو جہانکو اُسپہ کر ڈالوں نثار
ہُو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہُو
سرِّ باطن مت زباں پر لایئے
سرِ قلم کا بھی قلم اِس جا ہے اَب
تجھپہ جو جو گذرے تھا اُس آن میں

خود دکھا برقِ تجلی کا جلال
اُن شراروں کو اجازت دوں اگر
پھنسکر اُسکی زلف میں امداد میں
بحرِ عرفاں لطف سے اس نور کے
اک حباب اُس بحر کا ہے یہ سما
جو دکھاؤں اُس تجلی کی چمک
بل نہ حرفِ ہُو رہے پھر جان تو
رکھ قدم امداد اِس جا تھام تھام
دیکھ یاں مت مار دم امداد اَب
پھر تا تھا صحرا بہ صحرا کُو بہ کُو

خرمنِ تن میں مرے دی آگ ڈال
خاک کر دیں ماسوا کو پھونک کر
دونوں عالم سے ہو آزاد میں
موجزن امداد کے سینہ میں ہے
اک ذرّہ ہے یہ خور اُس نور کا
پھونکدے ماہی سے لیکر ماہ تک
ہُو ہی ہو باقی رہے خود ہُو ہی ہُو
غور فہم عام پر کر والسلام
بندہ ہو کر حق سے کر حق کو طلب
اپنے اُس دلبر کی کرتا جُستجو

www.maktabah.org

ذوق شوق محبت الٰہی کا بیان

اے خدائے مالک ہر دوسرا	درد فرقت سے مرا دل ہے بھرا	تیری دوری سے بہت بیتاب ہوں	ریگ پر جوں ماہی بے آب ہوں
بیقراری ہے بہت اے کبریا	ڈھونڈھنے تجکو کہاں جاؤں بتا	تو ہی بتلا آپ اپنی مجھ کو راہ	جس سے پہنچوں تجھ تلک اے بادشاہ
بن بلائے تیرے اے شاہ جہاں	تجھ تلک میں پہنچ سکتا ہوں کہاں	واسطے اپنے ذرا صورت دکھا	تاکہ جی قید دوئی سے چھوٹ جا
اس دوئی نے کر دیا دور اسقدر	آپ کی بھی میں نہیں رکھتا خبر	بحر وحدت سے مجھے لاکر یہاں	ڈالا یوں کثرت میں اے جان جہاں
دور کرکے مجھ سے کثرت کے حجاب	جلوۂ وحدت دکھا مجھکو شتاب	تاکہ قید ما و من سے چھوٹ کر	اصل سے اپنے کہیں پاؤں خبر
پھر میں اپنا اس کو کرکے راہبر	تجھ تلک پہنچوں کہیں اے باخبر	وہ بھی تو اک وقت تھا اے کبریا	جز وجود پاک کے کوئی نہ تھا
بحر وحدت میں یہ جان تھی غوطہ زن	کچھ دوئی کا تھا نہ واں رنج و محن	ملک میں ہستی کے اے امداد آ	گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا
قید ہستی میں پھنسا تو اس قدر	اصل کی اپنی نہیں تجھکو خبر	عہد و پیماں جو کئے تھے تو نے واں	کچھ بھی ان سے یاد رکھتا ہے یہاں
عہد و پیمان توڑ کر اے بے وفا	جس لئے پیدا کیا تھا تجھکو یار	وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار	۲ راہ سے بے راہ تو اب ہوگیا

بھائی نے یہ مضمون کتاب نان وحلوا کا کہ تصنیف بہاؤالدین عاملی کی ہے جو مطابق اپنے حال کے تھا لکھا ۶

سن تو اے شکنندۂ راہ قدیم	اور اے گم کردہ راہ مستقیم	گوش جاں سے سن تو بلبل سے ذرا	یار کی باتوں سے یہ کہتی ہے کیا
ہے یہ بلبل یار کے گلزار کی	پوچھ باتیں اس سے اس دلدار کی	آفریں اے بلبل بستان جاں	کہہ مرے دلدار کی تو داستاں
آفریں اے بلبل دستان سے	آفریں اے قاصد بستان سے	قاصدا جلدی خبر مجھ کو سنا	کہتا ہے حق میں مرے کیا دلربا
مجھ سے راضی بھی ہے وہ دلبر بتا	اور مائل بھی ہے کچھ سوئے وفا	یا ہمیشہ ہجر پر مسرور ہے	سچ بتا جو کچھ اسے منظور ہے
آفریں اے پیک فرخ فال من	آفریں اے مایۂ اقبال من	آفریں اے بلبل خوش خواں تجھے	ماسوا سے کردیا فارغ مجھے
ہیں نوا ہیں کیا تری آتش بھری	آگ جس سے یوں مرے دلمیں لگی	سوز دل سے میری باآہ وفغاں	ہر بن مو سے نکلتا ہے دھواں
آفریں اے ہدہد شہر سبا	آفریں اے قاصدان دلبر با	آفریں اے طوطی شکر شکن	تجھ پہ ہو قربان میرا جان و تن
کہہ تو پھر مجھ سے ذرا حال صنم	لیگیا تحقیق دل سے رنج و غم	نجد کے یاروں کی دے مجھ کو خبر	تاکہ ہو ویں مست سب دیوار و در
پھر سنا بہر خدا اے نامہ بر	زمزم و خیف و منا سے کچھ خبر	ہے دل و جاں دونوں غم میں مبتلا	تاکہ چھوٹیں سنکے حال دل ربا
مسکن و ماویٰ سے پھر میرے ذرا	دے خبر بہر خدا بہر خدا	پھر کہوں کچھ یار بے پرواہ سے	کس لئے مجھ سے وہ اب ناراض ہے
کیوں خفا مجھ سے ہوا وہ بے سبب	عہد و پیماں توڑ کے کیوں یکلخت سب	کہہ ذرا بہر خدا اک حرف تو	از زبان آن نگار تند خو
جس سے ہو تسکین کچھ دل کو مرے	وہ بیان کر مجھ سے ہوں قرباں ترے	ایکدن وہ تھا کہ ہم اور وہ صنم	مثل بوئے گل تھے آپس میں بہم
ایکدن وہ تھا کہ ہم سے دلربا	گاہ خوش ہوتا تھا اور گاہے خفا	خوش وہ دوراں تھا کہ گاہے از کرم	مارتے راہ وفا میں تھے قدم

www.maktabah.org

آخرش اک شب بصد رنج و الم   میں کروں تھا گوشہ میں یادِ صنم
جاں لبوں پر حسرتِ گفتار سے   دل بھرا نومیدیِ دیدار سے
فتنۂ ایام و آشوبِ زماں   خانہ سوزِ صد چو من بے خانماں
ناگہاں در سے مرے وہ بے حجاب   لب گزاں ڈالے ہوئے رخ پہ نقاب
بے محابا پاس میرے آن کر   پوچھنے مجھ سے لگا وہ باخبر
آتشِ فرقت میں تیری دل کا حال   کیا ہے کچھ تو منہ سے تو اپنے نکال
بیٹھ کر اک دم سرِ بالین پر   اٹھ گیا بے ساختہ وہ باخبر
میں نے تب اس سے کہا اے خوش ادا   پھر میں کب دیکھونگا تجھ کو یہ بتا

سر بزانوئے غم سے اس کے بیٹھ کر   کھینچتا تھا دل سے آہِ پُر شرر
وہ قیامت قامتِ پیماں شکن   آفتِ دوراں بلائے مرد و زن
دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مہرِ منیر   خود بخود ہوتا ہے یاں رونق پذیر
زلفِ مشکیں دوش پر ڈالے ہوئے   اور نگہ سے کارِ عالم کا کئے
یہ کہ اے شیدا دلِ محزوں مرے   دے بلاکش عاشقِ مفتوں مرے
میں کہا اس سے قسم اللہ کی   جان اب مجھ میں نہ کچھ طاقت رہی
ساتھ اپنے لیگیا وہ خود پرست   عقل و دیں میرا وہ سارا ایک لخت
یہ لگا کہنے مجھے دیکھے گا تو   خواب میں اپنے پھر آدھی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تاسف اور ندامت اور صرف کرنے عمر کے بیچ اس چیز کے کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنوں اور غرض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سُوْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ شِفَاءٌ یعنے جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گذری ساری قیل و قال میں   پھنس رہی غفلت سے اس جنجال میں
اے ندیم اب کفشِ پا سے دور کر   بہر موسیٰ ہے وہ آتش جلوہ گر
اور پلا جلدی سے مجھ کو وہ شراب   غیرِ حق ہو جس سے جلکر سب کباب
دے شراب ایسی مجھے اب جلد تر   مست ہوں پینے سے جسکے اس قدر
وہ پلا مجھ کو تو اب بہر خدا   تاکہ فارغ ہوں زقیدِ ماسوا
اٹھ توجہ کر ذرا بہر خدا   کرتا ہے تسبیح اس کی دل مرا
تنگ ہے افسوس وقتِ عمر اب   حیف ہے صد حیف کھوئی عمر سب
علم رسمی دور کر مجھ سے اخی   عمر علمِ رسم میں گذری مری
دل کو کرتا ہے یہ مردے سے تبر   کچھ نہیں حاصل ہے اس سے جز خطر
علم کا بر تن زنی مارے بود   علم کاں بر دل زنی یارے بود
علم سے کر لے صفائی دل کی یار   ہے وہی پھر تیرا یار و غمگسار
عاشقی کا حکم حق ہے اور درست   اور سوا اسکے ہیں سارے علم سُست
ہو نہ جس دل میں محبت کا اثر   ہے خدا کی مار اس پر بیشتر

۷ اے ندیم اب بہرِ حق اٹھ تو سہی   کچھ نہیں طاقت ہے اب مجکو رہی
دے مجھے اب وہ شرابِ شعلہ زن   جس سے جلکر خاک ہو تن اور بدن
وہ شراب اب مجکو دے تو اے لبیب   راہ بر ہو جو کہ در راہِ حبیب
جس طرف دیکھوں اٹھا کر کے نظر   کچھ نہ آوے غیرِ دلبر کے نظر
اور مئے خمر الحنا ہے لاؤ تم   چھوڑ پیالوں کو لگا دو منہ سے خم
خوف مت کر ابتو اے صاحبِ شعور   کیونکہ ہے اللہ تو ربِّ غفور
آہ صد افسوس یہ عمرِ عزیز   کھوئی اپنے ہاتھ سے ہو بے تمیز
علمِ رسمی سارا قیل و قال ہے   اس سے کچھ حاصل نہ خط اور خال ہے
طبع کو افسردگی بخشے مدام   مولوی کا یاد رکھ پھر یہ کلام
خرچ تو نے علم تن پر کیا   ہو گیا حق میں وہ تیرے اژدہا
علمِ حق ہے جانِ علم و عاشقی   باقی ہے مکرِ ابلیسِ شقی
جسکے دل میں ہو نہ الفت یار کی   ہے بلاشک وہ تو قابل نار کی
جسکے دلمیں ہو نہ مہرِ گلرخاں   کہنہ انبانہ ہے وہ پُر از استخواں

www.makiabah.org

راز باطن اس سے کب تجھ پر ہو باز ‌‌— گو ترے شاگرد ہوں سو فخر رازیؔ[1]　　علم رسمی گو تو کیسا ہی پڑھے — راز باطن اس سے کب تجھ پر کھلے

جو کوئی قربان نہ ہووے یار پر — اسکے لائق ہے جدا ہو تن سے سر　　جو نہ ہووے مبتلائے ماہ رو — نام اسکا لوح انسانی سے دھو

جس کسی کے ہو نہ دلمیں مہر یار — اسپہ لائق ہے کہ ہو پالاں کا بار　　الغرض اس علم رسمی میں اخی — کھو چکا تو عمر اپنے کام کی

علم دیں ہے فقہ و تفسیر و حدیث — جو سوا اُس کے پڑھے ہو وہ خبیث　　عمر سے تیری کوئی پوچھے اگر — سات دن باقی ہیں اسمیں تک اندکر

سن تو اس بنتے ہیں اے مرد خدا — اب پڑھے گا علم بتلا کون سا　　فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم — ہندسہ یا رمل یا اعداد رسوم

یہ علوم اور یہ خیالات صور — فضلۂ شیطان ہے یہ سنگ پر　　جو ہو دل خالی ز عشق دلبراں — سنگ استنجاء شیطاں اسکو جاں

دل کو علم عشق سے خالی اگر — دیکھتا ہے بے حیا ٹک غور کر　　سنگ استنجاء شیطاں ہے وہ دل — دل نہیں پر ہے سرشت آب و گل

حیف ہے رکھتا ہے جو تو اے دغل — سنگ استنجاء دیو اندر بغل　　لوح دل سے فضلۂ شیطان دھو — اے مدرس درس عشق ہم بگو

چند خوانی حکمت یونانیاں — حکمت ایمانیاں راہم بخواں　　پڑھ چکا تو حکمت یونانیاں — حکمت ایمانیوں کو بھی تو جاں

علم معقولات بے بنیاد ہے — مغز کو خالی کرے گا تا بکے　　بحث نحو و صرف میں کی عمر صرف — اتنو فضل عشق سے پڑھ یک دو حرف

دل کو روشن کر با نوار جلی — کیوں بنا ہے کاسہ لیس بو علی　　فخر رازی اور ارسطو بو علی — ہیں یہ باطل اور اُن کے علم بھی

ان کو جو پڑھتا ہے تو اے زشت خو — خوک اور کتوں کا جھوٹا کھاتا تو　　سرور عالم شہ ہر دو سرا — کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا

۸ سو ارسطالیس سور بو علی — کب شفا حضرت نے فرمایا اخی　　جھوٹے میں مومن کے ہوتی ہے شفا — کافروں کا جھوٹا ہے زہر اور بلا

کھا لیا ہے زہر اگر تو نے ذرا — جا کے کھا تریاق تا ہووے شفا　　سینہ اپنا جا کے تو صد چاک کر — دل کو تو آلودگی سے پاک کر

کب تلک افسوس زاری بیشمار — شرم کر حق اور نبی سے اتنو بار　　کب تلک بیہودگی سے گفتگو — تو کریگا اب بتا اے زشت خو

کب تلک اس فکر باطل میں بھلا — تو رہے گا مبتلا اے بے حیا　　فکر اس کی کر جو تیرا یار ہو — درد و غم کا تیرے حامی کار ہو

سن دف و نے سے وہ گل مرد عرب — کہتا تھا کیا خوب از روئے طرب　　گوش جاں سے سن ذرا اے نیکخو — قول اک مرد عرب کا مجھ سے تو

تھا عرب میں ایک مرد خوش ادا — عشق سے رکھتا تھا وہ کچھ ذالقا　　ایک دن فرحت سے وہ بے رنج و غم — دائرہ اور نے بجاتا تھا بہم

اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے — یعنے اس مضمون کو جی جان سے　　ہو ولے تم قوم اے مردان کام — مدرسہ میں رہ کے یوں لیل و نہار

کچھ کیا حاصل نہ تم نے زینہار — جز خیال اور وسوسہ اے نابکار　　جو کہ کرنا تھا کیا تم نے نہ کام — عمر باتوں میں گئی ناحق تمام

حق حق و لق لق میں یہ عمر عزیز — تو نے کھوئی رائگاں اے بے تمیز　　پر کبھی تم نے نہ ذکر اُسکا کیا — جس نے یہ تم کو دیا ذہن و ذکا

ذکر میں اور فکر میں غیروں کے آہ — جان اور تن کو کیا ناحق تباہ　　چھوڑ کر کے تم نے کوچہ یار کا — لے لیا ہے آہ رستہ نار کا

ہے تمہارا ذکر در غیر الحبیب — کچھ نہیں عقبیٰ میں اب تمکو نصیب　　لوح دل سے دھو اسے اے نیکذات — علم جو دیوے نہ عقبیٰ میں نجات

ساقیا یک جرعہ از جام قدیم — دے تو اب امداد کو مہر کرم　　تا کرے شق پردۂ پندار کو — یار کی آنکھوں سے دیکھے یار کو

[1] مراد ازاں امام حجۃ الاسلام فخر الدین رازی، مستند تا آمدم کہ در دل تو محبت گلرخاں نخواہد بود سر باطن منکشف نخواہد شد اگرچہ مثل فخر الدین رازی ہزار تلمیذ تو بودند ۱۲

www.maktabah.org

یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خلائق سے ہے

جسکو دے توفیق رب العالمیں ہو وہ قیل وقال سے عزلت گزیں
تجکو خلوت میں ہے عزت اے فنا اختلاط خلق سے ڈھونڈے ہے کیا
جو ملے گوشہ سے عزت برملا خلق کے ملنے سے پھر حاصل ہے کیا
دامن عزت سے پا مت کر بدر کیوں پھرے ہے چوں گدایاں در بدر
گوشۂ خلوت میں تو بیٹھا اگر پھر قدم ہرگز کبھی باہر نہ کر
جو تو دیو نفس سے پاوے اماں جا پری کیطرح سے ہو جا نہاں
جس طرح پریاں ہو رہتی ہیں چھپی دیو کے ہاتھوں سے رہتی ہیں بچی
اس طرح جب دور ہو تو خلق سے نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بچے
کب حقیقت سے کھلے گا تجھ پہ در تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر
ہووے حاصل کب تجھے راہ خدا جب تلک چھوڑے نہ دنیا کا مزا
جو تو چاہے عزت دنیا و دیں خلوتے از مردم دنیا گزیں
جس نے پایا کچھ بھی خلوت کا مزا ہو گیا وہ دو جہاں کا پیشوا
جب ہوئی پوشیدہ سب سے لیل قدر ہو گئی وہ رشک صد خورشید و بدر
چھپ رہی ہے جو شب قدر اے فنا اسلئے مقبول ہے پیش خدا
ہے نہاں جو اسم اعظم اسلئے سارے ناموں کا وہی سردار ہے
ہو تو گر عالم سے پنہاں اے ولی لیل قدر اور اسم اعظم ہے تو ہی
بیٹھ جا گوشہ میں اے فرزانہ مرد اور جمیع ماسوا اللہ سے فرد
گنج مقصد ہے یہ خلوت اے پسر لیک علم اور زہد ہوویں جمع گر
علم بن مت بیٹھ گوشے میں فنا اسمیں ذلت ہے تجھے بے انتہا
اور برا ہے علم بھی بے زہد کے تو سمجھ اس کو ذرا اے نیک پے
اسپہ یاد آیا مجھے قصہ لطیف غور سے سن اسکو اے مرد شریف

حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار میں رہتا تھا اور جوان دنیادار کی 9

تھا کسی جا ایک مرد خوشخصال عالم و فاضل ولی صاحب کمال
عالم و زاہد سخی اہل کرم متقی و پارسا و محتشم
رکھتا تھا گھر میں وہ اپنا اک پسر صورت ظاہر میں مانند قمر
گرچہ ظاہر میں تھا از بس خوبرو لیک باطن میں تھا بد اور زشت خو
ناخلف تھا حد سے زیادہ وہ پسر رنج تھا اس بات سے اس شیخ پر
الفت پدری سے پر اے نیک پے علم کی تعلیم کرتا تھا اسے
اپنی کم بختی سے لیکن وہ پسر بھاگتا تھا پڑھنے سے ادھر ادھر
کرتا تھا صحبت بدونکی اختیار نیک باتوں سے اسے آتی تھی عار
کہتا تھا جس بات سے اسکا پدر کرتا تھا برعکس اس کے وہ پسر
آخرش اک روز تنگ ہو کر کہا باپ نے اس کے کہ سن اے بیحیا
جو کہ تجکو لکھنا اور پڑھنا نہیں دور ہو جا پاس سے میرے کہیں
میں نہیں دیکھا ہے تجھ سا ناخلف گاؤ خر بھی تجھ پہ رکھتے ہیں شرف
ایسے نالائق سے کیا امید ہے دین و دنیا میں نہ کام آوے مرے
دور ہو گھر سے نکل اے بیحیا نوکری کر جا کہیں اور کھا کھلا
بے حیائی سے یہ بولا وہ پسر ہے خوشی میری بھی یوں ہی اے پدر
عرض کی اسنے کہ حضرت خوب ہے جلد مجھ کو آج رخصت کیجئے
ایک گھوڑا خوب سا لے دیجئے اور خرچ راہ کچھ دیدیجئے
تا کہ جبتک میں کہیں نوکر نہ ہوں قوت بسری اس سے میں اپنی کروں
سنکے اسکے باپ نے پھر جلد تر کردیا تیار اسباب سفر
ایک گھوڑا جو کہا تھا لے دیا اور خرچ راہ بھی کچھ دے دیا
اور کپڑوں کے کئی جوڑے بنا ساتھ اسکے کر دیئے اور یوں کہا
جا ترا حافظ خدا اے بدگہر پھر قدم ہرگز نہ رکھیو تو ادھر
ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا پھر نہ منہ اسطرف کو اسنے کیا
شہر شہر و در بدر پھرنے لگا نوکری کی جستجو کرنے لگا

www.maktubah.org

رفتہ رفتہ آخرش وہ نوجواں
اک شہر کے بیچ پہنچا ناگہاں

اُس امیرِ نیک کی اے خوش ادا
نوکری کا تھا قلم جاری سدا

عرض کی اُس نے جوں ہی جاکر کہا
نام اُس کا جھٹ سواروں میں لکھا

پھر جو کی قسمت نے اُسکی یاوری
فوج ساری کا ہوا افسر بھی

عیش اور عشرت میں وہ رہنے لگا
بے غم و بے رنج و بے محنت سدا

اُس پسر کی جس گھڑی اے نیکنام
عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام

نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ
نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ

پھرتا تھا صحرا بہ صحرا در بدر
فقر و فاقے سے وہ اے خستہ جگر

دن کو تو اُس شہر میں پھرتا رہا
رات کو جا ایک مسجد میں پڑا

الغرض کی رات مسجد میں بسر
ہوگئی اتنے میں صبح جلوہ گر

سوچنے دلمیں لگا اپنے جواں
یا الٰہی اب نبا جاؤں کہاں

پہن کر پوشاک اور گھر سے نکل
جاتی ہے جنگل کو دوڑی بے خلل

اس جواں کے دلمیں یہ آیا خیال
دیکھ تو تو بھی ذرا چلکر کے حال

کہہ کے یہ اور اُٹھ کے وہ مردِ خدا
ساتھ اُن لوگوں کے آخر ہوگیا

غار کے اندر ہی اندر وہ گدا
رات دن کرتا عبادت کو ادا

اِسلیئے اُس غار سے باہر اخی
وہ فقیر ہرگز نہ نکلے تھا کبھی

تھا معین ایک دن ہر سال میں
باہر اُس دن آتا تھا ہر حال میں

خلق اُسکے دیکھنے کے واسطے
جمع ہوتی تھی تلے اُس کوہ کے

تھا وہ دن عالم میں گویا روزِ عید
واں کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید

الغرض اُس دن اُسی معمول پر
جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر

اتنے میں اک شور خلقت سے اٹھا
آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا

اور طلب کرتے تھے اُس درویش سے
بس دعائے خیر سب چھوٹے بڑے

اور درویش بھی با التجا
اُن کے حق میں مانگتا حق سے دعا

شام کے ہوتے ہی وہ پیر ہُدا
اٹھ وہاں سے غار کے اندر گیا

سوچنے جی میں لگا اپنے جواں
میں بھلا اب دل نبا جاؤں کہاں

کہتے ہیں اُس شہر میں تھا اک امیر
صاحبِ حشمت امیرِ بے نظیر

دے تھا عرضی نوکری کی اسکو جو
اُسکو نوکر اپنا کرلیتا تھا وہ

ایک مدت تک سواروں میں رہا
ہوتے ہوتے عہدہ پھر بڑھنے لگا

چند عرصہ میں ہوا وہ نوجواں
صاحبِ حشمت امیرِ کامراں

ایک مدت تک رہا اس رتبے پر
جب تلک چاہا خدا نے وہ پسر

کی قضا نے جو نظر نوعِ دگر
دم کے دم میں ہوگیا زیر و زبر

نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ
دم کے دم میں ہوگیا بالکل تباہ

پھرتے پھرتے الغرض با سوز و درد
اک شہر کے بیچ جا نکلا وہ مرد

تا مسافر جان کر اُس شخص کو
دے کھلا کھانا کوئی مردِ نکو

صبح ہوتے ہی وہ مردِ بے نوا
باہر آ مسجد کے در پر ہو کھڑا

تھا اسی حالت میں وہ مردِ گدا
دیکھتا کیا ہے کہ اک خلقِ خدا

اپنے اپنے گھر سے ہر اک مرد و زن
جانبِ صحرا رواں ہے بے محن

ہو رہا ہے آج صحرا میں یہ کیا
بے محابا جو ہر اک جاتا ہے چلا

عنقریب اُس شہر کے اک کوہ تھا
اسمیں اک درویش رہتا تھا سدا

حق تعالےٰ اُسکو قدرت سے مدام
بھیجدیتا تھا اُسی جا پر طعام

اُس کا بعد اک سال کے معمول تھا
غار سے باہر نکل کر بیٹھتا

کوہ کی چوٹی پہ جاکر بیٹھتا
آپ کو دکھلاتا سب کو دیکھتا

منزلوں سے آتی تھی خلقِ خدا
اُسکی زیارت کیلئے اُس دن سدا

اور کچھ خیرات بھی کرتے تھے واں
لائق اپنے ہر کبیر و ہر جواں

یہ جواں بھی تھا وہیں حیراں کھڑا
دیکھے ہوتا ہے یاں کیا ماجرا

دیکھ کر درویش کو اُس کوہ پہ
دُور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر

اپنے اپنے مدعا کے واسطے
لوگ اُس سے ہی دعا کرواتے تھے

الغرض اُس دن صبح سے تا بشام
مخفا رہا اُس کوہ کے گرد اژدحام

خلق ساری اپنے گھر گئی
رہگیا واں وہ جوانِ اجنبی

آدمی ہر ایک اپنے گھر گیا
تو کریگا شہر میں جاکر کے کیا

گر بسر جیوں تو یہاں پر رات کو / صبح کو پھر دیکھیے جو ہو سو ہو
کہہ کے یہ اور ہاتھ رکھکر زیر سر / پڑ رہا جنگل میں تنہا خاک پر
جب گئی تھوڑی سی رات اسکے تئیں / دلمیں اسکے یہ خیال آیا وہیں
کیوں پڑا تنہا یہاں اے پُر خلل / اٹھ کے اس درویش کی خدمت میں چل
گر تجھے کچھ عقل ہے اے ہوشیار / کر تو درویشوں کی خدمت اختیار
صحبتِ درویش سے مسرور رہ / اور ساری خلق سے بس دور رہ
حُبِّ درویشاں کلیدِ جنت ست / دشمنِ ایشاں سزائے لعنت ست
دوست درویشوں کا ہووے جنتی / دشمن انکا ہے بلاشک دوزخی
چلکے اس درویش کی خدمتمیں اب / سیکھ کچھ راہِ خدا اے بے ادب
واسطے دنیا کے کیوں اے بیخبر / ٹھوکریں کھاتا پھرے ہے دربدر
کیا ہے حاصل رنج لیجانا تجھے / آخر اک دن یار مرجانا تجھے
آخرت کے کار سے غافل نہ ہو / دولتِ دنیا پہ تو مائل نہ ہو
دلمیں اپنے پختہ کر کے یہ خیال / غار کی جانب چلا گھوڑے کی چال
اعتقادِ دل سے وہ اے نیک پے / جا کے قدموں پر پڑا درویش کے
دیکھکر درویش بولا اے جواں / کیا ترا مطلب ہے کہ مجھسے بیاں
عرض کی اس نے کہ اے پیر ہدا / ہے مجھے مطلوب اب راہِ خدا
اور مجھ کو چاہیئے ہے کچھ نہیں / راہِ حق بتلائیے میرے تئیں
یہ کہا درویش نے اے نوجواں / گر یہی منظور ہے تو رہ یہاں
میری خدمت میں رہا کر تو سدا / تا ترا مقصود بر لاوے خدا
بے کئے خدمت کوئی پاتا نہیں / خدمتی محروم اب جاتا نہیں
ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد / ہر کہ خود را دید اُو محروم شد
جس نے خدمت کی ہوا مخدوم وہ / کی خودی جس نے رہا محروم وہ
جو مجھے خدمت پسند آئی تری / ایکدم میں تجھکو کردونگا ولی
جہل سے اپنی وہ درویشِ غبی / آپ کو سمجھے تھا عالم اور ولی
جہل سے بدتر نہیں ہے کوئی شے / جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے
جہل سے دلمیں نخوت اور غرور / رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دور 11
جہل تن میں اک بلائے جان ہے / آدمی جاہل بھی کچھ انسان ہے
ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دور / جاہلوں پر ہو غضب حق کا ضرور
تو بھی اے امداد اگر ہے ہوشیار / صحبتِ جاہل نہ کرنا اختیار
تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ / جاہلوں کی ہووے صحبت مثل آگ
ہو یہاں جاہل سے اکثر کام بند / آخرت میں اسکا ہو انجام بد
جبتلک زندہ ہے جاہل خوار ہے / عاقبت اسکا ٹھکانا نار ہے
جہل سے اپنے گدا نے آہ آہ / غیر کو ناحق کیا یارو تباہ
جہل کا اسکی کروں میں گر بیاں / قہقہہ مارے ہر اک پیر و جواں
الغرض پھر وہ جواں باصد خوشی / پڑ رہا خدمت میں اس درویش کی
پاس اس درویش کے رہنے لگا / اسکے کہنے پر عمل کرنے لگا
جو کہ فرماتا تھا پیر اسکے تئیں / جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا وہیں
ایک مدت جب گئی اس کو گذر / پاس اس درویش کے اے بہرہ ور
ایک دن درویش نے اس کو اخی / سامنے اپنے بٹھایا باخوشی
ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا / اس جواں سے وہ فقیر بینوا
اس جواں نے خوش جو پایا پیر کو / عرض کی اسنے کہ اے فرخندہ خو
ہو جو گستاخی مری اسدم معاف / عرض خدمت میں کروں میں صاف صاف
یہ کہا درویش نے اے نوجواں / جو ترا دل چاہے کہ مجھ سے بیاں
عرض کی اسنے کہ یہ جو آپ کی / آنکھ پر ہے موم کی ٹکیا لگی
اس کو تم وقتِ وضو اور غسل کے / دور کیوں کرتے نہیں ہو آنکھ سے
دوسرے یہ ناک میں بتی جو ہے / اسکے رکھنے کا سبب بتلائیے
دونوں باتوں کا مجھے دیجیے جواب / تا کہ ہو موقوف دلکا پیچ و تاب
یہ کہا درویش نے اے یار غار / جب کہ کی میں نے فقیری اختیار
یہ کیا تھا عہد میں نے اس گھڑی / جبتلک باقی ہے میرے جی میں جی
میں کرونگا نفس کے برعکس کار / گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار
اس سبب سے رات دن میں بر بلا / برخلافِ نفس کرتا ہوں سدا
ناک کی بتی کا سن مجھسے سبب / نفس نے اکبار کی خوشبو طلب

یوں کہا اک روز مجھ سے نفس نے
عطر مجموعہ کا مجھ کو چاہیئے

میں نے بدلے عطر کے لی اے پسر
گوہ کی بتی ناک میں اسدن سے دھر

تا کہ آوے نفس قابو میں تمام
ایسے ایسے اسلئے کرتا ہوں کام

اور سُن تو دوسرا مجھ سے یہ اب
آنکھ کے اک بند کرنے کا سبب

بند میں نے آنکھ کو یوں کر لیا
حق کی نعمت میں نہ ہو اسراف تا

کیونکہ دو سے دیکھنے میں جسقدر
ایک سے بھی اتنا آتا ہے نظر

اسلئے کافی ہے مجھ کو ایک بھی
گرچہ میں نے بند کر لی دوسری

بند کی ہے آنکھ میں نے اس قدر
تا کھلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر

اس قدر ٹکیا بنائی موم کی
حشر تک ہرگز نہ اترے گی کبھی

سنکے یہ باتیں جواں نے یوں کہا
گرچہ میں جاہل ہوں اے مرد خدا

عالم و فاضل ہے پر میرا پدر
اس سے میں اکثر سنی ہے یہ خبر

غسل کرنے سے جنابت کے کبھی
خشک رہ جائے اگر اک بال بھی

اس جنابت سے نہ ہوگا پاک وہ
گو کرے سو بار تن کو شست و شو

کیونکہ دھونا فرض ہے گا جسم سب
گر رہا کچھ خشک پاک ہوتا ہے کب

اور تیرا عضو سارا اے عزیز
خشک رہتا ہے سدا کر لے تمیز

یعنی تیری آنکھ ساری دیکھ لے
خشک رہتی ہے یہ نیچے موم کے

دوسرے یہ ناک میں تیرے اڑی
ایک بتی گوہ کی جو حد سے سڑی

کس طرح تیری نماز ہووے درست
جب تلک غسل و وضو ہووے نہ چست

اسکے اوپر آپ کو اب اے فقیر
کہتا ہے تو صاف پاک اور بےنظیر

ایسے عملوں سے خدا دیوے پناہ
دین و دُنیا جو کرے دونوں تباہ

اس طرح کے زہد و تقوی اسے ترے
یہ ترا خادم بہت حیران ہے

سنکے یہ باتیں جواں سے وہ گدا
دلمیں کر انصاف اور چیدہ گیا

زانوں میں رکھکے سر اپنا فقیر
مارے خجلت کے ہوا ایسا حقیر

شیر کے آگے ہوں جوں روباہ پیر
اس جواں کے سامنے اسدم فقیر

ایک عرصہ تک تامل میں رہا ١٢
پھر یہ اپنے دلسے اسنے یوں کہا

کر کے تو انصاف اے دل اب ذرا
اس جواں کو اپنا تو مرشد بنا

اٹھ یہاں سے کر کے تو بہ جلد تر
اولی جنابت کو بدن سے دور کر

غسل کامل اور وضو کو چست کر
باندھ پھر حق کی عبادت میں کمر

الغرض نہا دھو کے اٹھ کر با نیاز
کی ادا اس وقت جو اسنے نماز

وہ مزہ اور حظ اسے حاصل ہوا
جسکی کچھ ہوتی نہیں ہے انتہا

وہ تجلی اس گھڑی حاصل ہوئی
پہلے اس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی

ہو کے نادم پہلی باتوں سے بلا
اس جواں کو پاس اپنے یوں کہا

علم دیں جا کر کے پڑھ تو شہر سے
پھر سکھایا کر یہاں آ کر مجھے

شرم آتی ہے بڑھاپے سے مجھے
اسلئے پڑھنے کو کہتا ہوں تجھے

اس جواں نے سنتے ہی جھٹ برملا
جو کہا تھا پیر نے وہ ہی کیا

سیکھنے سے علم کے اے بہرہ ور
ہو گیا درویش راہ راست بر

ہو گیا درویش پھر تو بے خلل
عالم و زاہد و تقی بے بدل

ہو گئے جب علم اور زہد ایک جا
جب ہوا مقبول درگاہ خدا

ہونا علم اور زہد آپس میں بہم
رکھ سکے کب رہ میں عزلت کے قدم

علم ہے جو راہ دکھلا دے تجھے
دھو دے سب زنگ گمرہی دلسے ترے

زہد وہ ہے جو اکھاڑے بیخ سے
ما سوا دلبر کے دلمیں جو ہے شے

جو جو ہے دلمیں سوا حق کے بھرا
زہد وہ شے ہے کرے سب کو فنا

یہ ہوس دل سے ترے باہر کرے
اور دلمیں خوف و ڈر ظاہر کرے

ڈرتے ہیں حق سے وہ مردان خدا
علم حق جن کو کیا حق نے عطا

اِنَّمَا یَخْشٰی ہے انکی شان میں
کہتا ہے حق دیکھ لے قرآن میں

یعنے مجھ سے اب بہت ڈرتے ہیں وے
عالم و عامل ہیں جو بندے مرے

خَشْيَةُ اللہ کو نشان علم جان
اِنَّمَا یَخْشٰی اقرآن میں پڑھ جواں

دل کو علم خوف سے آباد کر
جا حدیث لَوْ عَلِمْتُمْ یاد کر

یعنے فرماتے ہیں یہ حضرت نبیؐ
جانتا ہوں میں جو تم جانو کبھی

ذکر کیا ہنسنے کا بلکہ برملا
روتے روتے غم سے دو نالے بہا

١ه یہ اشارہ ہے طرف آیۃ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنے خدا کے بندوں میں علماء ہی خدا سے ڈرتے ہیں ١٢-

ساقیا وہ جام اب مجھ کو پلا — ٹکڑے ٹکڑے جس سے ہو سینہ مرا
تاکہ دریائے جا دل میں سما — درد سے ہو درد اُسکے کی دوا
درد و غم سے کر کے پُر اک جام لا — جلد دے امداد کے منہ سے لگا
علم کان بہر زاغ و باغ بود — ہمچو مرد و زرا چراغ بود

اِس داستان میں مذمت اُن علماء کی ہے جو مشابہت رکھتے ہیں امراء کی اور دُور رہتے ہیں فقراء سے

فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر — نے زباغ و زراغ و اسپ و گاؤ خر
علم کی عزت بلاشک فقر ہے — فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے
فقر و فاقہ عالموں کا تاج ہے — مومنوں کا فقر ہی معراج ہے
علم کا نقصان ہے حضرت مولوی — حشمت و مال و منالِ دنیوی
اور کب تک مرغ و ماہی سے اخی — نوکریگا زیب و زینت خوان کی
اسقدر مال و منال اے باادب — جز فریب و مکر کے ہو جمع کب
اُس میں بس اتنا تکلف ہو ضرور — جَو کی روٹی اور کچھ دالِ مسور
اور نہیں اسقدر مال و منال — جمع ہو کیونکر بہ از وجہ حلال
نان و حلوا و قند و شکر قورما — ہو بلسر بے شبہہ کیونکر بھلا
علم دیں سے یوں کرو جھنڈا اکھڑا — اور کھانا پھر نہ ہو اس طرح کا
آخرش تجھ کو کرے دیں سے بری — بہ تن آرائی و بہ تن پروری
ایک لقمہ بھی جو کھاوے شبہہ ناک — خاک کھا اور ڈال تو دانتوں پہ خاک
تجھ کو مال و جاہ پر مفتوں کرے — نور عرفاں دل سے وہ بیروں کرے
ایسا لقمہ دین کو یوں کھاوے گھن — اندر اندر جس طرح لکڑی کو گھن
یعنے اِک دانہ اگر ہو شبہہ ناک — اُسکو لیکر حضرت ابراہیمؑ پاک
تخم اُسکا ڈالے اپنے ہاتھ سے — اور گاؤ چرخ سے بو نا کرے
اور اُسکے کاٹنے کے واسطے — آہن نو سے اگر دانتی بنے
اور گوندھیں اُسکو حوریں جنتی — باخوشی کوثر کے پانی سے اخی
اور جلادیں لاکے حضرت جبرائیلؑ — لکڑیاں طوبیٰ کی جھٹ بے قال و قیل
اور پکاویں حضرت مریمؑ اُسے — نوحؑ کے تنور میں اے نیک پے
گرچہ اُس پر ایسے ایسے ہوں عمل — پر نہ اُس لقمے کا کچھ جاوے خلل

فقر فخری کہتے ہیں حضرت نبیؐ — فقر سے ہو زیب و زینت علم کی
فقر و فاقے سے ہے عزت علم کی — حشمت دنیا ہے ذلت علم کی
مولوی کو بے گماں لاریب ہے — اُسکو اسباب جہاں سے زیب ہے
قاقم و خز کب تلک یوں پہن کر — ہوگا تو آراستہ اے نامور
آپ کر انصاف اے صاحب کمال — ہو بلسر کب تجھے بہ از حلال
تو مشقت گر کرے ہو ہو نڈھال — آدے کب کچھ ہاتھ میں مالِ حلال
موٹا جھوٹا کپڑا تن ڈھکنے کو ہو — اس سے زیادہ ہو نہ پھر تجکو کبھو
مال و ملک و دولت و باغ و بہار — مسند و تکیہ و خانہ زر نگار
جسکے اوپر آپ کو کہتے ہو وا — عالم و فاضل ہیں ہم با اتقا ۱۲۳
ہاتھ میں کچھ مال لایا شبہ ناک — تاکہ ہو تو نرم پوش اور خوش خوراک
مال و ملک و دولت و باغ و چمن — سب یہ گردن میں پڑینگے طوق بن
اور یہ لقمہ آخرش اے نیکنام — زہر قاتل ہو ترے حق میں تمام
تو تو اس لقمے کو کھاوے بے شبہہ — دین اور ایمان ترا کھاتا ہے یہ
تو برائی اور خباثت بدرگی — شبہہ کے لقمے کو سن مجھ سے اخی
سیکڑوں تعظیم اور عزت سے جا — بو دیں کعبے کے حرم میں برملا
اور سیچیں آب زمزم سے اُسے — حضرت ابراہیمؑ آکر پے بہ پے
اور پلیں حضرت خیر النساءؑ — حجر اسود سے بنا کر آسیا
اور خمیر اُسکے پہ پڑھتے بے عدد — فاتحہ یا قل ہو اللہ احد
اور پھونکیں آگ اسکی دمبدم — حضرت عیسیٰؑ نبیِّ محترم
اور اگرچہ تو پڑھے اے ہوشیار — اُسکے ہر لقمے پہ بسم اللہ ہزار
باوجود ایسی کراماتوں کے یار — وہ خباثت اُسکی ہو پھر آشکار

www.maktabah.org

آتش خاصیت اُس کی جب کھلے ۔ وہ ہی لقمہ زہر ہو تجھ کو لگے ۔ راہِ طاعت میں تجھے بیجان کرے ۔ خانۂ دیں کو ترے ویران کرے

راہِ جنت کی چھڑا کر بے خلاف ۔ راہ دوزخ کی بتادے تجھ کو صاف ۔ دردِ دیں کا ہے تجھے اپنے اگر ۔ جلد اُسکا کر علاج اے بے خبر

ورنہ ہوگا دین تیرا سب تباہ ۔ کر علاج اسکا ذرا اے ہمراہ آگہ ۔ کر کے محنت اور مشقت باکمال ۔ جا کے پیدا کر تو کچھ قوتِ حلال

اس ہوائے حرص سے تو درگذر ۔ کر قناعت پیشہ مت پھر دربدر ۔ جو نہ ہووے جامہ اطلس تجھے ۔ تن کے ڈھکنے کو ہے کملی بس تجھے

ہو نہ گر کمخاب و مخمل گلبدن ۔ اک گزی کافی ہے ڈھکنے کو بدن ۔ نان و حلوا قورمہ زردا پلاؤ ۔ اور بریانی متنجن نان پاؤ

ہوں نہ یہ کھانے اگر با قند و مشک ۔ تجھ کو کافی ہے پیاز و نانِ خشک ۔ سونے چاندی کے نہ ہوں برتن اگر ۔ مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر

اور نہ ہووے گر پیالہ زرِّ ناب ۔ کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب ۔ اور سنہرے آبخورے گر نہ ہوں ۔ پی سکے ہے یار پانی چلوؤں

اور نہ ہوویں اسپ گر زریں لجام ۔ پا پیادہ چل سکے ہے چند گام ۔ گھوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہ ہو ۔ چل سکے ہے پا پیادہ یار تو

جو نہ ہووے دور باش از پیش و پس ۔ دور باش نفرتِ خلق از تو بس ۔ یعنے گر ہوویں نہ تیرے باوقار ۔ آگے اور پیچھے نقیب اور چوبدار

اس سے بہتر ہے کہ تجھ کو ضرور ۔ سارا عالم ہر طرف سے دور دور ۔ اور نہ ہوں گر خانہائے زرنگار ۔ کر سکے ہے زندگی در کنج غار

ہو نہ گر دالان کوٹھا کوٹھری ۔ رہنے کو کافی ہے خس کی جھوپڑی ۔ اور نہ ہوویں فرش گر ابریشمیں ۔ بوریے کہنہ پہ ہو گوشہ نشیں

مخمل و دیبا کا تکیہ گر نہ ہو ۔ رکھ کے پتھر سر کے نیچے یار سو ۔ واسطے داڑھی کے گر کنگھی نہ ہو ۔ انگلیوں سے کنگھی کر سکتا ہے تو

١٤ اس جہاں میں ہے تو چند اک روز کو ۔ بن کے پھل سے گر بسر اوقات کو ۔ الغرض جس چیز کا چاہے یہاں ۔ ہو سکے ہے اُسکا بدلہ بیگماں

جس کا چاہے تو جہاں میں ہو عوض ۔ تجھ کو حاصل اُس کا بدلہ ہو غرض ۔ اور جہاں میں بے عوض ہے جان تو ۔ قدر اپنی عمر کی پہچان تو

عمر کا بدلہ نہ ہو سکتا ہے یار ۔ اسکو ہاتھوں سے نہ کھو اے ہوشیار ۔ ساقیا بہر خدا وہ جام دے ۔ چھوٹے کر حرص و ہوا کی قید سے

تا کرے امداد جا کر بے محن ۔ یار کے کوچے میں قرباں جان و تن

بیان چیزوں مختصر متفرق کا اور بیچ اشارہ قولہ تعالیٰ کے
إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً انصاف اور اخلاص کے ساتھ

خرچ جاں اپنی کرو اے عاشقو ۔ دوستی میں اپنی گر تم راست ہو ۔ جو کوئی اِس راہ سے آگاہ ہے ۔ تن کو جانے ہے کہ سنگ راہ ہے

ٹھوکریں کھاتا ہے سب کی وہ سدا ۔ جو کوئی اس راہ سے واقف ہوا ۔ گیند دولت کا وہ آخر لیگیا ۔ جان دی جس نے پیائے دلربا

دو جہاں سے اُس نے بازی جیت لی ۔ یار کے قدموں پہ جسنے جان دی ۔ گر حیات اور عیش خوش چاہے ہے یار ۔ گاؤ نفس اپنے کو تو اوّل تو مار

کر جوانی میں نثار دوست جاں ۔ جا عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ پڑھ جواں ۔ یعنے بچہ یا کہ بوڑھی گائے ہو ۔ اُسکی قربانی نہ ہووے جان تو

کر جوانی میں تو قرباں آپ کو ۔ یار کے قدموں پہ جو کچھ ہو سو ہو ۔ جو ہوا بوڑھا گراں جانی نہ کر ۔ بوڑھے بکرے کی تو قربانی نہ کر

سب ہوئے برباد ایام شباب ۔ بہر دیں کچھ بھی نہ لی تو نے شتاب ۔ دن جوانی کے ہوئے آخر تمام ۔ کچھ کیا حق کیلئے تو نے نہ کام

گذر اِس پنجاہ سے اور اک سجود ۔ نے کیا تا کام آوے اے جہود ۔ ساٹھ سے بھی عمر زیادہ ہوگئی ۔ کام کی جو بات تھی ہرگز نہ کی

www.maktabah.org

عمر تیری کام کی گذری نہ آہ　　ایک بھی سجدہ نہ تو نے کر لیا
تا کہ کام آتا وہ تیرے یوم دیں　　وہ کیا ہرگز نہ تو نے اے لعین
اب بھی تو اے عندلیب کہنہ سال　　کر شروع آہ و فغاں تیز بنال
جو کیا نالہ نہ در فصل بہار　　کر ادا اس کو خزاں میں زینہار
اب بھی تو بہر خدا اے بے خبر　　اس بڑھاپے کو غنیمت جان کر
عجز سے رو کر خدا کے روبرو　　توبہ و استغفار کر ہر لحظہ تو
جو جوانی میں کیا تو نے نہ کام　　کر ادا اس کو بڑھاپے میں تمام
تا کہ تو جانے زیاں کا سود یار　　تھے گنہ تو نقد اور توبہ ادھار
غرق دریائے گناہی تا بکے　　وز معاصی روسیاہی تا بکے
غرق دریا میں گناہوں کے بھلا　　تو رہے گا کب تلک مجھ کو بتا
اور بدیوں سے تو اپنی روسیاہ　　کب تلک رکھیگا اے حال تباہ
گوش جاں سے پنبہ غفلت نکال　　جدِ امجد کا تو سن پھر مجھ سے حال
حضرت آدمؑ کہ دادا سب کے تھے　　اور خلیفہ بھی خدا کے جا بلے
اور فرشتوں نے انہیں سجدہ کیا　　دی خدا نے رہنے کو جنت میں جا
اک گنہ کرتے ہی سن ان کو کہا　　مذنبی مذنب نکل اب یاں سے جا
تو طمع رکھتا ہے باچندیں گناہ　　داخل جنت ہو تو اے روسیاہ
اک گنہ کے ساتھ آدمؑ کو نکال　　حق نے جنت سے دیا پھر دور ڈال
جو کرے صدہا گنہ شام و سحر　　کس طرح جنت میں ہو اسکا گذر
حد سے گذرا انتظار اب ساقیا　　کر مدد یہ وقت ہے امداد کا
عمر گذری ہجر میں جلتے ہوئے　　اب تو مت محروم رکھ دیدار سے

اس داستان میں بیان ہے مراد قول نبی صلعم کی حُبُّ الوَطَنِ مِنَ الاِیمَان کہ کیا غرض ہے اس سے

قید میں عصیاں کی جو قید ہیں　　بہر غیبی سے وہ ناامید ہیں
جو گناہوں کے پڑے ہیں جال میں　　یار کے دیدار سے محروم ہیں　　15
تن بدن کو پالتے ہیں جو کوئی　　قید میں ہیں نفس اور شیطان کی
لذت تن میں پڑے ہیں جو کہ بد　　انکی گردن میں ہے حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدْ
بند تن کو توڑ زنداں سے نکل　　یار کے کوچہ کو اٹھکر جلد چل
اٹھ توجہ کر سوئے ملک نعیم　　یاد کر اوطان اور عہد قدیم
اٹھا کہیں بہر خدا اتنک سوچ تو　　یار کے کوچے کو اور اس عہد کو
یار کی تجھ کو محبت ہے اگر　　راہ لے کوچے کی اس کے جلد تر
ظاہر اور باطن بعلم اے نیک تن　　کہتے ہیں ایماں سے ہے حب وطن
یہ وطن ہند و عراق و شام کے　　وہ وطن ہے اور جسکا نام لے
یہ وطن دنیا کے ہیں سب اے اخی　　کب کرے تعریف دنیا کی نبیؐ
دوستی دنیا کی شر ہے اور خطا　　ہو خطا سے کب تجھے ایماں عطا
ترک دنیا کو کرے ہے یار جو　　دو جہاں کا ہوتا ہے سردار وہ
چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار　　اس وطن کو تو نفس پر ہو کر سوار
نیک طالع ہیں وہی اے نیک تن　　جنکو رغبت ہے سوئے اصلی وطن
ہیں سعادتمند جو سب چھوڑ کر　　رکھتے ہیں وہ راہ اصلی پر نظر
اس وطن میں ہے تجھے جاں اک سفر　　جوں مسافر چاہئے کرنا گذر
دیکھ کر اس راہ کی باغ و بہار　　کر لیا تو نے وطن ہی اختیار
شہر تن میں اسقدر تو آپھنسا　　اس وطن کو کر دیا اپنے جدا
اس وطن میں ہے جو بیخود ہو وطن　　تو پڑا کب تک رہیگا خستہ تن
موڑ منہ اور تن سے جانکو شاد کر　　اپنا تو اصلی وطن آباد کر
چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا　　کوئی ویرانے میں رہنا ہے پڑا
ہے یہ دنیا خانہ سو ویران یار　　اسکو ناداں ہی کرے ہے اختیار
ہے یہ ویرانہ سمجھ اور غور کر　　الوؤں اور چغدوں کے رہنے کا گھر
ہے یہ جنت واسطے کفار کے　　ظالم و فساق و بداطوار کے
اور مومن کو ہے زنداں یہ جہاں　　عیش اور آرام زنداں میں کہاں

فکر کر ایسی کوئی اے بے خبر / تاکہ تو اس قید سے ہووے بدر
آشیانہ ہے ترا عرش بریں / تو پڑا ہے قید میں اندر زمیں

چھوڑ کر کے اپنا خانہ زرنگار / اس نجاست پر ہے تو مفتون یار
کیوں خراب آباد میں ہے تو پڑا / دیکھ چل گلزار کی آب و ہوا

کب تلک اے شاہباز پرفتوح / تو رہیگا دور از اقلیم روح
حیف ہے صد حیف اے صاحب ہنر / ایسے ویرانے میں کھولے بال و پر

کب تلک اے ہدہد شہر سبا / تو رہیگا اس سفر میں بستہ پا
کر کے کوشش بند پا سے دور کر / اور اڑا تو آپ کو پھر عرش پر

کیوں پڑا خالی کنوئیں میں سر کے بل / گر تو یوسف ہے کنوئیں میں سے نکل
تا عزیز مصر ربانی ہو تو / جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو

اس نجاست پر یہ سبزہ دیکھ کر / ہوگیا مفتون تو اے خیرہ سر
ایک دانے کیلئے اے زشت خو / جال میں تو نے پھنسایا آپ کو

واسطے تصویر بیجاں کے میاں / آپ کو رسوا کیا اندر جہاں
بھر رہے دل میں خیالات جہاں / ذکر و فکر حق بھلا اس میں کہاں

لوح دل سے سب خیالا تونکو دھو / جان سے اک یار پر مفتون ہو
یار ہرجائی نہ بن اے بیوفا / خالصاً اک دلربا سے دل لگا

جب نہ تجھ کو ہو پسند ہرجائی یار / کیوں نہ ہو بیزار اس سے کردگار
ایک سو ہو کر یہ سن مجھ سے مثال / تاکہ ہو معلوم تجھکو سب یہ حال

حکایت بسبیل تمثیل کے لکھی گئی نو

تھی اک عورت خوبصورت نازنیں / سیم تن نازک بدن اور مہ جبیں
زلف و رخسار و لب اسکے رشک حور / جسکی الفت میں دل اک عالم کا چور

ایک دن با ناز با صد کر و فر / ایک کوچے میں ہوا اسکا گذر
اتفاقاً سوختہ دل اک جواں / دیکھ اسکو ہوگیا عاشق بجاں

اس پری کا دیکھ کر حسن و جمال / ہوگیا وہ مثل تصویر خیال
اڑ گئے سب ہوش اور صبر و قرار / ہوگیا کل محو اندر روئے یار

اسکو یوں مجنوں و شیدا دیکھ کر / عشق کا اسکے ہوا زن پر اثر
یوں کہا زن نے اسے اے سادہ رو / حال اپنے کو بیاں کر مجھ سے تو

کیوں کھڑا ہے کسکا تجھ کو دھیان ہے / کسلئے آئینہ ساں حیران ہے
جا یہاں سے دیکھ اپنا کام کر / کیوں بلا میں پڑتا ہے اے خیرہ سر

اس جواں نے یوں کہا جان جہاں / چھوڑ تجھ کو اب بھلا جاؤں کہاں
عشق تیرا لیگیا اے میر بیجاں / ہوش و عقل و صبر اور تاب و تواں

عشق نے تیرے مجھے بیخود کیا / کام مجھ کو کچھ نہیں اب تجھ سوا
یہ کہا زن نے اسے اے بیخبر / ہے مری ہمشیرہ مجھ سے خوبتر

حسن میں بہتر ہے مجھ سے لاکھ بار / جسپہ ہیں شمس و قمر دونوں نثار
دیکھ اسے مڑ کر ذرا اے سادہ رو / آتی ہے پیچھے مرے وہ ماہ رو

سنکے یہ اور چھوڑ کر اسکو وہ خام / ہٹ کے پیچھے کو چلا چند ایک گام
جب لگا جانے تو زن نے دوڑ کر / دھول اک سر پر لگائی جلد تر

اک طمانچہ اسکے منہ پر مار کر / یہ لگی کہنے اسے اے خیرہ سر
میری صورت پر اگر عاشق ہے تو / اپنے اس دعوے میں جو صادق ہے تو

غیر پر کیوں کی نظر میرے سوا / ہے یہ دعوی عشق کا اے بیحیا
کرتا ہے دعوی تو میرے عشق کا / غیر کو کیوں دلمیں بھر دیتا ہے جا

کیا یہی ہو ہے وفائے عاشقاں / غیر پر مائل ہو ظاہر یا نہاں
جو کہ ڈالے غیر پر اپنی نظر / ہے حقیقت میں وہ منکر سر بسر

اپنا عاشق ہو کے دیکھے غیر کو / کعبے میں چاہے بنانا دیر کو
رکھتا ہے دلبر تو داغ حب غیر / اور چاہے کوچۂ دلبر کی سیر

غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال / چشم دل سے دیکھ پھر حق کا جمال
دوسرا ہے کون یاں حق کے سوا / کسلئے احول بنا ہے بے حیا

جو سوا حق کے ہے دے سبکو جلا / ایک دلبر سے تو دل اپنا لگا
جز وجود مطلق اور ہستی پاک / دھیان میں تیرے جو آوے سب ہے خاک

www.maktabah.org

تو کہاں اور میں کہاں عالم کہاں — ہے یہ اک نورِ منزہ اے جواں
اوّل و آخر نہان و آشکار — ایک ہے خورشید اور ذرّہ ہزار

ہے ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر — ایک صورت جان لے اے بیخبر
ہے ہزاروں آئینوں میں اک جمال — اِس تکثر سے ہے حیران عقل حال

ہے کہاں سے کثرتِ آئینہ جاں — ہیں سب اسماء و صفات اے نکتہ داں
اِس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں اب — قند وحدت سے ہوئے ہیں بند لب

اِس شکر نے بند لبوں کو کر لیا — گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا
ساقیا اِس دنیت وحشت سے چھڑا — یار کے کوچے کا دے رستہ بتا

جامِ وحدت دیکے ساقی جلد تر — ماسوا کی قید سے آزاد کر
تا کہ میں سب چھوڑ کر کے بندِ تن — بحرِ دردِ عشق میں ہوں غوطہ زن

اس میں بیان ہے بلاؤں اور محنتوں کا حال جو عشق کی راہ میں ہیں اگرچہ بھاری ہیں لیکن سب اور یہ ہلکی ہیں عاشقوں پر بلکہ بڑی راحتیں اور چین ہے اوپر عاشق آزاد کے

ہیں طریقِ عشق میں صدہا بلا — اے دلِ غمگین غم میں مبتلا
عشق کے رستے میں ہیں لاکھوں الم — آفت و درد و بلا و رنج و غم

محنت و خواری و ذلت اور حذر — انتظاری بیقراری دردِ سر
کھانا اور پینا نہ سونا ہے وہاں — ہاں مگر اک نالہ و آہ و فغاں

نے عزیز و نے قریب و نے شفیق — نے کوئی غمخوار انکا نے رفیق
ہوتے ہیں ہمراہ عاشق کے مگر — آہِ سرد و رنگِ زرد و چشمِ تر

لیک عاشق ماہرانِ عشق ہیں — ہیں وہ خوش ہر دم بلا و رنج میں
عشق کے وہ آزمودہ کار ہیں — بادشاہ باطن میں ظاہر خوار ہیں

جان بازی میں ہیں پختہ پر نہ خام — بود سے اپنے ہیں بے خود لا کلام
تو بھی اے امداد اپنے سے نکل — ہو کے بیخود کوچۂ دلبر کو چل

خار و خس کو غیرت کی آگ دے — با فراغِ دل تو تنہا راہ لے
سُن نہ ہونے میں ترے کب ہے برا — مت ہو تو اُس میں تجھے ہے فائدا

ڈھونڈ مت اندر خودی کے بہتری — بہتری ہے بیخودی میں اے اخی
راہ میں فقر و فنا کے سہل ہے — جسم و جاں کو پہنچے غم گر پے بہ پے

رنج و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی — جبکہ حاصل ہووے مقصودِ ولی
بکریوں کا دیکھ گلہ جس طرح — بھیڑیا ہوتا ہے خوش اور با فرح

بکریوں کے پاؤں کی گرد و غبار — بھیڑیے کی آنکھ میں باغ و بہار
ہے اسی صورت سے حالِ عاشقاں — شو بلاؤ درد و غم میں بے گماں

انکو حاصل یاں جمالِ یار ہے — گرچہ تن اُن کا مثالِ خار ہے
عشق کی راہ میں ہو کب آسودگی — سر بسر ہے درد و غم آلودگی

عیش و عشرت جبتلک چھوٹے نہ تو — غیرِ حق سے اور منہ موڑے نہ تو
ہو نہ جب تک تجھپہ آسائش حرام — رکھ سکے کب عشق کے رستے میں گام

کب بھلا حاصل تجھے ہو راہِ عشق — مبتلا ہے تو تو اندر جور و فسق
غیر ناکامی کے اس جا کام تے — عشق کی رہ ہے رہِ حمام تے

توشہ ہے اس راہ میں تقویٰ اترا — نان و حلوا طاق میں رکھ اے فتا
نان و حلوا کیا ہے تیرا جاہ و مال — باغ و زراغ و حشمت و اقبال حال

نان و حلوا کیا ہے یہ فرزند و زن — تیری گردن میں پڑے جو طوق بن
نان و حلوا کیا ہے فکرِ نام و ننگ — جسکی خاطر ہے یہ ساری صلح و جنگ

نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار — مسند و تکیہ و خانہ زرنگار
نان و حلوا کیا ہے یہ طولِ امل — اور فریبِ نفس و علم بے عمل

نان و حلوا کیا ہے سُن اے بدقماش — یہ سعی تیری ہے از بہرِ معاش
واسطے دنیائے دوں کے ہوشیار — زیرِ منت ہوگا کس کس کے تو بار

بے بقا کیواسطے اے خود پسند — ہوگا کس کس کا تو یاں احسانمند
عیش اور آرام تیرا اے جواں — لیگیا یک لخت یہ حلوا و نان

تجھ کو یہ صبر و توکل سے چھڑا — در بدر رسوا پھرانا ہے سدا
دھو دیا لوحِ توکل سے سبھی — نام تیرا جان اے مردِ غبی

www.maktabah.org

گوشۂ صبر و توکل چھوڑ کر
یعنے ہے رزّاق وہ پروردگار
جا قناعت پیشہ کر اے بیخبر

کیوں پھرے سر مارتا ابدھر اُدھر
رزق سب کو دیتا ہے لیل و نہار
صبر کے گوشہ میں اب تو بیٹھ کر

کان میں تیرے پڑا بھی ہے لئیم
رزق دیتا ہے تجھے شام و سحر
گھر کے کتّے ہی کو جا مرشد بنا

حرفِ الرِّزقُ عَلَى رَبٍّ كَرِيم
پھرتا ہے پھر کس لئے تو دربدر
تاکہ دے تجھ کو دکھا راہِ ہُدا

اس میں بیان اُس عابد کا ہے کہ دُنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں بیٹھا تھا اور آزمانہ اللہ تعالیٰ کا اُس کو امتحاناً اور نصیحت لینی اُسکو ایک کتّے سے

کوہ لبناں میں تھا ایک عابد مقیم
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار
آدھا اُس سے رات کو کھاتا تھا وہ
یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا
آخرش اک روز بہرِ امتحاں
جب نہ آیا شام سے لے تا سحر
اور نہ کی اُس نے عبادت کچھ ادا 18
آخرش اُٹھکر وہ باصد اضطراب
جبکہ چاروں طرف کی اُس نے نظر
سُن تو اُس قریہ میں رہتے تھے تمام
گبر نے دو روٹی اس عابد کو دی
گاؤں سے باہر نکلکر وہ جواں
بھوک کے مارے یہ تھا احوالِ سگ
تو وہ کتّا روٹی اُسکو جان کر
کتّا بُو پا کر کے عابد کی ذرا
ایک روٹی بچ رہی تھی اُس سے جو
دوسری روٹی جو اُسکے پاس تھی
دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا
ہو کے عاجز اُس سے عابد نے کہا
سو وہ دونوں تجھ کو اب میں دے چکا

غار میں جس طرح اصحاب الرّقیم
رات کو کرتا عبادت بیشمار
اور سحر وہ نوش کرتا نصف کو
فکر کھانے پینے کا اُسکو نہ تھا
ہو گیا موقوف وہ حلوا و نان
سیکڑوں آنے لگے دلمیں خطر
اور نہ سویا رات کو وہ مطلقا
غار سے باہر نکل آیا شتاب
دُور سے قریہ اُسے آیا نظر
گبر اور قوم نصاریٰ لاکلام
لیکے اُس کو وہ چلا باصد خوشی
غار کی جانب ہوا جبدم رواں
رہ گئے تھے استخواں اور پوست و رگ
جان دیتا تھا وہ اُسپر بے خطر
دوڑ کر جھٹ اُسکے وہ پیچھے پڑا
لیکے دوڑا اُسکو وہ مردِ نکو
تنگ ہو کر وہ بھی اُس نے ڈالدی
جھڑ جھڑا کر کان پھر پیچھے پڑا
مَیں نہیں دیکھا ہے تجھسا بیحیا
پھر کیوں ہے گرد تو مجھ کو بتا

چھوڑ کر ظاہر کی ساری چق و بق
قدرتِ حق سے اُسے اک وقت پر
الغرض وہ رات دن مردِ خدا
نان و حلوا دیتا تھا اُس کو خدا
انتظاری کی نہ آیا پر طعام
بھول سب جاتا رہا صوم و صلوٰۃ
الغرض کی رات تو جیوں توں بسر
کوہ پر ہو کر کھڑا وہ بے خطر
کوہ سے نیچے اُتر کر وہ اخی
عابد اُس کافر کے در پر ہو کھڑا
اور کیا عابد نے پھر قصدِ مکاں
ایک کتّا گبر کے دروازے پر
گرچہ آگے اُسکے کوئی جو کبھی
جو زباں پر آتا تھا لفظ خبر
جب لگا عابد کو پہنچا نے ضرر
کتّا جب اِس سے فراغت پا چکا
دیکھے اِسکو پھر ہوا عابد رواں
پیچھے اُسکے مثلِ سایہ وہ چلا
تیرے مالک نے دو روٹی کے سوا
اور کیا چاہے ہے مجھ سے اے پلید

غار میں بیٹھا کرے تھا یادِ حق
نان و حلوا پہنچتا اے نامور
یاد میں اللہ کی مشغول تھا
بے مشقت اور بے محنت سدا
وہ ہوا زار و نحیف اے نیک نام
فکر کھانے میں رہا وہ ساری رات
ہو گیا اتنے میں ہنگام سحر
اور لگا پھر دیکھنے ایدھر اُدھر
گاؤں کے اندر گیا باصد خوشی
یہ کہا کچھ دو مجھے بہرِ خدا
تاکرے افطار روزہ اُس سے واں
رہتا تھا مدت سے اے نیکو سیر
کھینچتا گر گردہ پر کار بھی
وہ سمجھ کر خبز دے تھا اُسپہ سر
ایک روٹی خوف سے دی جلد تر
دوڑ کر عابد کا جھٹ پیچھا لیا
اُسکی ایذا سے کہتا یا وے اماں
بھونکتا اور کپڑے اُسکے پھاڑتا
کچھ نہیں مجھ کو دیا اے بے حیا
کیا حیا تجھ کو نہیں ہے اے مرید

www.maktabah.org

قدرت حق سے وہ کتا ناگہاں
گفتگو کرنے لگا جوں مرد ماں

یہ لگا کہنے کہ اے مرد خدا
غور کر تک میں نہیں ہوں بیحیا

بچپنے سے اب تلک اے نامور
رہتا ہوں اس گھر کے دروازے اوپر

گھر کا اسکے بن رہا ہوں دار باں
بکریوں کا اسکے ہوں میں پاسباں

گاہ تو دیتا ہے مجھکو پارہ ناں
اور گاہے دے ہے مشت استخواں

اور گاہے بھول جاتا ہے مجھے
کچھ نہیں اسدن کھلاتا ہے مجھے

گذرے ہیں مجھپر بہت شام و سحر
روٹی ہڈی کچھ نہیں آتی نظر

گاہ ہوتا ہے کہ پہر پہر تو
نے میسر آپ کو نے مجھ کو ہو

ہفتہ ہفتہ گذرے ہیں یہ ناتواں
خشک ٹکڑے کا نہ پایا کچھ نشاں

پرورش پائی ہے میں اسدر اوپر
اور کے در پر نہیں کرتا گذر

گرچہ صد ہا رنج اب سہتا ہوں میں
در پر اسکے پر پڑا رہتا ہوں میں

اسکی نعمت کا کبھی کرتا ہوں شکر
صبر سے رہتا ہے گاہے مجھ کو شکر

کھیلتا ہوں عشق کی بازی سدا
ساتھ اسکے میں بصد رنج و عنا

الغرض یہ عاصی اسکے در سوا
اور کے در کو نہیں پہچانتا

اور تجھے جو ایک دن اے نوجواں
نے ملا تقدیر سے حلوا و ناں

پس بنائے صبر میں آئی شکست
غیر کے در پر گیا اے خود پرست

اپنے اس رزاق کا در چھوڑ کر
گبر کے در پر تو آیا دوڑ کر

کچھ نہ کی رزاق پر اپنے نظر
مانگنے آیا تو اک کافر کے گھر

واسطے روٹی کے اپنے دوست کو
چھوڑ کر آیا تو یاں اے نیک خو

اور دشمن اسکے سے کی دوستی
کچھ حیا تجھ کو نہ آئی اے اخی

اب ذرا منصف ہو اے مرد خدا
بے حیا تو ہے کہ یا میں ہوں بتا

اسکے یہ عابد گر اندر ہوش ہو
پیٹ کے سر ہو گیا بے ہوش وہ

اے سگ ملعون نفس امداد کی
یہ نصیحت گبر کے کتے نے کی

صبر کا در بھی اگر تجھ پر کھلے
گبر کے کتے سے کمتر پھر تو ہے

ساقیا میری خبر لے جلد آ
نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بچا

نفس و شیطاں نے کیا مجھ کو اسیر
ہو کہیں بہر خدا تو دست گیر

اس میں مذمت ریاکاروں اور مکاروں کی کہ بڑا لشکر شیطان کا ہے

کیا ہے دنیا جان اے مرد غبی
واسطے زر کے بنے تو متقی

شانہ و مسواک تسبیح و ریا
جبہ و دستار و قلب بے صفا

زہد کا دعویٰ ہو تجھ کو بے شمار
جاہ و عزت کیلئے اے نابکار

لے بنا تقویٰ کی صورت بے نظیر
تا کریں تعظیم سب شاہ و وزیر

ہے گماں تجھ کو کہ ایسے مکر سے
سارے عالم کو مطیع اپنا کرے

ہے توقع تجھ کو اے مرد غبی
تا کہ اس جھوٹی فقیری سے تری

معتقد ہو کر کے سب اہل جہاں
لائیں نظریں پاس تیرے بیگماں

یہ نہیں معلوم تجھ کو اے عزیز
ہیں جہاں میں سیکڑوں اہل تمیز

ہیں بہت عالم میں عاقل نکتہ داں
جانتے ہیں سب کی خوبی و زباں

یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو
اس سے وہ واقف ہیں بیشک ہو بہو

پر یقیں ہے تجھ کو اب بیشک یہی
حال سے میرے نہیں واقف کوئی

اپنی خود بینی سے تو ہے مارتا
لاف تقویٰ اور عدالت کی سدا

فکر میں ہر دم ہے تو اس بات کی
جسکے یاں کی عزت اور دولت ملی

کار تیرا سر بسر لیل و نہار
کرتا ہے تحصیل جاہ و اعتبار

واسطے زر کے بنے اے نابکار
متقی و عاقل و پرہیزگار

نان و حلوے کیلئے تو اے لعیں
کھو دیا ہے ہاتھ سے اسلام و دیں

جاہ و عزت کیلئے اے بے خبر
دین و ایماں سے پڑا تو دور تر

دیں دیا تو نے لیا نان حرام
مکر و حیلہ بہر تسخیر حرام

مال کھاتا شاہوں کا با مکر و شید
چھوٹے غفلت سے نہ تیری عمر زید

لے فریب و مکر سے شاہوں کا مال
ہر طرح سے پھر اسے سمجھے حلال

پھر یہ تقویٰ اور عدالت باوجود
ایسے دعووں کے ہے قائم اے جہود

ہے ہمیشہ برقرار اور پائدار
یہ عدالت اور تقویٰ نابکار

www.maktabah.org

سنگ و آہن سے بھی یہ مضبوط ہے — جو نہیں نقصاں کسی شے سے اُسے
کچھ نہیں نقصاں فریب و مکر سے — اس عدالت اور تقوی کو ترے
نے خلل اُسکو کسی شے سے عزیز — چوں وضوے محکم بی بی تمیز

حکایت تمثیل

حال اُس عورت کا سُن تک اے عزیز — جو کہ تو رکھتا ہے کچھ عقل و تمیز
شہر ہرا میں تھی سُن اک بیوہ زن — کہنہ رند و حیلہ ساز و پُر ز فن
نام اُس عورت کا تھا اے ہوشیار — کہتے ہیں بی بی تمیزہ ہوشیار
بس عبادت سے اُسے لیل و نہار — تھی سدا رغبت بہت اے نامدار
صبح سے لیکر کے تا وقتِ عشا — باوضو رہتی تھی اے مردِ خدا
بعدِ عشا کے صبح تک وہ بے شعور — رات بھر کرتی زنا فسق و فجور
ایکدم بھر مرد بن رہتی نہ تھی — گرچہ پھر چوڑھا چمار ہووے کوئی
آتا جو اُس بیحیا کے پاس یار — آگے اُسکے پڑتی تھی دامن پسار
لے نمازِ شام سے تا بامداد — نامرادوں کو سدا دیتی مراد
اور نہ خالی ہوتی تھی اُسکی دوات — ایکدم بھر نے قلم سے نیک ذات
جو کوئی لاتا مراد اپنی وہاں — جھٹ رقم کرتی وہ اُس پر بیگماں
رند اور اوباش کے مقصود کو — خوب بر لاتی تھی وہ اے خوبرو
اُسکی چکی شیخ کے مانند یار — پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار
اور اسی حالت میں پھر وہ نابکار — کرتی تھی حق کی عبادت بیشمار
جس کسی کے نیچے سے اٹھتی بناز — ہوتی تھی فی الحال مشغولِ نماز
بے وضو بے غسل بے نیت سدا — خوب کرتی تھی رکوع سجدا ادا
اُسکے اوپر کہتی تھی وہ بدگہر — باوضو رہتی ہوں میں آٹھوں پہر
ایسی بدذاتی سے پھر وہ بیحیا — آپ کو کہتی تھی میں ہوں پارسا
ایک دن اک رند نے اُس سے کہا — کیا کہوں مجھ کو تعجب ہے بڑا
اس طرح کے کار سے تیرے مجھے — حیرت آتی ہے بہت اے نیک پے
باوجود ایسی جنابت کے سدا — خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا
نیت اور آداب یہ محکم وضو — کر بیاں کچھ حال اسکا مجھسے تو
یہ وضو تیرا اُسن اے نیکو سیر — سنگ و روئیں سے بھی ہے مضبوط تر
بلکہ ہے سدِ سکندر سے دوچند — جو کسی شے سے نہیں اسکو گزند
ہے مثال ایسی ہی تقوی کی ترے — ہر طرح کے کار سے قائم رہے
جس طرح بی بی تمیزہ کا وضو — سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کبھو
یوں ہی تقوی اور عدالت تیرا یار — سو فریب و مکر سے ہے پائدار
ہے خدا کی مار ایسے شخص پر — بے حیا بے شرم جو ہوا اسقدر
ساقیا آمد سے گذرا انتظار — جام دے وہ جس سے ہو سینہ فگار
کر کے تا ناموس کے دامن کو چاک — آتش ذل سے میں ڈالوں سر پہ خاک

اس میں مذمت اُن درس کہنے والوں کی ہے کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور بزرگی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہے دنیا جان تو اے خودپسند — مکر و حیلہ کا ترے یہ وعظ و پند
درس تیرا اسلئے ہے صبح شام — تاکہ ہو مشہور علم اور فضل تام
بہر اظہارِ فضیلت اور عمل — آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل
تو یہ کرتا اب جو وعظ و پند ہے — خلق میں مشہور ہونے کیلئے
علم و فضل اپنا جتانے کیلئے — سو خرابی اور بلا میں تو پڑے
ہر طرح اپنا جتا فضل و کمال — مرد و زن کیواسطے ڈالے ہے جال
تاکہ ہوں تابع ترے کچھ عام ہیں — سو فریبوں سے تو لایا دام میں
جاہل و نادان دے بے عقل و شعور — جال میں تیرے پڑے اے پر غرور
معتقد تیرے ہوئے وے پر ضرور — کون شوئی کا نہیں جنکو شعور
جاہلوں میں بیٹھ کر بن بن سدا — علم و فضل اپنا جتایا خوب سا

www.maktabah.org

خوب سی تقریر کر دیگر کے زیب — جاہلوں ناواقفوں کو دے فریب
دوسرے کو تو نصیحت ہو مدام — اور ہووے خود فضیحت لا کلام
راہ جنت کا بتاوے اور کو — آپ لے دوزخ کی رہ بے گفتگو
رہ بتاوے اور کو گلزار کی — اور لیوے آپ رستہ نار کی
شہد و شربت اور کو دیوے ہے پلا — آپ پیتا ہے پیالہ زہر کا
کرتا ہے اوروں کو سیدھی راہ پر — اور ہووے آپ گمرہ جان کر
بھیجتا ہے اور کو گلزار میں — آپ کو ڈالے ہے تنہا غار میں
ہے یہ سب اسواسطے اے پرخلل — لوگ جانیں تا ترا علم و عمل
خوب سی شیخی جتائی کھول کر — مکر اندر مکر لکھا ہے ہنر
پر اصول و فروع تیرے اے اخی — محکم اِن دو سے نہیں ہے ایک بھی
کچھ حیا بھی تجھ کو آتی ہے بتا — حق تعالیٰ اور پیمبر سے بھلا
جان اس رہ میں ترا کیا غول ہے — یہ ریائی درس نامعقول ہے
کرتا ہے جو تو ریا کا وعظ و درس — ہے یہی شیطان تیرا اور نفس
یہ ریا کا جو ترا ہے وعظ و پند — زہر ہے باطن میں اور ظاہر میں قند
ہوتی ہے جس درس میں روی و ریا — درس ہے کب ہے وہ اک قہر و بلا
چور ہے پوشیدہ دل میں یہ ریا — دولتِ ایمان کو ہے لوٹتا
خنجرِ لاحول سے اِس چور کو — قتل جس نے کر دیا اے نیکخو
دولتِ ایمان لی اس نے بچا — باخوشی جنت میں جا ڈیرا کیا
درس جو قربت نہ ہو اس سے غرض — ہے نہیں وہ درس لیکن ہے مرض
آپ کو جس نے اگر اس مرض سے — کر دیا آزاد جاں اے نیک پے
اسپ و دولت کو وہ اپنے باہنر — ہے وہ دوڑاتا فرازِ عرش پر
ساقیا لے بہرِ حق میری خبر — نفس و شیطاں نے کیا زیر و زبر
وقت ہے امداد کی امداد کا — کر کے امداد انکے پیچوں سے چھڑا
تاکہ یہ جا کر کے بے روی و ریا — اُس کے قدموں پر کرے سر کو فدا

٢١ اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ اَسباب دنیا کا اکٹھا کرتے رہتے ہیں اور غافل ہیں حاصل کرنے اسبابِ عقبیٰ کے سے

کیا ہے دُنیا یعنے اسبابِ جہاں — آفتِ جاں ہے ہر اک پیر و جواں
یہ کرے قربِ خدا سے تجھ کو دُور — اور کرے راہ ہُدا سے تجھ کو دُور
کر دیا قرباں اُسی پر اپنا سر — ہو گیا تو راہِ حق سے دُور تر
کر دیا ہے تلخ تیرا یار کام — اِسطرح کے نان و حلوے نے تمام
اور بھی اکثر ترا اے نیک خو — لے گیا ہے رونقِ اسلام کو
جلد اس اَسباب کو اے بہرہ ور — بیخ دیں سے تو اکھاڑ اور دُور کر
اور اس دنیائے دوں پر خاک ڈال — آپ کو بارِ گراں سے تو نکال
سعی تیری ہے یہ اے صاحب ہنر — واسطے دُنیائے دُوں کے سربسر
سعی کچھ جاتی نہ عقبیٰ کی ہے کیا — سعی دُنیا میں رہا تو مبتلا
اس کی رہ میں موشگافی اے شقی — اس کی رہ میں کند فہمی احمقی
پیچھے اسکے دوڑے ہے از جان و دل — اُسکے پیچھے جائے جیسے خر بگل
باوجود اس سعی و محنت کے فرا — جو کہ چاہے تھا نہ وہ حاصل ہوا
سعی دنیا میں رہا تو عمر بھر — کیا ہوا حاصل تجھے جز دردِ سر
سعی عقبیٰ کی جو تو کرتا میاں — کارِ دُنیا کا بھی بر آتا میاں
کارِ عقبیٰ کا جو کرتا بند و بست — کارِ دنیا کے بھی سب ہوتے درست
اِسلئے فرماتے ہیں خیر البشر — جو کوئی دنیائے دُوں کو ترک کر
ہوتا ہے جھٹ باخضوع و باخشوع — اپنے اس اللہ کی جانب رجوع
کار اُسکے دنیا و دیں کے تمام — ہوتے ہیں آسان سب اے نیکنام

www.maktabah.org

اسکے اوپر یاد آئی ایک مثال | کان دھر کے سن اسے اے خوش خصال

اس میں بیان ہے کہ اختیار کرنا کارِ آخرت کا اوپر کارِ دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی اک مردِ صالح نوجواں | کرتا تھا کھیتی کا پیشہ اے میاں
پاس اسکے کہتے ہیں تھا اک شتر | بھاگنے کی اسکو عادت تھی مگر
اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا | اونٹ اسکا بھاگ جنگل کو گیا
اور آدھے دن جمعہ کا اسلئے | تھا کہ پانی زرع کو دے نہر سے
مرد حیراں ہو کے بولا اے خدا | پانی دینے کا بھی یہ وقت ہے مرا
گر میں دوں کھیتی کو پانی اب میاں | اونٹ اپنے کو میں پھر پاؤں کہاں
اور نمازِ جمعہ بھی دوں ہاتھ سے | ہوں خرابی میں پڑا اس بات سے
گر نہ دوں کھیتی کو پانی اس زماں | ہوتی ہے بالکل خراب اے مہرباں
جو میں ڈھونڈوں اونٹ کو جنگل میں جا | بس نماز اور زرع دونوں کھو چکا
اس تردد سے وہ مردِ خوش لقا | ہر طرح کے رنج میں تھا مبتلا
آخرش بولا تامل کر کے وہ | چل نمازِ جمعہ کو جو ہو سو ہو
کیونکہ اس دولت کو ہے بیشک بقا | اور سوا اسکے ہے سب شے کو فنا
یعنے کارِ دیں کو ہووے بقا | اور کارِ دنیوی کو ہے فنا
جو کہ فانی سے لگاوے دل عزیز | اس سے زیادہ کون ہے بس بے تمیز
کہتے ہیں حضرت محمد مصطفےٰ | حج مسکینوں کا ہے دن جمعہ کا
جا غرض تکبیرِ مسجد اس نے کی | اجر قربانی کا پایا اونٹ کی
جا کے مسجد میں ہوا مشغولِ ذکر | اور بھلائی دل سے سب دنیا کی فکر
باخضوعِ دل بصد عجز و نیاز | سامنے حق کے پڑھی اس نے نماز
ہو کے فارغ جبکہ آیا اپنے گھر | دیکھتا کیا ہے کہ وہ اسکا شتر
ہے کھڑا اپنے مکاں پر اے میاں | عاجز و مسکیں غریب و ناتواں
۲۲ اپنی بی بی سے یہ پوچھا اسنے جا | کسطرح یہ اونٹ آیا ہے بتا
یہ کہا عورت نے اسکی اے میاں | اک درندہ اسکو لایا ہے یہاں
ہو کے گرد اسکے کوئی سا بھیڑیا | مار کر یاں تک اسے پہنچا گیا
شکرِ حق کرنے لگا وہ نیک خو | یہ کہ رب لایا ہے میرے اونٹ کو
اب میں جا کر سینچتا ہوں کھیت کو | اپنے اس معمول پر چلتا کہ ہو
گل نہ آوے ہاتھ میں تیرے اگر | جز کو تو مت چھوڑ پر اے بہرہ ور
آخرش اٹھکر وہ مردِ نوجواں | کھیت کی جانب ہوا اپنے رواں
جا کے دیکھا کھیت کو جو غور کر | پایا سب سرسبز اور خوش تازہ تر
خود بخود اس نہر سے بس بیگماں | اسکی ہر کیاری میں ہے پانی رواں
ہو کے حیراں مرد بولا اے خدا | کھیت یہ سیراب کیونکر ہو گیا
ہے نہ ہمسایہ مرا ایسا بھلا | کھیت میں پانی مرے دیتا جو آ
پوچھا آخر اس نے ہمسایوں سے جا | کھیت میں پانی مرے کس نے دیا
بولے سب ہی یہ عجب اک ماجرا | خود بخود پانی ادھر کو ہو لیا
سینچتے تھے ہم تو اپنے کھیت کو | پر یہ پانی جاتا تھا تیرے کھیت کو
روکتے تھے ہر طرح سے ہم اگر | پر یہ تیرے کھیت میں کرتا گذر
ہو گئے ناچار جب اے با ادب | چھوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھ سب
حکمِ حق سے کھیت میں تیرے میاں | ہر کیاری میں ہوا پانی رواں
ہو کے شاداں اور خرم وہ جواں | شکرِ حق کرنے لگا بس بیکراں
جو کوئی دنیائے دوں کو ترک کر | باندھ لے حق کی عبادت میں کمر
آپ خود آکر یہ دنیائے قلیل | پاؤں میں اسکے پڑے ہو کر ذلیل
دین کو دل سے کرے جو اختیار | خود بخود دنیا ہو اس پر نثار
اور جو حق کو چھوڑ دنیا میں پڑے | دین و دنیا سب خراب اپنی کرے
جس نے کی دنیا مقدم دین پر | وہ ہوا خوار و تباہ خستہ جگر
ہو گیا اس شخص پر قہرِ خدا | جو ہوا دنیائے دوں میں مبتلا
ہو نہ حاصل دین اور دنیائے دوں | قعرِ دوزخ میں پڑے جا سرنگوں
ساقیا وہ جام دے اب تو بتو | عیشِ دنیا جس سے مجھ پر سرد ہو

www.maktabah.org

چھوڑ کر دنیائے دوں کو سر بسر | حکم پر دلدار کے باندھوں کمر

سوال کرنا کسی زاہد کا ایک امیر سے کہ کسقدر سعی اس امیر نے کی بیچ حاصل کرنے اسباب دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اُس کا اوپر حاصل کرنے سامان آخرت کے

ایک عارف نے کہ تھا صاحب کمال
ایک منعم سے کیا اُس نے سوال
یہ کہ دل تیرا ہے ہر شام و سحر
درپئے مال و منال اے نامور
سعی تیری بہر دنیائے دنی
کسقدر ہے کہہ تو اے مردِ غنی
یوں کہا اُس نے کہ بیحد بیشمار
کار میرا ہے یہی لیل و نہار
یہ کہا عارف نے اس کو تو بھلا
رہتا ہے اسکی تگ و دو میں سدا
کیا ہوا حاصل تجھے میرے خلیل
یہ کہا اُس نے کہ کچھ قدرِ قلیل
پر جب ہے مقصود اے روشن ضمیر
پر نہ آیا اُس سے کچھ عشرِ عشیر
یہ کہا عارف نے اِسکے ہے ثواب
فکر میں تحصیل کے ہر روز و شب
رنج و غم میں تو عبث اُسکے میاں
عمر کو کرتا ہے اپنی رائگاں
قبلہ اپنا شغل کو اس کے کیا
عمر اپنی اس پہ کی تو نے فدا
جانتا ہے وہ جو کچھ تو اے فتا
اس سے کچھ حاصل نہیں تجھ کو ہوا
مدعا دل کا ترے اِس سے کہیں
کچھ نہیں حاصل ہوا اے نیک دیں
ہے بھلا دنیا بھی یہ عقبیٰ کا گھر
سعی کچھ اسکی نہ کی تو نے مگر
اُس سے کچھ حاصل تجھے کیونکر ہو جاں
میں نہیں کہتا تو کہہ اے نکتہ داں
یعنے اِس دنیائے دوں سے اب تجھے
دارِ عقبیٰ ہووے حاصل کب تجھے
مرد وہ ہیں جو کہ دنیا چھوڑ کر
باندھتے ہیں راہِ عقبیٰ میں کمر
اور تو بہر گاؤ نفس بے حیا
کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا
یادِ حق کو تو نماز فرض جان
اس سے رہتا ہے تو غافل ہر زماں
اِس جہاں فانی میں تو فانی ہوا
راہِ عقبیٰ کو دیا دل سے بھلا
واسطے عقبیٰ کے تو اے بہرہ ور
چھوڑ تا مُردار دنیا کو اگر ۲۳
خود بخود یہ زالِ دُنیا ہو ذلیل
پاؤں میں پڑتی ترے با قال و قیل

اس میں یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں دنیا انکے پیچھے دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہیں دنیا ان سے بھاگتی ہے۔ حکایت

ایک صاحب دل وَلی با عز و جاہ
با خوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ
اور گردِ اُسکے مرید اور طالبیں
جمع بیٹھے تھے بصد صدق و یقیں
ناگہاں تین جانور اک طرف سے
سامنے کو آ گئے اڑتے ہوئے
ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا
اور اُسکی جستجو میں دوسرا
اُن میں آگے تھا کبوتر بس رواں
سب سے عاجز اور حقیر و ناتواں
اُسکے پیچھے مرغ زریں بال و پر
اڑتا جاتا تھا نہ اک بھی ایک کے
اور پیچھے مرغِ زریں کے اوڑا
جاتا تھا بدبخت کوا جوں ہوا
کرتا تھا ایسی ہر اک کوشش و لے
ہاتھ آتا تھا نہ اک بھی ایک کے
دیکھ یہ بولے مرید اے شاہ دیں
ماجرا ایسا کبھی دیکھا نہیں
کیوں کبوتر کے ہے پیچھے مرغ یوں
اور پیچھے مرغ کے کوا ہے کیوں
ہے کبوتر کا مطیع کیوں مرغ یوں
زاغ باغی مرغ کا تابع ہے کیوں
جنسہائے مختلف ہیں ہے یہ کیا
ایک کا تابع ہوا جو دوسرا
جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی
جنس سے ہے جنس کو میل اے اخی
جنس جانب جنس کے رکھتی ہے میل
ساتھ دن کے دن ہے اور ہے شب کے لیل
ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا
اور کافر پر ہو کافر مبتلا
صالحوں کے ساتھ ہو دیں صالحاں
ساتھ بدکاروں کے ہوں بدکاریاں
زاغ ہمرہ زاغ کے ہو کر اڑیں
بلبلوں کے ساتھ بلبل خوش رہیں
انبیاءؑ اِس واسطے پیدا ہوئے
جنس ہے انسان کے اے نیک پے

www.maktabah.org

آدمی تا ملکے اپنے جنس سے
بے تکلف راہ حق کی سیکھ لے
جنس سے ہو جنس اپنی کامیاب
فیض ہے ہم جنس سے سب کو شتاب

انبیا ہوتے فرشتوں سے اگر
کب پکڑتے اُن سے اُنسیت بشر
کب بھلا انسان ہو کر بیحجاب
راہ حق لیتے فرشتوں سے شتاب

اک خلافِ جنس سے ہوں سو حجاب
اور ہوں ہمجنس سے لک فتحیات
فائدہ ہمجنس سے ہو جس قدر
غیر جنسیت سے ہوا تنا ضرر

روح جو آئی ہے ملکِ امر سے
زہد و طاعت سے ہے راغب اسلئے
جسم ملکِ خلق سے پیدا ہوا
خواب و خور میں اس لئے ہے مبتلا

اُس کی پیدائش اِن دو[2] سے ہوئی
حق نے جو دونوں کی اسمیں جمع کی
جو کرے یہ میل جانب خاک کی
نفس آمارہ[1] بنے ہے اس گھڑی

اور کرے جو رُوح کیجانب گذر
نفس لوآمہ بنے اُس وقت پر
میل ملکِ امر کا جب اسمیں ہو
آوے لوآمہ کی جانب دَوڑ دَو

جو بہت کوشش سے لاہوتی کو جا
ملہمہ کی طرف پھر رکھتا ہے پا
بعد تہذیب اور کمال اجتہاد
مطمئنہ ہووے وہ اہل وداد

اِس سخن کی کب ہے امداد انتہا
ماجرا ان طائروں کا پھر سنا

جواب دینا اُس صوفی کا مریدوں کو واسطے تسکین اور دل جمعی کے اور بیان کرنا حال طائروں کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا

مرد صوفی کو ندا آئی نہاں
یہ مریدوں سے تو کر اپنے بیاں
جو اُڑتے جاتے ہیں یہ تینوں[3] جانور
ہے مثال اُنکی سمجھ اور غور کر

بھاگتے ہیں ایک جو دنیا سے دُور
دوسرے طالب ہیں اسکے بالضرور
یہ مثال اُن کی ہیں تینوں جانور
ایک سے اک بھاگتا ہے دور تر

طالب و تارک ہیں جو دنیا کے اب
ایک کو ہے دوسرا کرتا طلب
بھاگتا ہے یہ کبوتر پے بہ پے
مُرغِ زرّیں کے فریب و مکر سے

اور درپے مرغ زرّیں اُسے ہے
تاکہ اس پر آپ کو قرباں کرے
لیک ہرگز یہ کبوتر نازنیں
ہاتھ آتا مرغ زرّیں کے نہیں

اور پیچھے مرغ زرّیں کے اڑا
حرص سے جاتا ہے کوّا بیحیا
پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا
گرچہ کوشش کرتے ہیں بے انتہا

جان عارف ہے کبوتر کی مثال
جاتا ہے حق کیطرف بے قیل و قال
اور زرّیں مرغ تو دنیا کو جان
دوڑے ہے عارف کے پیچھے بیگمان

زاغ یعنی اہل دنیا حرص سے
چوں زغن مُردار دنیا میں پڑے
گر تو دنیا دار کو کوّا شمار
ہوتا ہے مُردار دنیا پر نثار

اہل دنیا واسطے دنیا کے یار
دَوڑتا ہے ہر طرف ہو بے قرار
لیک وہ مکارہ اُن سے بھاگ کے
مردِ حقانی کے جا پیچھے پڑے

بھاگتا ہے مردِ حقانی مگر
مکر سے اس بیحیا کے خوف کر
دَوڑتی ہے اُسکے پیچھے یہ سدا
بھاگتا ہے اس سے وہ مردِ خدا

ہے یہی دنیا کا یار و ماجرا
بھاگے ہی جو اس سے یہ اُسکے پاس جا
اور جو اسکو طلب کرتے ہیں یہاں
بھاگتی ہے اُن سے یہ کوسوں یہاں

تمثیل

اور سُن اِس پر تو مجھ سے اک مثال
نیک لوگوں کا بیاں کرتا ہوں حال
ایک دن ہارون رشید بادشاہ
تخت پر بیٹھا تھا با صد عز و جاہ

اور گرد اسکے بکثرت لاکلام
تھے کھڑے آداب سے لونڈی غلام
جہرباں اُنپر جو کچھ سلطاں ہوا
حکم یہ مختار کاروں کو دیا

---

۱ نفس چار ہیں۔ امارہ۔ لوامہ۔ ملہمہ۔ مطمئنہ۔ ۱۲ ح

جو کہ توشہ خانہ میں موجود ہے
حکم پھر لونڈی غلاموں کو دیا
سنتے ہی اس بات کے لونڈی غلام
ہو خفا باندی سے یوں شہ نے کہا
اسکی کمبختی ہے کیا پھر جو شہا
اور کہا شہ نے اُسے اے بادب
اس طرح سے جو کوئی حق کے لئے
حق تعالیٰ ہو کے خوش اُس شخص سے

سامنے لا کر دھریں ہر ایک شے
شہ نے کہیں یہ نعمتیں تمکو عطا
گر پڑے ایک ایک ہر نعمت پہ تمام
رکھدیا کیوں ہاتھ مجھ پر اب بتا
چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا
کر دیا آزاد تجھ کو میں نے اب
دل سے سب نعمائے دنیا چھوڑ دے
آخرت کی نعمتیں سب اُسکو دے
ماسوا پر ہو نہ ہرگز مبتلا

سنتے ہی مختار کاروں نے جبھی
جسکو اس نعمت سے جو مطلوب ہو
کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا
عرض کی لونڈی نے جب اے نیکخو
بادشاہ سنتے ہی جھٹ اس بات کے
اور یہ سب نعمائے اور باندی غلام
چھوڑ کر نعمائے دنیا سر بسر
تو بھی اے امداد بہر ذوالجلال
خالصاً للہ حق سے دل لگا

پیش شہ ہر ایک نعمت لا دھری
لے اٹھا اس میں سے وہ بے گفتگو
ہاتھ اک لونڈی نے شہ پر رکھدیا
صاحب ان نعمات کا موجود ہو
اُسپہ عاشق ہو گیا دل جان سے
کر دیئے تجھ کو عطا اے نیک نام
دل لگا لے اپنے حق سے بیشتر
دو جہاں کی نعمتوں پر خاک ڈال

اس میں مذمت اور برائی ان لوگوں کی ہے کہ فخر کرتے ہیں ساتھ مصاحبت بادشاہوں کے اور دعویٰ رکھتے ہیں شامل ہونیکا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دو ضدوں کا محال ہے

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور
ہے سعادتمند وہ ہی اے فتا
اور ہے ایماں کا بھی اسمیں ضرر

قرب سلطاں ہے تو کر اس سے حذر
آپ کو جس نے لیا اس سے بچا
ہو سکے جتنا تو کر اس سے حذر
نیک لوگوں کا طریقہ ہے یہی

ہوش سر سے بھی ہے اور دل سے سرور
قربِ سلطاں سے بچ کر بچ سکے
اس کے اوپر کہتا ہوں اک داستاں
جو بیاں کرتا ہوں تجھ سے اے غبی

قرب سلطاں اس سے رہ تو دور دور
کیونکہ یہ تیرا وبالِ جان ہے
کان دل سے تم سنو اے مہرباں

داستان

ایک تھا درویش بس روشن ضمیر
خلق سے ہو کر جدا جنگل میں جا
باہر آتا تھا نہ وہ اُس غار کے
ایک مدت ہو گئی اُس کو بسر
چھوڑ کے اس عالم کو جو حق کیلئے
ہے بہت باریک راہِ دل رُبا
کہتے ہیں حضرت محمد اس لیئے
اُولیا ہیں راہ بر اس راہ کے

راہ حق میں چست و کامل بے نظیر
کرتا تھا تنہائی میں یادِ خدا
پر کبھی حاجتِ ضروری کیلئے
ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح پر
بے شبہ وہ اپنے دلبر سے ملے
چل سکے بے راہ بر کے کب بھلا
راہبر لے ساتھ پھر تو راہ لے
اُن کے دامن کو پکڑ اور راہ لے

چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار
بیٹھ کر اک غار میں تنہا سدا
بعد ہفتے کے جو ہوتی اشتہا
تھی اُس عارف پر عنایات خدا
جہد و کوشش شرط ہے پر اے پسر
ہیں گی اس رہ میں بہت سی گھاٹیاں
راہ بر لے تا تو سیدھی راہ جا
عمر بھر گرچہ کرے روزہ نماز

کر لیا تھا اُس نے گوشہ اختیار
ذکر حق میں ہر گھڑی مشغول تھا
کھاتا تھا برگِ شجر وہ پارسا
واصل مولیٰ وہ رہتا تھا سدا
راہ میں دلدار کے شام و سحر
طے ہو کب بے راہ بر کے اے فلاں
گھاٹیوں میں ورنہ ہو گا مبتلا
بے مدد مرشد کے کب ہو سرّ باز

www.maktabah.org

ستر باطن کب ترے دل پر کھلے / تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے
گرچہ کی تو نے عبادت سالہا / لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا
جو کہ تھی حرص و ہوا دل میں بھری / اس عبادت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی
جو نہ جا حرص و ہوا دل سے ترے / اُس عبادت کو ترے پھر کیا کرے
کہتا ہے حق دیکھ دیدہ کر کے باز / منع کرتی ہے گناہوں سے نماز
عادتی ہے یہ تری روزہ نماز / سِترِ باطن اس سے کب تجھ پر ہو باز
پیروی کر جان سے مرشد کی تو / تاکہ کر دے تجھ کو سیدھی راہ کو
ورنہ اِس رہ میں تو بے مرشد سدا / ٹھوکریں کھاتا رہیگا جا بجا
سوچ تو دل میں ذرا اے نیک پے / بے کماں کے تیر کیونکر چل سکے
تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا / بے کماں کے جا نشانے پر لگا
کِس نے پایا ہے صراط المستقیم / بے مدد مرشد کے بتلا اے کریم
انتہا رکھتا نہیں ہے یہ سخن / حال اُس درویش کا اب مجھ سے سُن

آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے مرد عارف کے

درمیاں اُس غار کے وہ پارسا / ذکر و فکرِ حق میں رہتا تھا سدا
ناگہاں اک روز اے فرخندہ فال / ایک عورت صاحبِ حُسن و جمال
باہزاراں خوبی و زیبندگی / آگئی خدمت میں اس درویش کی
دست بستہ باادب ہو کر کھڑی / عرض خدمت میں یہ کی درویش کی
جو کرو اس دم قبول حضرت مجھے / کیا کریموں کے کرم سے دور ہے
تیری خدمت میں رہونگی میں مدام / جو کہ فرماؤ بجالاؤں تمام
دیکھ کر درویش نے اُسکے تئیں / کر لیا معلوم باطن سے وہیں
ہے یہ دنیا بدگہر اور نابکار / سامنے آئی مرے کر کے سنگار
یہ کہا درویش نے اُے بیحیا / دُور ہو مجھ پاس تو ہرگز نہ آ
بھاگ کر تجھ سے یہاں آیا ہوں میں / چھپکے آ بیٹھا ہوں تنہا غار میں
پھر کے کیوں آئی ہے اِسجا اے پلید / مکر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید
یہ کہا اُس نے کہ اے درویش جان / حکم سے حق کے میں آئی ہوں یہاں
حق ہیں میرے تجھ کو اے مردِ یقیں / فائدہ کچھ منع کرنے میں نہیں
آئی ہوں میں حکم حاکم سے یہاں / کیوں خفا ہوتا ہے مجھ پر اے میاں
لیکے یہ نظروں سے وہ غائب ہوئی / اور عارف کو ہوئی وحشت بڑی
یہ کہا عارف نے وہ جو آئے گی / جوتیاں مجھ سے بہت سی کھائیگی
گر نہ جائے گی وہ میرے پاس سے / گور کا مصرف کرونگا میں اُسے
گر نہ جا مجھ پاس سے دنیائے دُوں / خرچ اُسکو راہِ عقبیٰ میں کروں
مال دنیا ہے یہ زہر سم ناک / گر اُسے پاوئے تو اُس پر ڈال خاک
یعنے اُسکو صرف کر نیک امر میں / تاکہ کام آوئے وہ تیری قبر میں
واسطے حق کے جو دے تو اک یہاں / اُسکے بدلے پاوے تو حصے وہاں
کر سخاوت کا تو پیشہ اختیار / تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار
چاہتا ہے وہ جو کچھ پروردگار / کرتا ہے اسباب اُسکے آشکار
دس برس تک وہ فقیر اُس غار میں / تھا رہا مشغول حق کے کار میں
کوئی آتا تھا نہ اُس پاس اے سپر / کیونکہ بستی سے تھا جنگل دُور تر
گائیں بکری اونٹ خچر اور گدھے / واں تلک آتے نہ چرنے کیلئے
اتفاقاً اک برس تقدیر سے / قحط عالم میں پڑا حد سے پرے
خشک سب کھیت اور جنگل ہو گئے / آدمی حیوان کل مرنے لگے
گلہ ہائے اشتر و گاوان و خر / پھرتے تھے چرواہے ادھر اور ادھر
کچھ بھی جس جا پاتے تھے سبزے کی بُو / دوڑتے چوپائے جھٹ اس طرف کو
یوں ہی پھرتے پھرتے اکدن ناگہاں / آکے پاس اُس غار کے سب راعیاں
چند اک چوپائے گرد اُس غار کے / دیکھ سبزہ کھاتے کھاتے آ گئے
پھر تو چرواہے وہاں آنے لگے / لے کے چوپائے چرانے کے لئے
ناگہاں اکدن وہ عارف غار سے / آیا باہر ایک حاجت کے لئے
کی تھی جو حق کی عبادت بےشمار / نورِ حق تھا اُس کے منہ سے آشکار
دُور سے پیدا ہے صورت دیکھ کے / گرد اُس درویش کے آکر ہوئے

www.maktabah.org

اعتقادِ دل سے جا ہر ایک نے رکھدیا پاؤں پہ سرِ درویش کے
جو کہ تھا درویش مشغولِ خدا اُن کی جانب کو نہ کچھ راغب ہوا
جسکو حاصل ہووے وصلِ دلربا پھر ہے اسکو اور سے مطلب ہی کیا
آخرش سب نے بصدِ عجز و نیاز یہ کہا درویش سے اے پاک باز
اسکو خواہش ہو اب جس چیز کی حکم کیجے ہم بجا لاویں ابھی
دیکھا جو درویش نے انکے تئیں پاس سے میرے یہ ٹلنے کے نہیں
کرکے اُن کی عجز و زاری پر نظر یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر
ایک مدت سے یہ نفسِ بد سرا مانگتا ہے دودھ مجھ سے برملا
شیر کے دو ایک دیکر گھونٹ یار تا ہیں مارِ نفس کا دوں زہر مار
عرض کی یوں قحط سے باراں کے اب گائیں بکری ہوگئیں بے دودھ سب
جب نہ اُنکو چارہ کھانے کو ملا شیر اُنکے خشک پستاں سے ہوا
اور کہا رو رو کے سب نے با محن تم نے جو چاہا نہ آیا ہم سے بن
دیکھ کر درویش اُن کا اضطرار یہ کہا اُن کو کہ اے مردانِ کار
ایک گائے کرکے اب سب سے بدر اس کو دوھو تم خدا کے نام پر
کرکے بسم اللہ اب اے نیک راہ سعی کر تو ہو گی امدادِ الٰہ
کارِ عقبیٰ میں ہے کوشش شرط یار جہد و کوشش کر جو تو ہے ہوشیار
گوشِ جاں سے سُن ذرا اے مہرباں کہتے ہیں کیا سرورِ پیغمبراں
سعی و کوشش ہے اُن ہی کی بامراد کرتے ہیں جو نفس پر اپنے جہاد
بے سفر چلنے کے کب ہو راہ طے جہد کر چل منزلِ مقصود پئے
راہ کو کر قطع چل پاؤں اٹھا بیٹھے کا راہ میں کیا ہے فائدا
ہو مسافر کو کہاں آرام و خواب ہر گھڑی رہتا ہے اُسکو اضطراب
راہِ حق دیکھی ہے کیا آسان یار جو پڑا ہے تو یہاں پاؤں پسار
راہ بے جل عیش کے دامن کو پھاڑ تا نہ اُلجھے اُن سے اندر غار و جھاڑ
ہے یہ منزل پر خطر جا خار و زار جو تو جا کپڑوں سے ہو بالکل فگار
یعنے یہ کپڑے اُلجھ کر جھاڑ میں خوب سا تن کو ترے زخمی کریں
طاق میں رکھ تن سے تو کپڑے اُتار با دلِ فارغ تو پھر لے راہِ یار
دُور ہے منزل بہت رہ میں پہاڑ اور بہت سے جا بجا کانٹوں کے جھاڑ
چاہتا ہے جو تو جا اس راہ کو ہاتھ میں لے اپنے تیشہ آہ کو
قطع کر یہ خارِ رہ سے تاکہ تو جلد پہنچے منزلِ مقصود کو
ورنہ لے تیشہ ترا تن ہو فگار روک دیں رہ سے تجھے یہ سنگ و خار
یعنے لا سے تیز سے تیشہ بنا سنگِ غیریت کو پھر رہ سے ہٹا
منزلِ مقصود الّا اللہ کر سیر واں جا با دلِ آگاہ کر
یعنے یہ حرص و ہوائے دینوی غیرِ حق کہ ہے ترے دلمیں بھری
بہرِ حق تو دل سے ان کو دُور کر نورِ عرفاں سے اسے معمور کر
یہ سخن ہے بے بیاں اے دوستو حال اس درویش کا مجھ سے سنو

قصہ۔ دوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقادی سے

ایک چرواہا غرض ان سے اٹھا پاس گاؤ نا رسیدہ کے گیا
اُسکے دوہنے کا ارادہ کر لیا تاکہ لیوے امتحاں درویش کا
اُس جواں نے پاس اُس گائے کے جا ہاتھ جھٹ اُسکے تھنوں پر رکھدیا
ہاتھ رکھتے ہی تھنوں پر بیگماں دودھ کی دھاریں ہوئیں اُسسے رواں
ہو کے حاضر سامنے درویش کے دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے
دودھ لے عارف نے اُس سے پی لیا بعدہٗ اُس غار میں جا کر چھپا
ریوڑوں کو لیکے سارے راعیاں شہر کیجانب ہوئے یار رواں
شہر میں وہ سب کے سب داخل ہوئے اس کرامت سے وے حیران ہوئے
دن کئی گذرے غرض اسطرح پر آتے تھے چرواہے وے اُس غار پر
رفتہ رفتہ پھر شہر میں جا بجا اس کرامت کا بہت چرچا ہوا
تھا خلائق کی زباں پر یہ کلام شاہ تک بھی ہوگیا یہ قصہ عام
سنتے ہی اس بات کے شہ نے کہا سب امیروں اور وزیروں سے بلا

www.maktabah.org

چلکے اُس عارف کی زیارت کیجیے
کیونکہ وہ دوری ہیں اپنے فرد ہے

کہہ کے یہ اور اٹھ کے باصد التجا
خدمتِ درویش میں حاضر ہوا

صحبتِ میر و وزیر و بادشاہ
ہے بڑا فتنہ سمجھ اَے نیک راہ

ان کی صحبت سے ہر اک حیراں ہوا
عاجز اِن کے مکر سے شیطاں ہوا

پاس سلطانوں امیروں کے نہ جا
آپ کو ان سے بہر صورت بچا

اِس لئے فرماتے ہیں خیر الزماں
دینِ حق کے ہیں امیں یہ عالماں

جو کہ عالم جا امیروں سے ملے
دین کے بیشک ہوئے وہ چوٹٹے

الغرض شہ عجز و زاری سے سدا
پاس اُس درویش کے رہنے لگا

ہوتے ہوتے چاہا یہ سلطان نے
خوب ہو جو شہر میں عارف چلے

باعثِ برکاتِ رحمانی ہے یہ
سایۂ انوارِ ربانی ہے یہ

شہر میں ہوا اِسطرح کا مرد جو
زیبِ شاہی رونقِ اسلام ہو

باادب کی عرض یہ درویش سے
شہر میں چلئے تو اب کیا خوب ہے

بولا وہ سُن اے وزیر اب مجھ کو کیا ۲۸
خلق کے ملنے سے بتلا فائدا

ہے موافق طبع ویرانہ مجھے
اور ہر اک طالبِ آرام سے

مرضیِ حق کا ہوں طالب میں سدا
خوب تنہائی میں ہو فرضی ادا

کہتے ہیں حضرت محمدؐ مصطفےٰ
جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا

فائدہ وحدت میں ہووے جسقدر
اِس سے سَو درجہ ہو کثرت میں ضرر

پھر وزیرِ حیلہ جو نے عرض کی
گر پکڑتے اِسطرح گوشہ نبیؐ

یوں اگر گوشہ پکڑتے اولیاؒ
راہ حق پاتی یہ کب خلقِ خدا

لیک جو بیمار ہو اَے باشعور
چاہیئے پرہیز اُس کو بالضرور

اور صحت جس نے پائی مرض سے
کیا دوا پرہیز کی حاجت اُسے

ایک مجھ میں حرص کچھ باقی ہے اب
چاہیے پرہیز مجھ کو اس سبب

تارکِ دنیا ہو تم تو بالیقیں
آپ سے ہم پاس تم آئے نہیں

تیرے نفسِ پاک سے اے مہرباں
ہو گئی روشن ہماری جانِ جاں

سامنے تیرے ہوا و حرص سب
محو دل سے ہو گئے یک لخت اب

نفع جس سے ہو خلائق کو تمام
فائدہ اُس سے اٹھاویں خاص و عام

اُسکا ثانی کوئی عالم میں نہیں
عالم و کامل وَلی سلطانِ دیں

شہ کے آنے سے ہوا درویش کو
شغل کیں حق کے حرج بے گفتگو

ہے سلاطینوں کی صحبت مثلِ آگ
تیر کے مانند اِن سے دُور بھاگ

ہے تکبر اُنکے دلمیں یوں بھرا
بکریوں میں جس طرح ہو بھیڑیا

صحبت اُنکی کبر و غفلت لاتی ہے
اور قناعت کا اثر لیجاتی ہے

پر نہ ہو جو ہمنشین و ہم طعام
ساتھ سلطانوں امیروں کے مدام

بس ڈرو اِن سے بچو اَے مومنیں
تا تمہارا بچ سکے اسلام و دیں

پھر تو دونوں عارف و شہ بےخطر
ہو گئے آپس میں جوں شیر و شکر

سوچ کر دل میں کہا دستور کو
جو چلے محلوں میں عارف خوب ہو

اِس کے قدموں کے طفیل اے بہرہ ور
رحمتِ حق ہووے نازل شہر پر

الغرض آیا وزیرِ حیلہ جو
پاس اُس عارف کے باصد گفتگو

مردِ آزادہ تھا وہ مردِ خدا
بھاگتا تھا شہ سے کوسوں سدا

مجھ کو آبادی سے ویرانہ بھلا
اختلاطِ خلق سے ہے سو بلا

طالبِ آرام نفس اپنے کا اب
میں نہیں ہوں اے وزیرِ باادب

ہے بھلا حق میں مرے گوشہ سدا
گاؤخر میں رہنے کا کیا فائدا

اختلاطِ خلق سے ہے جو بچا
جان اپنی کو سلامت لیگیا

جس نے کثرت سے بچایا آپکو
ملکِ وحدت کا ہوا سلطان وہ

کب پہنچتا خلق کو دینِ خدا
رہتا گمراہی میں ہر اک مبتلا

یوں کہا درویش نے اَے باخدا
جو کہا تو نے یہ حق ہے اور بجا

جو نہ بیماری میں پرہیز اب کرے
بےشبہ وہ ہاتھ دھوئے جان سے

انبیاؑ اور اولیاؒ ئے راسخیں
رنج و بیماری سے ہیں پاک اے متیں

سُنکے بولا وہ وزیر اے نیک خو
کسرِ نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو

خود بخود آتے ہیں ہم باالتجا
آپ کی خدمت میں اَے پیرِ ہدا

تیری صحبت سے ہوئے ہم پر تمام
عیشِ دنیا سرد بالکل لاکلام

ہیں یہ فرماتے امام المرسلیں
ہے وہ سب لوگوں میں بہتر بالیقیں

تم بھی اِس پر اب عمل کچھ کیجیے
فیض اپنا چل کے سب کو دیجیے

فیض سے ہوں تیرے وہ ذاکر تمام
جو پڑے رہتے ہیں غفلت میں مدام

کرتے ہیں کفران نعمت جو کوئی
تیری صحبت سے ہوں شاکر وہ بھی

بولا عارف جائے تشنہ چاہ پر
چاہ پیاسے پاس کب جائے بسر

جو کہ چاہے مجھ سے وہ آوے یہاں
میں بھلا کسواسطے جاؤں وہاں

ایک مدت الغرض اس طرح پر
عرض کرتے ہوگئی اُس کو بسر

آخر اش جانا جو عارف نے کہیں
یہ وزیر اب یاں سے ٹلنے کا نہیں

بولا بہتر تیری فرحت کے لئے
میں چلوں گا شہر میں سلطان کے

بعد اس کے جو صلاحِ وقت ہے
وہ کروں گا تیری خاطر جان کے

ہولیا درویش ہمراہِ وزیر
سوئے دولت خانہ شاہِ کبیر

شاہ نے دیکھا جو اُس کو دور سے
اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے

وہ فقیر اپنی خلاصی کے لئے
مارنے پتھر لگا سلطان کے

تاکہ دیوانہ سمجھ کر اُس گھڑی
چھوڑ دے سلطان مجھ کو اے ولی

باہنر درویش واں مستانہ وار
مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار

بے محابا اس قدر مارا کہ شاہ
بھاگ کر واں سے گیا بادرد و آہ

بھاگ کر نکلا جھٹ اُس دالان سے
جس میں بیٹھا تھا وہ سلطان شان سے

اُس مکاں سے شاہ جب باہر ہوا
حکم حق سے وہ مکاں جھٹ گر پڑا

شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے
مارتا تھا مجھ کو پتھر اس لئے

اس مکاں میں تا نہ یہ دبکر مرے
کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے

مارنے میں اسکے یہ تھا فائدا
تاکہ اس صدمہ سے دے مجھ کو بچا

چاہیے تھا عارف چھٹانا آپ کو
حکم حق تھا بتلا یہ اور ہو

چاہیے تھا یہ تو کہ ہو بد اعتقاد
اور ہو تا شہ کو زائد اعتقاد

صدق دلسے باہزاراں التجا
آکے شہ عارف کے قدموں پر پڑا

عرض کی اے پیشوائے عارفاں
لطف کا تیرے کروں میں کیا بیاں

کیا کروں احساں کا تیرے شکر میں
جور میں تیرے ہزاروں لطف ہیں

خضرؑ نے کشتی جو توڑی جور سے
تاکہ وہ ظالم کے ہاتھوں سے بچے

اس طرح مجھ کو بھی تو نے خضر دار
کردیا سو ورطۂ قاتل سے پار ۲۹

جانا عارف نے کہ ہے حکم خدا
کیا ہے چارہ جب ہوا امر قضا

دلمیں اپنے پھر وہ یوں کہنے لگا
مرضیِ حق تو اب یاں آپھنسا

مرضیِ حق پر ہی رہنا چاہیے
زہر بھی اک عرصہ چکھنا چاہیے

یعنے خواہش پر خدا کی بر بلا
چاہیے راضی رہے صبح و مسا

مالِ دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا
زہر بھی چکھئے ذرا بہرِ خدا

الغرض کہنے سے عارف شاہ کے
شہر میں آیا نکل کر غار سے

شہ نے عارف کیلئے باعز و جاہ
کردیئے تیار محل اور خانقاہ

اور نعمت بھی ہر اک موجود کی
واسطے درویش کے باصد خوشی

وہ فقیر پاک جان و راست باز
ہوگیا ظاہر میں اندر عز و ناز

عیشِ دنیا میں تھا ظاہر میں پھنسا
لیک باطن میں تھا وہ سب سے جدا

پوستیں اور دلق کو پہنے ہوئے
نفس پر کرتا جہاد ہر دم ولے

ایک حجرے میں وہ تنہا بیٹھ کر
کرتا تھا یادِ خدا شام و سحر

باخوشی رہتا تھا اُس گدڑی میں وہ
فقر پر کرتا تھا محکم آپ کو

کچھ نہ اُس دولت سے حاصل تھا اسے
پر فقیروں کو دیا کرتا تھا لے

گرچہ دنیا ہے یہ ملعون ازل
پر ہے مومن کیلئے بیت العمل

مالِ دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا
نیک ہے گر خرچ ہے اسکو نیک جا

نیک کاموں میں تو اسکو صرف کر
ورنہ تو کتا سا ہے مردار پر

مالِ دنیا کو بقا گرچہ نہیں
خوب ہے گر خرچ ہے اندر کارِ دیں

واسطے دانا کے دنیا خوب ہے
اور نادانوں کو بد اسلوب ہے

جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کے
سانپ ہووے دوست اُسکا دیکھلے

گر نہ ہو منتر تجھے معلوم یار
سانپ کے مت گرد پھر تو زینہار

تا نہ دھو دے ہاتھ اپنی جان سے
یاد رکھ یہ بات میری مان لے

مالِ دنیا کے نہ ہرگز گرد جا
جو تو جاوے خرچ کر راہِ خدا

الغرض درویش کم رہتے ہوئے
ہوگئے دس سال پاس اُس شاہ کے

دس برس اُسکو گئے یوں ہی گذر
پر رہا ویسا ہی اپنے حال پر

زہد و طاعت میں آیا کچھ بھی فرق
گرچہ ظاہر میں رہا دنیا میں غرق

تھی یہ رسم شاہ جو ہوتا سوار — بہرِ نظم ملک یا بہرِ شکار

العرض اک دن اسی معمول پر — اسکی زیارت سے ہوا وہ بہرہ ور

ناگہاں وہ زن جو پہلے آئی تھی — سامنے سے دوسری بار آگئی

عرض کی اُسنے کہ اے سلطان جان — تجھسے میں ہوتی ہوں رخصت اس زماں

تو دغا دیے ہے ہر اک کو پر جو مرد — ہو ترا تابع تو اُس سے دور ہو

پاس میرے دونوں یہ موجود ہیں — میں نہیں آیا ہوں تیرے داؤں میں

ہوگئی غائب نظر سے سن یہ ذکر — اُسکے فتنے کا ہوا عارف کو فکر

معتقد مجھ سے ہے ہر چھوٹا بڑا — آپ سے مجھ کو کرے کیونکر جدا

شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے — دیکھیے رسوا کرے کیونکر مجھے

جو قضا آوے تو ہو برعکس کار — ہوویں سب تدبیریں باطل اور زار

ایکدن تقدیر سے ناگاہ یار — شاہ جنگل کو گیا بہرِ شکار

رنج بیحد پایا اور تکلیف سخت — دل ہوا گرمی سے شہ کا لخت لخت

۳۰ گر کے قدموں پر وہ اُس درویش کے — پاؤں پر بوسہ دیا سو صدق سے

شدتِ گرمی تھی رستے کی تکان — کچھ ہوا آسودہ شہ اُس سے وہاں

شاہ تنہا اور وہ عارف تھا واں — خنجرِ سلطاں نکل کر از میاں

چاہے تھا اُس کے شکم پہ سے اٹھا — الطرف رکھدوں سے غافل بادشاہ

دوڑ کر جھٹ محل میں داخل ہوا — پر غضب سے آگ کا شعلہ بنا

اور کرے آ قتل اس کو برملا — تاکہ دیکھے فعل کی اپنے سزا

کیا نکوئی کا ہے بدلہ یہ کہو — کھینچے خنجر جو ہمارے قتل کو

کر کے اپنے لطف و احساں پر نظر — جان بخشی اسکی کر لے نامور

چھین کر اُس سے یہ سب مال و منال — کر کے ننگا شہر سے باہر نکال

مت ہو نازاں لطف پر انکے کبھی — دم میں ہوں شیطان اور دم میں ولی

ایک وہم بے حقیقت سے وہ شاہ — ہوگیا بدظن اسی عارف سے آہ

دل لگا اُس شاہ سے اے بیوفا — جو ہزاروں جرم بخشے اور خطا

چھوڑ دے جو ایسے شاہنشاہ کو — اُس سے زائد بیوقوف اور کون ہو

مال دنیا کا بھی ہے بس بیوفا — دل لگانا اُس سے ہے بیشک خطا

وقت بیٹھنے کے وہ سلطان اخی — آکے زیارت کرتا اُس درویش کی

اور اسی حالت میں وہ پیرِ ہدا — یاد میں اللہ کی مشغول تھا

پوچھا عارف نے کہ تو کس واسطے — آئی ہے مجھ پاس اب بتلا مجھے

یوں کہا چل دور ہو اے بے حیا — مکر سے تیرے خدا رکھے بچا

دور ہو مجھ سے کہیں اب اے غبی — پوستیں اور دلق مجھ پاس ہے وہی

دور ہو یاں سے تو جلدی بیحیا — کب تلک دے گی مجھے تبلا دغا

دیکھیے کس طرح ہووے گا جدا — مال و دولت دنیوی مجھ سے بھلا

دیکھیے تقدیر سے ہو کیا سبب — تیل کھل سے ہو جدا کس طرح اب

پڑھ کے پھر لاحول ہو شاغل رب — ہوگا جو حکمِ خدا سر پر ہے اب

جو کیا چاہے ہے کوئی کار رب — غیب سے کرتا ہے اُسکا کچھ سبب

جستجو کی اور محنت بے شمار — پر ملا اُسکو نہ واں اُسدن شکار

واں سے ہٹ کے شہ اُسی معمول پر — خدمتِ عارف میں آیا دوڑ کر

آیا تھا گرمی میں گھبرایا ہوا — اس جگہ آرام کچھ اس نے لیا

اک طرف تکیہ لگا دیوار کا — جوں مسافر تھک کے غافل سو رہا

ننگا ہو شہ کے شکم پر گر پڑا — دیکھ کر یہ عارفِ دینِ خدا

چونک اٹھا یکبارگی شہ خواب سے — ڈر گیا شمشیر ننگی دیکھ کے

بولا غصے سے کہ جھٹ آوے وزیر — نا کرے درویش کو اسدم اسیر

کیا کیا تھا میں کہو اُس کا برا — پاؤں پر رکھا تھا سر اُسکے سدا

جو وزیر اِس امر سے آگہ ہوا — پڑھ کے استغفار یوں شہ سے کہا

شاہ بولا تجھ کو بخشی اُس کی جاں — پر تجھے لازم ہے اسکو اس زماں

ہو ہے یہ صدق و وفائے اہلِ دل — وہم سے بس صدق میں آیا خلل

اعتقادِ اہلِ دولت پر کبھی — دل نہ دیجو کوئی اے میرے اخی

دشمنِ جاں اسقدر اسکا ہوا — جس طرح بکری کا ہووے بھیڑیا

دیکھ کر کے سب کے وہ جرم و گناہ — دے ہے روزی لطف سے شام و پگاہ

سو خطائیں کر کے تو آوے جو پھر — خاص ہو درگاہ میں اُسکی تو پھر

جاں سلامت اپنی عارف لے گیا — کیونکہ دنیا پر نہ اُس نے دل دیا

جو دغا کھاتا وہ اسکے مکر سے — قتل ہوتا ہاتھ سے سلطان کے
زیر تیغ بے دریغ شاہ دوں — ہوتا عارف بے تشہر زار و زبوں

کی تھی اس نے احتیاط حد سے بدر — مال دنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر
جان و تن اپنا سلامت لیگیا — مکر سے دنیائے دوں کے وہ بچا

حیف ہے صد حیف اے صاحب سلوک — تو تو یوں نازاں ہے تعظیم ملوک
خاص لذت اسکے جو وقت خطاب — ہے نہ آوے وہ ز صد خم شراب

شیخ اپنا شہ تجھے ہر دم کہے — یہ نہ اسکو سمجھے کے تو مدہوش ہے
مست و مدہوش اس خطاب شہ سے ہے — ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کرے

پوجتا ہے گویا تو اس شاہ کو — کچھ نہیں کرتا ہے یاد اللہ کو
اللہ اللہ ہے یہ کیا اسلام و دیں — شرک ہے یہ تو برب العالمین

جرعہ اک بحر قدم سے نوش کر — آیت لا تفسدوا پر گوش کر
ساقیا اب آنکھیں مت دیر کر — دل مرا تجھ بن ہوا زیر و زبر

عیش کے سامان سب موجود ہیں — تجھ بنا پر ساقیا نابود ہیں
آنکھیں دیدے پھر حق اک بھر کے جام — عیش و عشرت جس سے ہو دے پر تمام

اس میں مذمت ان کی ہے جو مضمون دنیا میں غرق ہیں واسطے حظ بے بنیاد کے

کیا ہے دنیا منصب دنیائے دوں — گرد مت جا اسکے تو اے پر فنوں
اس سے آلودہ کئے تو نے اگر — ہاتھ اور منھ اپنے اے نیکو سیر

روئے آسائش کو دیکھے گا تو جہاں — اک سر مو بھی نہیں اندر جہاں
منصب دنیا نہیں تو جانتا — ہے وہ کیا سن لے تو اب مجھ سے ذرا

راہ حق سے دور جو تجھ کو کرے — اور ڈالے کوئی فرقت میں تجھے
ہے یہی دنیا سمجھ اے نیک تن — نے قماش و نقدہ و فرزند و زن

مایہ بدنامی اس کا نام ہے — سر بسر ناکامی اسکا کام ہے
یہ نہاں ہر لحظہ خاص و عام ہے — زہر کا پیالہ پلاتی ہے تجھے

واسطے اس زہر کے تو دن اور رات — ہوگا تو کب تک خراب بے ثبات
منصب دنیا ہے وہ جس نے دیا — خرمن دیں کو ترے بالکل جلا

منصب دنیا ہے وہ اے پر فنوں — اس طرح جس نے کیا تجھ کو زبوں
خوش ہے وہ مقبول جس نے ہاں کبھو — ہاتھ سے چھوڑا نہ اپنے دین کو

اور اس حلوا و ناں سے اے فنا — منھ کو اپنے کچھ نہیں شیریں کیا
خوش ہے وہ دانا کہ جو یاں چھوڑ کر — منصب دنیائے دوں کو سر بسر

مار کر اس پر وہ اپنے پشت پا — خلد میں جوں شاہ مرداں کیگیا
مثنوی میں مولوی معنوی — نکتہ اک فرماتے ہیں سن اے اخی

ترک دنیا گیر تا سلطاں شوی — ورنہ ہم چوں چرخ سرگرداں شوی
چھوڑ دنیا کو کہ تا سلطاں ہو تو — ورنہ مثل چرخ سرگرداں ہو تو

زہر دار دور در دنیا چو مار — اگرچہ دارد از بروں نقش و نگار
زہر ایں مار منقش قاتل ست — می گریزد زو ہر آں کو عاقل ست

زہر قاتل ہے یہ مار نقش دار — بھاگتے ہیں اس سے جو ہیں ہوشیار
زیں سبب فرمود شاہ اولیا — آں گزین انبیاؑ و اولیا

اس سبب کہتے ہیں شاہ اولیا — ہیں وہ مقبول ولی و انبیا
حب دنیا راس کل خطیئۃ — ترک دنیا راس کل عبادۃ

حب دنیا سب خطاؤں کا ہے سر — ترک دنیا ہے سر طاعت کا بر
چھوڑ دنیا کو جو تو ہشیار ہے — عاقلوں پر جان یہ مردار ہے

پہلے تو تحصیل میں اسکے تو یار — کھینچے محنت اور ذلت بیشمار
بعد اسکے چھوڑ کر پھر راہ لے — حسرت اور افسوس کو ہمراہ لے

اس میں اول تو ہزاروں محنتیں — اور آخر میں ہوں حاصل حسرتیں
اہل دنیا الغرض یاں اور وہاں — محنت اور حسرت میں ہیں گے بیگماں

یا الٰہی مجھ کو بھی بہر خدا — الفت دنیائے دوں سے رکھ بچا
حب منصب حب جاہ و حب مال — واسطے اپنے مرے دل سے نکال

حب مولیٰ حب حق حب خدا — مجھ کو اب بہر محمدؐ کر عطا
غیر کی الفت سے کر کے مجھ کو دور — ہر دم و ہر لحظہ تو رکھ اپنے حضور

اس میں بیان ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ خلق کے بھلے برے کہنے پر خیال نہ کرے اور موافق حکم خدا اور رسولؐ کے کئے جاوے

اگر تو چھوٹا خلق میں خلقت سے اب
بد زبان خلق سے چھٹتا ہے کب
کون ہے بد زباں سے ہو بچا
حق پرست ہو یا کہ ہووے خود نما ۱۰

گو کہوں تجھ میں کراماتیں ہزار
اور ہو گھوڑے پہ گر تو بھی سوار
گر زمیں سے آسماں تک تو اڑے
پر نہ طعن خلق سے ہر گز بچے

گر سکے کوشش سے نالہ بند تو
پر نہ بند ہووے زبان عیب جو
جمع ہوں اہل نفاق آپس میں جب
اہل تقویٰ کی بدی کرتے ہیں سب

تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ
کہنے دے جو کچھ کہے خلقت کو چھوڑ
چاہیئے راضی ہو بندے سے خدا
غیر کی راضی و ناراضی سے کیا

حق سے بد اندیش کب آگاہ ہے
خلق کے غوغا سے وہ بیراہ ہے
چھٹ سکے ہے اِن سے کب تو اے ولی
گو کرے سو حیلے اور از حد سعی

چھوڑتی ہے خلق کب پیچھا ترا
گرچہ تدبیریں کرے تو لاکھ ہا
جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار
اختلاط خلق سے رکھتا ہے عار

یوں کہیں اسکو کہ ہے یہ مکر و ریو
آدمی سے بھاگتا ہے مثل دیو
اور جو ہووے خندہ رو و خوش ادا
اسکو کب جانے یہ نیک اور پارسا

اور جو کوئی ہو غنی اور کامراں
اسکو بولے ہیں یہ فرعون زماں
اور جو کوئی مرد درویش نکو
فقر و فاقے سے کوئی سختی میں ہو

یوں کہیں اس کو جو یہ ناچار ہے
اسکی بدبختی کا یہ ادبار ہے
اور جو کوئی کامراں تقدیر سے
رتبہ شاہی سے اپنے گر پڑے

خوش کہیں کب تک ہو یہ گردن کشی
ہو خوشی کے بعد آخر ناخوشی
اور جو کوئی مفلس و مسکیں فقیر
تنگدستی سے وہ ہو جاوے امیر

کھولیں حق میں اسکے کینے سے زباں
ہے یہ دوں پرور فرومایہ زماں
ہاتھ میں دیکھیں جو تیرے کوئی کار
سمجھیں تجھکو بس حریص اور دنیادار ۳۲

اور جو بیکاری کرے تو اختیار
سب گدا پیشہ کہیں اور مفت خوار
اور جو تو باتوں میں ہو بولیں تجھے
حق حق و بق بق سدا کرتا ہے یے

اور جو خاموشی کرے تو اختیار
نقش دیواری کہیں تجھ کو پکار
اور کہیں نامرد جو ہو بُرد بار
ڈرتا ہے ہر شخص سے تو زینہار

اور دلیری مردمی گر تو کرے
تجھ کو دیوانہ سمجھ بھاگیں پرے
اور کم کھاویں کریں طعنہ اسے
مال اسکا ہے برادروں کیلئے

اور جو ہو خوش خوراک و خوش لباس
تن شکم پرور کہیں اسکو یہ ناس
بے تکلف ہو جو کوئی مال دار
یہ کہ زینت باتمیزوں پر ہے مار

اسکو یوں طعنہ کریں یہ بے حیا
ہے یہ بدقسمت نہ پہنے اور نہ کھا
اور جو گھر اچھا بناوے نقشدار
خوش لباس اور خوش وضع ہو باوقار

اس کو دیں طعنہ کہ اپنے کو جوان
رکھتا ہے آراستہ مثل زناں
جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر
مرد اسکو کب کہیں اہل سفر

یعنے ہے زن کی بغل میں یہ پڑا
کس طرح عقل و ہنر آوے بجا
اور کریں اہل سفر کو یوں خطاب
بخت برگشتہ پھرے ہے یہ خراب

یعنے یہ صاحب نصیب ہوتا اگر
پھرتا کیوں شہر بشہر و در بدر
مرد بے زن کو کہیں یوں خردہ بیں
اسکے پھرنے سے ہے رنجیدہ زمیں

اور کرے گر زن کوئی کہتے ہیں یوں
پڑ گیا دلدل میں سر سے خر کے جوں
گر کسی سے بُرد باری تو کرے
یہ کہیں غیرت نہیں ہے کچھ اسے

اور سخی کو یوں کہیں کہ اب تو بس
ہاتھ تیرے ہونگے کل کو پیش و پس
جو ہوا قانع بنانِ خشک و دلق
رات دن کرتی ہے طعنہ اسکو خلق

باپ کے جوں یہ بھی آخر سفلہ سرد
جائیگا دنیا سے با افسوس و درد
کون ہے جورِ زباں سے جو بچا
باخوشی کنجِ سلامت میں رہا

جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبیؐ
دشمنوں کے کیا حقیقت اور کی
ہے خدا بے مثل بے انباز و جفت
کیا کہا ترسا نے اسکو اے شگفت

www.maktabah.org

جورو اور بیٹا مقرر کر دیا / مریم و عیسیٰ کو اس کا بر ملا
پاک ہے وہ ذات از زوجہ و ولد / لم یلد و لم یولد اللہ الصمد

کب چھٹے کوئی کسی کے ہاتھ سے / مبتلا کو صبر ہر دم چاہیئے
کب کوئی یاں جور مردم سے بچا / نیک ہو یا بد برا ہو یا بھلا

کہنے سننے خلق پر مت کر دھیان / صبر کر کے مجھ سے سن یہ داستان
گر سنے تو دل سے بر میرے بیاں / خلق کے ہاتھوں سے جب پاوے اماں

حکایت بوڑھے مرد بیوقوف کی

ایک بوڑھا مرد تھا بس بے شعور / عقل کے غم سے تھا وہ جیسے سے دور
ناگہاں عزم سفر اس نے کیا / ساتھ بیٹے کو بھی اپنے لے چلا

ایک گھوڑی پاس تھی اس پیر کے / ہو سوار اس پر کیا رستہ کو طے
تھا پسر اسکا پیادہ در رکاب / ہر دو باہم در کلام و در خطاب

مل گیا جو اک گروہ رہ رواں / یہ کہا سب نے کہ اے بوڑھے میاں
خود سوار ہو کر کے طے کرتا ہے تو / رحم بیٹے پر نہیں کرتا ہے تو

باری باری چاہیئے ہونا سوار / تا نہ ہو تو اور بیٹا تھک کے زار
پیر نے جب یہ سنا اسکا کلام / ہاتھ میں بیٹے کے دیکر تب لگام

کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار / خود پیادہ ہو لیا زار و نزار
سامنے اک اور خلقت آ گئی / دیکھ اس کو مارنے طعنے لگی

یہ عجب بوڑھا ہے بے عقل و شعور / ہے یہ خبطی یا کہ مجنوں بالضرور
طفل کو بے عذر راکب کر دیا / خود ضعیفی میں پیادہ ہو لیا

راہ طے آساں کرے طفل اور جواں / پیر ہو اک کوس میں بس ناتواں
یہ نصیحت جو سنی اس پیر نے / طعنہ پہلوں کا بھی یاد آیا اسے

کر کے دونوں قول کے بر عکس کار / ایک گھوڑے پر ہوئے دونوں سوار
سوچ یوں گھوڑے کو اب تکلیف دیں / تا کہ پھر طعنہ سے اور دن بچیں

اتنے میں اور اک جماعت آ گئی / جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگی
اے ستمگر رحم کر بر بے زباں / بوڑھا ہو کے تو ذرا ہو مہرباں ۳۲۳

چاہیئے اک اسپ پہ ہووے اب سوار / رکھا اس عاجز پہ تو نے دو کا بار
یہ ستم اس بیزباں پر کب روا / گر ہے حیواں پر ہے مخلوق خدا

شکر کر حق کا سواری تجھ کو دی / مہربانی کر تو اس پر اے اخی
جو سنا بوڑھے نے یہ اسنے بغور / دل میں کی نادانی سے تدبیر اور

یعنی دونوں پھر تو گھوڑے سے اتر / پا پیادہ ہو لئے بہر سفر
گرتے پڑتے جاتے دونوں باریش / جا رہا تھا گھوڑا خالی پیش پیش

اور اک فرقہ ملا آ کر براہ / دیکھا اس بوڑھے کو باحال تباہ
گرتا پڑتا جاتا ہے آپ اور پسر / اسپ بھی ہمراہ ہے کوتل مگر

ہے سواری ساتھ موجود انکے پر / ہیں پیادہ دونوں اور خستہ جگر
پہلے تو انکے بڑھاپے پر ہنسے / بعدہ پھر اس کو یوں کہنے لگے

کیوں نہیں ہوتا سواری پر سوار / تا نہ ہوں محنت سے پا نیز فگار
حیف ہے ہوتے سواری چھوڑ کر / رنج رکھتا اپنے اور بیٹے کے سر

تجھ سا ناداں کوئی عالم میں نہیں / نے سنا ہے اور نہ دیکھا ہے کہیں
الٹے ہوں سب کام جب آوے قضا / عقل و ہوش و فکر سب ہو ویں فنا

عقل کامل پر ہو حاصل خیر گی / فہم روشن پر ہو مائل تیرگی
پیر مرد القصہ حیراں ہی رہا / اور ہمراہی ہوئے مثل ہوا

جا کے منزل پر کیا سب نے مقام / وہ رہا رہ میں پڑا با عقل خام
گر نہ سنتا یہ کبھی قول فضول / راہ چلتا بے ملامت وہ ملول

جو کیا ہر قول پر اس نے عمل / راہ چلنے میں پڑا اسکے خلل
رکھتا ہے ہر کام میں جو اشتغال / کام میں اسکے ہوں پھر سو قیل و قال

لغو سے بچتی ہے کب خلق خدا / آپ کو امداد تو ان سے بچا
خلق کے اچھے برے کہنے سے تو / رنج و غم میں ڈال مت بس آپکو

کہنے سننے پر نہ کر ان کے خیال / کام کر راضی ہو جس سے ذو الجلال
نیک اور بد پر نہ کر ان کے نظر / کام کا جو کام ہے وہ کام کر

www.maktabah.org

ساقیا آ کھو غمِ دُنیا دُ دیں ۔ اِس لئے اُس سے تائیں ہوں فارغ کہیں
ہو نہ دُنیا میں خیالِ اکتساب ۔ اور نہ عقبیٰ میں غمِ اجر و ثواب
شغل ہو ہر دم خیالِ یار سے ۔ بے خبر ہوں اپنے کار و بار سے
ہوں میں یوں اندر خیالِ عشقِ یار ۔ غیرِ استغراق کے ہو کچھ نہ کار

اس میں بیان ہے خاموشی کا جو بہتر ہے سب خوبیوں اور عادتوں سے انسان کی

کیا ہے دنیا جان اے صاحبِ کمال ۔ یہ جو ہے بیجا تری قیل و قال
کھول کان اور بند کر لب از مقال ۔ ہفتہ ہفتہ ماہ و ماہ و سال سال
گر تو خاموشی کی عادت اختیار ۔ جس سے ہو جاوے ترا دل ہوشیار
ہو وے بعضی گفتگو اے نیک پے ۔ ہو کے وہ زنار گردن میں پڑے
خوش نصیب ہوتے ہیں مردانِ خدا ۔ بند رکھتے ہیں زباں اپنی سدا
کر کے خاموشی بہت سی اختیار ۔ کرتے ہیں دل سے وہ یادِ کردگار
خامشی بس ہے مقالِ اہلِ حال ۔ گر بلاویں تو وہ ہو جاتے ہیں لال
بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جواں ۔ تا خموشی ہو تری نطق و بیاں
یوں رہیگا کب تلک اے بیفروغ ۔ تو گرفتارِ دروغ اندر دروغ
ہوش میں آ اب بھی تو بہر خدا ۔ آپ کو گفتار باطل سے بچا
بیٹھ کر خاموش مجھ پاس اے جواں ۔ گوشِ دل سے سن ذرا یہ داستاں
تا کہ ہو معلوم تجھ کو نر نہار ۔ فائدہ اور نفعِ خاموشی کا یار

حکایت تمثیل

۳۴ تھا کہیں اک بادشاہ عالی جناب ۔ ایک بیٹا اُسکا تھا نائب مناب
شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذو فنون ۔ تا ولی عہد اسکو میں اپنا کروں
اک معلّم باہنر تعلیم کو ۔ کر دیا شہ نے مقرر نیک خو
تا کہ اُس سے سیکھے بیٹا ضرور ۔ ہر طرح کے علم و فن اے باشعور
چند عرصے میں غرض اُسکا پسر ۔ عالم و فاضل ہوا باکرّ و فر
حل معلومات و مجہولات کے ۔ بحث منقولات و معقولات کے
عقل کامل جو کرے کسبِ کمال ۔ ذو فنونِ دہر ہو وے لامحال
چند برسوں میں غرض اے نیکنام ۔ ہو گئی تحصیل اُس کی اختتام
دیکھ کر فضل و کمال اسکا تمام ۔ کرتا تھا سو آفریں ہر خاص و عام
لیک وہ شہزادہ والا حسب ۔ رکھتا تھا ہر گفتگو سے بند لب
وصفِ خاموشی کا تھا اُسنے پڑھا ۔ اسلئے خاموش رہتا تھا سدا
علم سے دل پر تھا لب خاموش تھا ۔ مثل دریا زیرِ لب در جوش تھا
بادشاہ نے جو کمال اُس کا سنا ۔ پاس اپنے جھٹ لیا اُس کو بلا
سامنے اپنے بٹھا کر باخوشی ۔ گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی
وہ پسر خاموش تھا اندر جواب ۔ سنتا تھا سب کچھ صواب و ناصواب
بادشہ اس بات سے حیراں ہوا ۔ اور معلّم کو بلا کر یوں کہا
کر بیاں باعث ہے کیا اے باہنر ۔ رہتا ہے خاموش کیوں میرا پسر
عرض کی اُس نے کہ جسدن سے شہا ۔ وصفِ خاموشی کا اِس نے پڑھ لیا
ہو گیا خاموش جب سے یہ پسر ۔ کچھ نہیں اچھی بُری کہتا خبر
شاہ نے اُس پر معیّن کر دیئے ۔ چند مردم تا سخن اُس کا سنے
کہدیا سب سے یہ جب بولے کلام ۔ پاس میرے لاؤ اُس کو والسلام
الغرض اکدن گیا شاہِ جہاں ۔ دشت میں بہرِ شکارِ وحشیاں
تھا پسر ہمراہ گھوڑے پر سوار ۔ وہ شہ جنگل میں مشغولِ شکار
صید گہ میں ایک تیتر تھا نہاں ۔ چھوڑ اُس کو شہ ہوا آگے رواں
ناگہاں بولا وہ تیتر ایک بار ۔ شاہ نے جھٹ کر لیا اُسکا شکار
شاہزادہ دیکھکر یہ ماجرا ۔ ہنس پڑا اور یوں ندیموں سے کہا
جو یہ اِسدم جانور رہتا خموش ۔ بند رکھتا لب نہ کرتا کچھ خروش
صید کب ہوتا نہ یہ گر بولتا ۔ کھولا جو لب ایکدم میں سر دیا

www.maktabah.org

گر نہ اسدِ دم بولتا یہ جانور / قطع کیوں ہوتا اب اسکا تن سے سر
جا کے جاسوسوں نے دی شہ کو خبر / ہو مبارک آپ کا بولا پسر
شاہ نے خوش ہو بہ اکرام تمام / سامنے اسکو بلایا لا کلام
یوں کہا شہ نے پسر سے میری جاں / جو کہا تھا تو نے کر مجھ سے بیاں
ہو پشیماں اس سخن سے وہ پسر / رہ گیا خاموش لب کو بند کر
شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی / شاہزادہ پر نہ کچھ بولا اخی
غصے سے بولا وہ شاہِ بے خبر / مار واس کو تازیانے بے شمر
اس پسر نے پھر ندیموں سے کہا / کیا یہ تم باتیں بناتے ہو سدا
ایک دفعہ وہ جانور بولا تھا واں / قطع سر اسکا ہوا اور میں یہاں
اک سخن کہنے سے یہ پائی سزا / اے سخن گو ڈر تو از روزِ جزا
اک سخن کہنے سے دیکھو یہ غضب / تازیانے تن پہ سو کھائے ہیں اب
چپ چپی و لق لق بق بق میں جو رہتے ہیں یاں / دیکھئے کیا حال ہو ان کا وہاں
تو بھی اے امداد اب باہوش رہ / سو حکایت گر سنے خاموش رہ
خامشی کا ہے قلعہ مضبوط تر / صاحب اس قلعہ کا رہتا ہے نڈر
کیونکہ اس عالم میں ہے سود و زیاں / ہوں زباں سے آفتیں اکثر یہاں
تا دمِ آخر ز اول دم مزن / از دمِ خود کار خود برہم مزن
ساقیا آ۔ ہے کہاں تیرا خیال / بے قراری ہے یہاں مجھ کو کمال
آ کہیں دے خم کے خم منہ سے لگا / جرعہ جرعہ دے کے ترساتا ہے کیا
خم سے بھی تسکیں ہوئی ہے محال / آج قفلِ میکدے کو توڑ ڈال

۲۵ اس میں مذمت اور برائی اُن لوگوں کی ہے کہ مشابہت رکھتے ہیں ظاہر میں ساتھ فقراء کے اور باطن میں وہ اشقیاء سے ہیں

کیا ہے دنیا یہ ترا اعمال ہے / جبۂ پشمیں ردائے شال ہے
یہ مقامِ فقر خورشید اقتباس / ہووے کب حاصل کسی کو در لباس
اس ردا و جبہ پر تیرے اخی / مجھ کو یاد آئی ہیں دو بیت مثنوی
ظاہرت چوں گورِ کافر پُر حلل / واندروں قہرِ خدائے عزّ و جل
از بروں طعنہ زنی بر بایزیدؒ / واز درونت ننگ میدارد یزید
ہے ترا ظاہر خباثت سے بھرا / جسطرح ہو گورِ کافر پُر بلا
اور ترا اندر رونہ اے پسر / ہے بھرا قہرِ خدا سے سر بسر
رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنہ سدا / بایزیدِؒ پاک پر اے بے حیا
اور باطن سے ترے اے جاں پلید / سو حیا اور ننگ رکھتا ہے یزید
سُن ریا کو آپ سے کر کے بعید / پاک لوگوں کا طریقہ اے پلید

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ تنگ میں سے بایزیدؒ / جاتے تھے اتنے میں اک کتا پلید
ناگہاں انکے برابر آ گیا / اپنے دامن کو لیا اس سے بچا
یک بیک کتے نے کھولے اپنے لب / عرض کی اس نے کہ اے مقبولِ رب
اپنے دامن کو بچایا کس لئے / مجھ سے اب اسکا سبب سن لیجئے
خشک ہوں گر میں تو ہے کپڑا بھی پاک / اور جو تر ہوں تو سو دھو لیجے پاک
اور جو دیکھے اپنے اندر غور کر / وہ جنابت تجھ میں ہے اے باخبر
سات دریاؤں سے بھی دھو وے گر / پاک کب ہو اس سے تو اے بہرہ ور
یہ لگے کتے سے کہنے بایزیدؒ / تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید
آ کریں آپس میں ہم تم دوستی / خوب گذرے گی بہم میری تری
عرض کی کتے نے اے سلطانِ دیں / دوستی کے ہیں ترے قابل نہیں

www.maktabah.org

میں ہوں مردود اور تو مقبول ہے
تیری میری اب بھلا کیونکر بنے
دیکھتا ہے مجھ کو جو کوئی بشر
دور سے مارے ہے پتھر بے خطر
اور تجھے جو دیکھتے ہیں خاص و عام
کرتے ہیں تعظیم بحد اور سلام
اور یہ ظاہر ہے کہ میں رکھتا نہیں
کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہیں
اور تجھ پاس ایک مٹکا ہے بھرا
آردِ گندم کا اے مردِ خدا
مجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو
میں پلید اور تو ہے پاک اے نیکخو
رو پڑے سنکر کے یہ وہ پاک دیں
وائے ہیں کتے کے بھی قابل نہیں
آہ کیونکر ہونگا پھر میں بے خلل
قابلِ درگاہ حضرت لم یزل
پاک لوگوں کا تو ایسا حال ہے
اور یوں تیرا نہ بد اب فال ہے
میرا ثانی کوئی عالم میں نہیں
عالم و زاہد ولی اور پاک دیں
اور حقیقت میں ہے یہ حال آپ کا
جس سے شیطاں بھی اماں چاہے سدا
دست بر تسبیح در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر
ہاتھ میں تسبیح دل میں گاؤ خر
ایسی کب تسبیح رکھتی ہے اثر
ہاتھ سے تسبیح کو تو دور کر
ذکر دلبر سے تو دل معمور کر
پھونک دے اس جبّہ ناپاک کو
اور عصا و شانہ و مسواک کو
ظاہر اور باطن ترا گر ایک ہو
پاوے بیشک جب تو حق کی راہ کو
مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر
تیرا ہو جاوے جہنم میں مقر
تو بھی اے امداد اب تن کیلئے
بیخودی میں اب خودی کو چھوڑ دے
ہے خودی میں جبتلک بیخود ہے تو
ہو تو بیخود پھر تو خود ہے ہو بہو
خود ہے تو کس کی کرے ہے جستجو
تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو
آپ کو اپنے میں اول دیکھ لے
غیر کو کر ترک مل اس یار سے
معرفت پیدا ست از عرفانِ خویش
گر شناسی خویش را گشتی ز خویش
ساقیا بادہ بیخودی کا جام لے
جس سے میں آپے میں آؤں آپ سے
آپ کھو کر محو ہوں در حسنِ یار
محو اندر محو ہوں میں زینہار
نام علینِ رسمِ آثار اپنا سب
ہو فنا اندر فنا یک لخت اب

اس میں بیان ہے کہ خدائے تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوجے نہ طمع جنت کیلئے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہے دنیا جان اے نیکو سرشت
یہ عبادت ہے تری بہر بہشت
ہے یہی نزدیک اہلِ دل مستر
دین گھٹا نا جان تو اے بہرہ ور
یعنے مزدوری عبادت پر یہاں
مانگتا ہے حق تعالیٰ سے وہاں
جا حدیثِ عابدِ تک اے پسر
تو کلامِ مرتضیٰ سے یاد کر
یعنے فرماتے ہیں یوں حضرت علیؓ
عاشقِ حق نائبِ حضرت نبیؐ
اے خدائے خالقِ ہر دو جہاں
ہے تو ہی مطلوب مجھ کو ہر زماں
پوجتا ہوں اب نہ تجھ کو اس لئے
طمع جنت اور نہ خوفِ نار سے
پوجتا ہوں تجھ کو تیرے واسطے
ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا
پوجنے کے لائق اے میرے خدا
پس میں پوجا تجھ کو یکتا جان کر
غیر کی الفت کو کی دل سے بدر
لیتی ہے طاعت پہ اجرت یہ گروہ
رکھتی ہے اجرت کی طاعت پر شکوہ
آرزو اجرت کے عملوں پر اگر
رکھتا ہے تو ہے یہ گمراہی تبر
واسطے حق کے ہے کب اے پرخلل
طمع اجرت کے لئے ہے یہ عمل
یاد آئی اک مثال اس پر مجھے
ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہیں اک شخص نے محمود کو
یہ دیا طعنہ کہ اے مردِ نکو
ہے ایاز ایسا نہ کچھ صاحب جمال
جسپہ تو عاشق ہے یوں اے باکمال

www.maktabah.org

سنتے ہی اس بات کے محمود شاہ　　اس سے یوں کہنے لگا اے نیک راہ
اسکی خوئے نیک پر ہوں میں فدا　　اور نہ عاشق اسکے رنگ و روپ کا
نقل ہے ایکدن کہ وہ جاتا تھا شاہ　　ایک کوچہ تنگ کو عز و جاہ
ساتھ اسکے تھے جواہر سے بھرے　　چند صندوق اونٹوں کے اوپر دھرے
اتفاقاً کھا کے ٹھوکر اک شتر　　اس گلی میں گر پڑا اے بہرہ ور
گرتے ہی اس اونٹ کے اک اک لدے　　ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے صندوق کے
ہو گئے اک لخت واں اس سے بدر　　لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر
دیکھ کر اس حال کو محمود شاہ　　لوٹنے کا حکم دے کر چل دیا
سنتے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے　　یک بیک سب لوٹنے پر پڑ گئے
چھوڑ شہ کو سب کے سب پیادہ سوار　　لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار
اور رہا ہمرہ نہ کوئی شاہ کے　　رہ گیا پر اک ایاز اے نیک پے
دیکھ کر سلطان بولا اے ایاز　　تو نے بھی لوٹا ہے کچھ مجھ سے تو راز
عرض کی اس نے کہ اے سلطان دیں　　جسکی سب نعمت اسے لاتا ہوں میں
دور ہو کر اب تری خدمت سے میں　　کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سے میں
قربت سلطان حاصل ہو جسے　　چھوڑ اسکو پھر وہ کیوں نعمت کو لے
ہے طریقت کے خلاف اب یہ کہ یار　　غیر حق کو حق سے مانگے زینہار
اس سے زیادہ کون ہے بس بے ادب　　جو سوا حق کے کرے حق کی طلب
نفس پرور ہے جو رکھے کچھ نظر　　دوست سے جو دوست کے احسان پر
تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار　　واسطے حق کے ہے کب اے نابکار
نفس کی خواہش سے کرتا ہے ضرور　　یعنے بہر جنت و حور و قصور
خواہشات نفس ہیں یہ سب کے سب　　زہد کے پردے میں کرتا ہے طلب
کہتا ہے پوجوں ہوں میں اللہ کو　　خواہشات نفس کو پوجے ہے تو
اجر عابد چاہیے طاعت پر اگر　　ہے وہ طاعت گر سمجھ اے بیخبر
اجر پر کب تک تو ہے امیدوار　　بہتر اس سے اجر کیا چاہیگا یار
اس نے فضل و لطف سے تجھ کو بنا　　اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا
باوجود آلودگی کے قد ترا　　اپنی قدرت سے مزین کر دیا
اور اس قدر پر ترے اے بادفا　　خلعت عرفاں کیا آراستہ
ساقیا آ دے وہ جام بیقرار　　جس سے ہوں میں محو اندر روئے یار
ہوں میں یوں دنیائے دوں سے بیخبر　　نے امید خلد نے خوف سقر
خلد اپنی مظہر لطف و جمال　　دوزخ ہم کو ہے ظہورات جلال

اس میں بیان ہے چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرف شراب طہور کے۔ مراد اس سے محبت الٰہی ہے

عمر ضائع اور قضا میری ہوئی　　اے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سہی
تا کہ پہچانوں میں اپنے ذات کو　　رائگاں گذرا ہے جو اے نیکخو
کر عطا بہر خدا اک بھر کے جام　　اس شراب پاک سے اے نیکنام
ہے خوشی کے درد کی بیشک کلید　　اس سے مت رکھ بہر حق مجھ کو بعید
اور رہا ساقیا ارواح کو　　قید سے رنج و الم کے جلد تو
اور چھڑا جلدی خدا کیواسطے　　تن بدن کو رنج و غم کی قید سے
اس خراب آباد ویراں میں مرا　　خانقاہ و مدرسے سے دل اٹھا
نے تو مجھ کو نفع خلوت سے ملا　　اور نہ کچھ اب سیر سے حاصل ہوا
دیر و کعبہ میں پھرا سر مارتا　　نے ملا مقصود دل کا کچھ پتا
اب بہت بہکیں ہوا اے ساقیا　　ہو مری مشکل کا تو مشکل کشا
بس شراب بیخودی مجھ کو پلا　　قید سے تا یاں کی دل چھوٹے مرا
وہ جو عالم ہے اس عالم کے سوا　　ہے وہی درکار مجھ کو ساقیا
ایک عالم چاہوں اس عالم سے اور　　ہو ترا لااین سے اس عالم کا طور
تا کہ ہوں مقصد دل سے بہرہ ور　　خاک ڈالوں ہستی موہوم پر

www.maktabah.org

آہ و نالہ شور و غل ایسا کروں
خلق میں اک حشر سا برپا کروں
وہ شراب اب ساقیا مجھ کو تو دے
استخواں کہنہ کو جو زندہ کرے

آتش موئی سے اک شعلہ ہے یار
اس شرابِ پاک کا نور آشکار
طور ہے اس نور کا سینہ مرا
ختم ہے اسکا قلب اپنا اے فنا

پس پلا لا کر کے وہ مجھ کو شراب
جس سے وہ پس ہو مرا عہد شباب
ہو وہ ایسی جو پیے اسکو ذرا
دو جہاں کی قید سے ہو وہ رہا

اٹھ کہیں بہر خدا ہو جلوہ گر
صبح ہونے آئی اب مت دیر کر
ماہ بھی اور سب ستارے چھپ گئے
اور صدا میں مرغ بھی دینے لگے

مطربا کچھ کہہ یہ میری التجا
رائگاں گذری ہے ور رنج و عنا
عیش ہے بے عیش میرا مطربا
بے غنا کے کچھ غنا مجھ کو سنا

کر بیاں کچھ یار کی باتوں سے آ
دل مرا اس بن ہے غم میں مبتلا
دور کر مجھ سے اب ایامِ فراق
ہو گئی طاقت مری دوری سے طاق

بادف و نے سے تو اٹھکر مطربا
مجھ کو اشعارِ عرب سے کچھ سنا
تا کہ ہوں ہم پر یہ سب اے نیکنام
عیش و عشرت حظ و کیفیت تمام

آہ کب تک میں کروں آہ و فغاں
ایک بھی سنتا نہیں وعجانِ جاں
آہ وا ویلا دریغا حسرتا
حسرتا صد حسرتا صد حسرتا

پھر سنا مجھ کو وہ نظمِ مستطاب
جو کہی تھی میں نے در عہدِ شباب
عمر سب گذری مری در قیل و قال
اپنی غفلت سے ہوا میں پائمال

مطربا اب بہرِ حق اٹھ تو سہی
کچھ بھی طاقت اب نہیں مجھ میں رہی
پھر کوئی شعرِ عجم مجھ کو سنا
تا کہ دل قیدِ الم سے ہو رہا

اور کہہ کوئی تو بیتِ مثنوی
از حکیم مولویؔ معنوی
بشنو از نے چوں حکایت میکند
وز جدائی ہا شکایت میکند

بشنو از نے بشنو از صاحب نفس
کز جمادے نالہ نشنید ست کس
نے سے مت سن تو صاحب نفس سے
کیونکہ جامد سے کوئی نالہ سنے

ہو مخاطب اٹھ کہیں اے بہرہ ور
سب زباں سے تو مجھے آگاہ کر
وہ کوئی نغمہ سنا اے نیک خو
خواب و خور سے تا کہ دل بیدار ہو

دل مرا غافل ہے اپنے حال سے
ہے سدا مشغول قیل و قال سے
بندِ آہن میں پڑا ہے تس اوپر
حیل سے بھی اپنے قائل ہے مگر

اور کہتا ہے کہ ہو اس سے سوا
یعنی پا میں بیڑی ہے حرص و ہوا
سر بسر گمراہ ہوا اے نیک خو
اپنی گمراہی سے بھولا راہ کو

ہے وے غفلت سے مدہوش اسقدر
آپ کی بھی کچھ نہیں رکھتا خبر
ایک مدت گذری ہے اسکے تئیں
ہے یہ بتخانہ میں یوں گوشہ نشیں

قہقہہ مارے ہیں کافر برملا
دین اور اسلام پر اسکے سدا
اب بھی اے امداد تو بہر خدا
خوابِ غفلت سے ذرا تو چونک جا

غیرِ دلبر کو تو دل سے دور کر
جلوۂ دلبر سے دل معمور کر
ماسوا دلبر کے دلمیں ہے جو شے
جان لے تیرا وہی معبود ہے

یعنی یہ حرص و ہوا و حبِ غیر
سب یہ بتخانے ترے ہیں اور دیر
ہو سکے جتنا انہیں دل سے نکال
اپنے دلبر سے تو پھر ہو ہم مقام

دلمیں جب تک تیرے حبِ غیر ہے
مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے
غیر سے ہے بیر اسکو اے جواں
غیر ہو جس گھر میں وہ اسکا کہاں

غیر سے تو خالی گھر کو جلد کر
نورِ دلبر تا ہو اس میں جلوہ گر
ہو کے تو خاموش قیل و قال سے
ہو خبردار اب تو اپنے حال سے

الغرض امداد تو اپنی کتاب
ختم کر واللہ اعلم بالصواب
سال ہجری بھی ہوئی جب ختم یار
یکہزار و دو صد و شصت و چہار ۱۲۶۴

جب ہوئی یہ مثنوی یارو تمام
رکھدیا اسکا غذائے روح نام

تمت الکتاب

بعد اسکے سن تو اب اے دوستاں
کر دیا ہے یہ جو کچھ میں نے بیاں
شاعری سے کچھ کو کچھ بہرہ نہیں
علم نظم و نثر بھی رکھتا نہیں

www.muktabah.org

چاہئے مقصودِ دل اُس یار سے	ہے نہ مطلب خوبیٔ اشعار سے	شاعری سے کچھ نہیں ہے مجھ کو کلام	چاہتا ہوں یہ کہ ہووے فیض عام
سُنکے یہ زیادہ ہو عشقِ عاشقاں	اور ہووے دُور فسقِ فاسقاں	شاعروں سے کچھ نہیں ہے التجا	عرض ہے اہلِ صفا سے یہ ذرا
جو کہ دیکھیں اس میں کچھ سہو و خطا	دین بنا اپنے کرم سے بَرملا	کر کے اپنے لطف و احسان پر نظر	اسمیں دیں اصلاح بیخوف و خطر



نکتہ قابل یاد ہر ذرہ اسمِ ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے نام مبارک اللہ ظاہر ہے

رباعی

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر دوبار | یک ساز زیادہ و سہ چنداں بشمار
پس از طرحِ ششم جو باقی ماند | در بست و دوم ضرب کردہ اللہ برآر

تفصیل اس اجمال اور تحلیل اس اشکال کی یہ ہے کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت اس صنعت سے بالبداہت یوں ظاہر ہے کہ جس وقت منظور ہو کسی شئے سے نام مبارک اُس صانع حقیقی کا تو اس چیز کے عدد بحسابِ ابجد نکالیئے اور اُن اعداد کو دوچند کیجئے اور اُس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دیجیے اُس کے بعد چھ ۶ سے تقسیم کیجئے جو باقی رہے اُس کو بائیس ۲۲ میں ضرب دیجیے۔

اُعداد ذات باری ہویدا ہوں گے۔ مثلاً اگر ہم چاہیں کہ ولی سے اعداد ذات بحت پیدا ہوں تو بحساب ابجد عدد ولی کے چھیالیس ۴۶ ہوئے اُس کو دو۲ میں ضرب دو بانوے ۹۲ ہوئے اِس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دو (۲۷۹) ہوئے (۲۷۹) کو چھ ۶ سے تقسیم کیا تین باقی رہے اُس کو بائیس ۲۲ میں ضرب دو اعداد ذات مقدس (۶۶) پیدا ہوئے اور یہی مطلوب ہے وعلیٰ ہذا القیاس من سائر ۲ا۹ سملہ الغیر المتناھیة ۲ مستخرجة محمد جعفر علی نگینوی سلمہ اللہ

تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی مرحوم

عالم و عارف شہِ عبدالغنی | کرد چوں جملہ مراتب عمر طے
این ندا آمد ز ہر سو غم فزا | داد جاں عبدالغنی با جلوہ حے ۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی مرحوم

بست و ہشتم ذیقعدہ جمعہ کو | چل دیئے جنان کو یعقوب
رو کے کہا سب نے کہ جہاں سے | ماہِ ہدا ہوا آہ غروب ۱۲۸۲ھ

www.maktabah.org

رسالۂ دردِ غمناک

از شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنو یارو عجب قصہ ہمارا — بیاں کرتا ہوں میں جو غم کا مارا
سناتا ہوں تمہیں اس کو سراسر — گذرتا ہے جو کچھ اب میری جان پر
گذرتا ہے جو مجھ پر ان دنوں حال — نہ تھا کچھ اس سے پہلے غم کا جنجال
پڑا سوتا تھا میں خواب عدم میں — نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں
سو آکر عشق نے مجکو جگایا — جگا کر سو مصیبت میں پھنسایا
کچھ ایسا اسنے پھر نقشہ دکھایا — کہ جس نے مجکو سودائی بنایا
عجب اک عشق نے رنگت دکھائی — کہ جس میں عقل تک میں نے گنوائی
مرا اک دلبر سے دل گیا مل — ہوا تیغ نگہ سے اس کے بسمل
اٹھا کر زلف رخ اپنا دکھایا — بلا میں عشق کی مجھ کو پھنسایا
یکایک لیگیا وہ جانِ جاناں — قرار و صبر ہوش و جملہ ساماں
چمک اک حسن کی دکھلا کے مجھکو — کیا بیخود بھلایا مجھ سے مجھ کو
ہوئی زلف اُسکی آ میری گلوگیر — کیا مجھ کو وہیں بس طوق و زنجیر
کچھ ایسا دام گیسو میں پھنسایا — گویا قید دو عالم سے چھڑایا
شراب شوق کا اک گھونٹ دیکر — کیا رسوا مجھے عالم میں در در
جنوں نے آلباس تن کو کر چاک — پنھائی مجھ کو عریانی کی پوشاک
خزانہ مفلسی کا مجھ کو دے کر — رکھا اک تاج رسوائی کا سر پر
غم و درد والم کی فوج کر ساتھ — دیا اک آہ کا جھنڈا مرے ہاتھ
خراب آباد کے قلعہ میں لاکر — بٹھایا بیخودی کے تخت اوپر
وزیر اک کر کے نادانی کا ہمراہ — بنایا عشق کی اقلیم کا شاہ

www.maktabah.org

ہزاروں غم کی لا آتش لگائی — مری سب عیش کی پونجی گنوائی
گیا اس دن سے سونا اور کھانا — ہوا ہیں غم کے تیروں کا نشانا
اجی جس کے ہو دل میں درد فرقت — اسے کیا ہووے خواب وخور کی فرصت
وہ کیا جانے ہے اس درد والم کو — نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
اٹھا چھاتی میں دردِ عشق جس کی — اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی
پڑا جو غم کا لشکر دل پہ آ ٹوٹ — متاع صبر وتسکیں لیگیا لوٹ
تڑپ کر غم میں شب کو صبح کرنا — صبح سے شام تک رو رو کے مرنا
وہ جن آنکھوں میں خارِ ہجر ہووے — بھلا وہ عمر بھر کیوں کر نہ رووے
گیا سب بھول کھانا اور پینا — پڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا
لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ — کسی نے درد کو میرے نہ جانا
سمجھ کر مجھ کو سودائی جہاں نے — کیا ٹھٹا ہر اک پیر وجواں نے
۲ غرض دیوانہ مجکو جان کر کے — ہووے گرد آمرے لڑکے شہر کے
مرا اک کھیل خلقت نے بنایا — تماشے کو بھی وہ لیکن نہ آیا
کہوں میں آہ کس سے اس الم کو — سمجھتا ہے ہر اک سودائی مجھ کو
کہاں جاؤں کہوں کس سے حقیقت — کوئی ہمدم نہیں جز درد فرقت
وہ کیا جانے ہے اس درد والم کو — نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو
وہ جانے اس تڑپنے کے مزے کو — گذر جس دلمیں حضرت عشق کا ہو
جو اپنے دل کے دلبر سے جدا ہو — وہی اس درد غم سے آشنا ہو
وہ جانے اس تڑپنے کی حقیقت — کہ ہو جو مبتلائے درد فرقت
کروں میں آہ غم کا کس سے اظہار — غم فرقت سوا کوئی نہیں یار
یونہی کہتے ہیں اپنی اپنی سارے — نہیں واقف کوئی غم سے ہمارے
اگر ظاہر کروں حالِ درونی — بناؤں ایک عالم کو جنونی
جو میں ظاہر کروں سوزِ جگر کو — کروں شرمندہ دوزخ کو شرر کو
دکھاؤں بے کلی اپنی کو میں گر — تو اک ہلچل پڑے عالم کے اندر
جو آئے دردِ دل اپنا زباں پر — پڑے آفت کا ٹکڑا ایک جہاں پر

www.maktabah.org

حقیقت دل کی گر اپنے دکھاؤں
ہنسوں میں اور عالم کو رلاؤں

نہ کہہ سکتا ہوں کہ اب کیا کروں میں
نہ ہو سکتا ہے جو چپ ہی رہوں میں

ہوئی ایسے ستمگر سے محبت
نہیں ہے اس میں اصلا بوئے الفت

تڑپتا ہوں میں جس کے غم سے دن رات
خبر اس کو نہیں ہیہات ہیہات

ارے یارو کہو ہو جس کو الفت
مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت

محبت نام جس کا یاں رکھا ہے
بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے

کہے ہے عشق جس کو ساری خلقت
قیامت ہے قیامت ہے قیامت

ارے یارو کسی کو دل نہ دیجو
ہو دوا امید جینے کی نہ کیجو

کیا جب عشق نے بیتاب مجھ کو
کہا میں نے یہ اس پیارے سے رو رو

کہ صبر آئے دل غمگیں کو کیوں کر
ہو تسکیں عاشق مسکیں کو کیوں کر

نہ دیکھے جب تلک دیدار دلبر
قرار اور صبر ہووے اسکو کیوں کر

سو تیرے عشق میں اے دلکے دلبر
ہوا ہے حال میرا حد سے ابتر

کہ اک تو سر پہ افلاک الم ہے
تلے پاؤں کے پھر دریائے غم ہے ۲

ہے چاروں طرف فوج درد گھیرے
سدا آہوں کے مارے تیر میرے

یہ آکر ناتوانی نے کیا زور
کیا تاب و تواں کا مار کر چور

جنوں نے مجھ پہ کی آکر چڑھائی
میری سب ہوش کی پونجی لٹائی

کیا وحشت نے آکر جب مجھے تنگ
گئے اس کے سبب ناموس اور ننگ

جو آکر مجھ کو رسوائی نے گھیرا
لیا عزت کا سب اسباب میرا

پڑی یہ مجھ پہ فوج بے قراری
متاع صبر لی ہے لوٹ ساری

ڈبوتے ہیں ادھر اشکو نکے نالے
لگے ہیں اس طرف آہوں کے بھالے

ہوا ہے ہاتھ سے عاجز گریباں
ہے گریاں سیل اشک غم سے داماں

لگاتا ہے سدا سوز جگر آگ
میرے پیارے بتا جاؤں کدھر بھاگ

بچوں کیوں کر کہو اب اس بلا سے
میں ہوں اک اور ہزاروں خونکے پیاسے

کروں میں صبر اب کس کس بلا پر
ہے بہتر جاؤں اس غم سے کہیں مر

کہ تیرے عشق نے مجھ کو ستایا
مرے دل کو پھر اک دشمن بنایا

الٰہی جس کا ہو دشمن دل سا پیارا — بچے کیونکر کہو پھر وہ بچارا
خدا کیواسطے جلدی خبر لے — کہیں یہ آپ خوں اپنا نہ کر لے
جو اپنی جان کی جاں سے جدا ہو — نہ کیوں اس زندگانی سے خفا ہو
اگر آنے میں ہوگی دیر تجھ کو — نہیں پانیکے زندہ پھر تو مجھ کو
کہ بس جب پاس اپنے دلربا ہو — فنا ہونے سے پہلے وہ فنا ہو
طبیب درد دل ہے گا مرا تو — کروں کس سے علاج اپنا بتا تو
جو کوئی عشق کا بیمار ہووے — علاج اس کا نہ جز دلدار ہووے
میں دام زلف میں تیرے پھنسا ہوں — خلاصی تو بتا میں کس سے چاہوں
محبت میں بلا کی جو پھنسا ہو — وہ جز دیدار دلبر کب رہا ہو
خدا کے واسطے جلدی سے آؤ — تڑپ اور بیقراری کو مٹاؤ
لگائی تھی جو لو ہم سے پیارے — پھر آتے کیوں نہیں ہو گھر ہمارے
جو تھی منظور کرنی بے وفائی — تو کی تھی مجھ سے پھر کیوں آشنائی
کوئی ایسا بھی کرتا ہے پیارے — تڑپتا چھوڑ عاشق کو سدھارے ۴
اگر یہ بیوفائی جانتا میں — تو پھر کیوں خاک در در چھانتا میں
بہت سر ہم نے رگڑا خاک پا سے — نہ گذرا تو مگر اپنی ادا سے
ہر اک صورت سے میں نے غم اٹھایا — ولے تجھ کو نہ مجھ پر رحم آیا
ہوئی ہے کیا خطا اب مجھ سے جانی — جو پہلی سی نہیں ہے مہربانی
اگر تقصیر مجھ سے کچھ ہوئی ہو — خدا کے واسطے تم بخشدیجو
نظر مت رکھ مری تقصیر پر تو — کرم پر اپنے پیارے کر نظر تو
میں جانوں ہوں نہیں ہے چاہ تجھ کو — کہ میری کچھ نہیں پرواہ تجھ کو
دوا اب کیا کروں اے میرے دلدار — ہوا ہوں عشق کے ہاتھوں سے ناچار
نہیں لگتی ہے بھوک اور پیاس مجھ کو — کیا جینے سے اب بے آس مجھ کو
خدا کے واسطے اب مت ستم کر — خدا کے واسطے اب تو کرم کر
اگر رونا مرا خوش آوتا ہے — یہ درد و رنج تجھ کو بھاوتا ہے
تو درد و غم سے نت روتا رہوں گا — تری الفت میں جی کھوتا رہوں گا

جو ہوگا شعلۂ رخ کا ترے دھیان
تو ہونگا خاک جل بھنکر میں اس آن

جو یاد آئیگی وہ زلفِ پریشاں
تو پیچ و تاب کھائے گی مری جان

تصور تیری پیشانی کا گر ہو
تو ہو دیوار غم اور میرا سر ہو

جو آئے تیرے گوش و چشم کا دھیان
کروں میں گوہر اشک اُسپہ قربان

خیال اس تیغ ابرو کا اگر ہو
وہیں قربان اسپہ میرا سر ہو

تصور تیری مژگاں کا گر آئے
ہزاروں برچھیاں دل میں لگائے

درِ دنداں کو تیرے یاد کرکے
بہاؤں اشک سے ٹکڑے جگر کے

جو خالِ رخ کا ہو تیرے تصور
سیہ داغوں سے ہو سینہ مرا پُر

جب آوے یاد تیرا قد و قامت
کروں برپا وہیں شورِ قیامت

ترے ناز و ادا کی یاد کر چال
کروں میں خاک میں آپ ہی کو پامال

وہ تیرا یاد کر آرام و بستر
گذاروں عمر ساری میں تڑپ کر

میں یاد اس شمع رو کو جب کرونگا
تو پروانہ کی صورت جل مرونگا

جو ہو گلزار تن زخم جگر سے
کروں سیراب اس کو چشم تر سے

تری تیغ نگہ کا قتل ہوں گر
نہ لاؤں اس کو میں ہرگز زباں پر ۵

غرض جور و جفا سارے سہوں گا
نہ گھبراؤں گا نے غمگیں ہوں گا

ترے غم سے نہیں خالی رہوں گا
جو نالہ بغم زار رویا کروں گا

نہ بیٹھوں چین سے تجھ بن کبھو میں
سدا کرتا رہوں بس ہائے ہو میں

اگر پوچھے کوئی یہ مجھ سے آکر
کہ کیا گذری ہے اے دیوانے تجھپر

نہ ہرگز حال دل اپنا کہوں گا
ہنسوں گا اور رو کر چپ رہونگا

نہ چھوڑونگا کبھی الفت تمہاری
اسی میں جان جاویگی ہماری

ذرا اس ناز اور غمزے کو دیکھو
مری جانب ذرا منہ اپنا موڑو

رہو پردہ میں یوں باتیں بناتے
نہیں صورت ولے اپنی دکھاتے

ذرا بہرِ خدا پردہ اٹھا دے
وہ مکھڑا چاند سا مجھ کو دکھا دے

بہت نزدیک ہوں دل سے تو اے یار
ولے تجھ تک پہنچنا ہی ہے دشوار

ہے بوئے گل کی جوں مجھ تجھ میں قربت
نہیں معلوم پھر کیوں ہے یہ فرقت

نہیں ہوں سایہ نمط ہمراہ تیرے — نہیں ہے وصل پر قسمت میں میرے
رہے دل میں مرے پیارے سدا تو — ذرا تو سامنے آنکھوں کے آ تو
مجھے چھاتی سے ٹک اپنی لگاؤ — یہ شعلہ عشق کا میرے بجھاؤ
ہو تو نزدیک میرے مجھ سے اے یار — غضب ہے تس پہ بھی ملنا ہو دشوار
ہے مجھ میں اور تجھ میں ربط ایسا — رواں ہووے بدن سے خون جیسا
اجی کس کی ہے پھر یوں انتظاری — یہ کیسی ہے تڑپ اور بیقراری
قریب اتنا ہو اور پھر دور ایسا — نہیں کھلتا ہے یہ پردہ ہے کیسا
یہ پردہ دور ٹک اللہ کو تو — مجھے اس بھید سے آگاہ کر تو
کہیں بے پردہ ہو کر کے پیارے — ذرہ تو روبرو ہو جا ہمارے
ٹک اپنے حسن کا جلوہ دکھا دے — کہ اب بیخود مجھے مجھ سے بنا دے
رہو گے کب تلک پردے میں پیارے — کبھی تو سامنے ہو گے ہمارے
یہ ناز و شوخیاں پیارے تمہاری — کرو گے جو اٹھاویں گے وہ ساری
ولے اتنا تو گاہے گاہے جانی — کرو ہم پر کرم سے مہربانی ۶
یہ جانو تم تڑپتا ہے بچارا — نہیں تم بن اسے اک دم گذارا
ذرا اپنی مجھے صورت دکھاؤ — پھر اس کے بعد چھاتی سے لگاؤ
کہ جس سے دور ہو یہ رنج و کلفت — تڑپ جی کی گھٹے ہو جی کو راحت
میں جان و دل سے ہوں مشتاق تیرا — کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا
ترے ملنے کی ہوں بس آرزو میں — سراسر محو ہوں بس اس جستجو میں
تڑپتا ہے ترے غم سے مرا دل — رہے افسوس پھر غیروں میں تو مل
رہو غیروں میں تم خوشیاں مناتے — ہم اس حسرت میں خون دل ہیں کھاتے
سبھوں پر ہے کرم پیارے تمہارا — نہیں ہے فکر کچھ لیکن ہمارا
کرو غیروں پہ لطف و مہربانی — ہمارے نام سے نفرت ہے جانی
نہیں تدبیر کچھ ملنے کی تیرے — خدا جانے ہے کیا قسمت میں میرے
نہ جانے ٹھوکریں کھاؤں گا کب تک — یہ ایذا ہجر کی پاؤں گا کب تک
ملے گا یا نہ تو مجھ سے ملے گا — خدا جانے مقدر کیا کرے گا

نہ اب تقصیر اس میں کچھ تری ہے — نصیبوں میں لکھا میرے یہی ہے
ہے تیرے وصل کی منزل بہت دور — اثر ہے لنگ اور ہمت ہے رنجور
کشش میں کچھ اثر میری جو ہوتا — گذر بیشک ادھر بھی تیرا ہوتا
جو کرتا شوق میری رہنمائی — تو ہوتی کیوں مری تجھ سے جدائی
کہوں میں آہ کیا تیری حقیقت — مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
نہ میرے درد وغم کا کوئی غم خوار — ہر اک ہے اپنی اپنی بوجھ کا یار
کہو کس سے کہوں میں اپنا احوال — کہ ہے غیروں سے کہنا جی کا جنجال
سنے جو درد کا طومار میرا — نہیں تجھ بن کوئی غم خوار میرا
سو تو نے غم مرا رکھا گوارا — کہ یوں مجھ کو تپ فرقت نے مارا
یہی بہتر ہے اب رویا کروں میں — سر اشک غم سے منہ دھویا کروں میں
سنے تو یا نہ سن غم میرا مجھ سے — کئے جاؤں گا پر میں عرض تجھ سے
ترا دیدار پاؤں یا نہ پاؤں — ولے سب جستجو میں دن گنواؤں
مشرف وصل سے ہوں یا نہ ہوں میں — کروں دن رات تیری جستجو میں
نشانِ عیش اور عشرت مٹاؤں — تمامی محنتیں غم کی اٹھاؤں
کہاں تک درد وغم ظاہر کروں میں — نہیں کچھ انتہا بس چپ رہوں میں
یہی بہتر ہے اب خاموش رہنا — جو کچھ گذرے ہے دل پر اس کو سہنا
جو کچھ گذریگا سو گذریگا جاں پر — نہ لاؤں پر کبھی ہرگز زباں پر
کبھی آویگا آخر رحم تجھ کو — چھڑا دیگا تو درد وغم سے مجھکو
دکھا دیگا مجھے دیدار اپنا — مٹا دیگا مرے دل کا یہ کھٹکا
اگرچہ ہوں گرا پڑا ہوں تمہارا — نہیں بن تم مرا اک دم گذارا
تمام امداد کر یہ دردنامہ — کہیں ایسا نہو پھٹ جائے خامہ
بہ درد اپنا بس اب اظہار مت کر — خدا کیواسطے رکھ جی کے اندر
کہ تیرے درد اور اس غم کو سنکر — پھنا جاتا ہے دل عالم کا یکسر
بس اب ٹک شکر کر مت ہو دیوانہ — کہ بہتر درد دل کا ہے چھپانا
نہو ایسا تری گستاخیوں پر — خفا ہو جاوے تیرا تجھ سے دلبر

www.maktabah.org

وہ تیرے حال دل سے ہے خبردار
نہ کر غل صبر کر یہ مان میری
بس اب خاموش ہو گفتار کم کر
اسی پر سونپ دے اب کام سارے
رضا گم اپنی کر اس کی رضا میں
وہ مالک ہے کرے جو کچھ کہ چاہے
بس اب خاموش ہو گفتار کر کم

نہ کر اب شور و شر زنہار زنہار
کہ تا امید بر لاوے وہ تیری
ملال آوے نہ شاید اسکے دل پر
وہ چاہے سو کرے تو دم نہ مارے
نہ پڑ ہرگز خودی کی تو بلا میں
خلاف اس کے نہ دم تو مارگا ہے
تو کہہ اللہ ہی اللہ دل سے ہردم

بس اب اللہ بس اللہ بس ہے
سوا حق کے جو ہے باقی ہوس ہے

تمت



www.maktabah.org

گلزار معرفت

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

التماس جامع اوراق

بعد حمد وصلوٰۃ یہ نیاز احمد معترف بہ تقصیرات احقر متوسلین وکمترین مقتبسین حضرت امام العارفین مقدم الراسخین سراج الاولیاء تاج الکبرا زبدۃ الواصلین قدوۃ الکاملین شیخ المشائخ سیدّ السادات جنید الزماں بایزید الدوراں سیدی سندی ومعتمدی ومستندی ذخیرۃ یومی وغدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا ومولانا الحافظ الحاج الشاہ **محمد امداد اللہ المہاجر تھانوی** مولداً المکی موردا الفاروقی نسباً الحنفی مذہباً الصوفی مشرباً ادامہ اللہ تعالیٰ کاسمہ الشریف امداداً من اللہ علی العباد وافاضۃً علی طالبی الرشاد خدمت میں اخوان طریقت وخلاّن الحقیقت کے عرض رساہے کہ حضرت پیر مرشد نعتشم الیہم دام ظلہم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم اس کثرت سے ہے کہ اسکا احصاؤ ضبط دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق ومنتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع واستمتاع واختطاط والتذاذ دوسرے پیر بھائیوں وغیرہ کے جی میں آیا کہ ان اوراق کو جمع کرکے ان کی خدمت میں پیشکش کروں اور نام اس مجموعہ کا گلزار معرفت رکھا بڑی غرض اس سے حضرت قبلہ پیر مرشد کی رضامندی ہے

گر قبول افتد زہے عزّوشرف ؛ یرحم اللہ عبداً قال آمینا

مناجات

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا	عجب نقش قدرت نمودار تیرا	جہاں لطف گل ہے وہیں خار غم ہے	ہے گل خار میں گل میں ہے خار تیرا
عجب رنگ ہر رنگ میں ہے	یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا	خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں	عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے	ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا	یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب	ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا
ہر رنگ ہر شے میں جا یہ دیکھو	چمکتا ہے جلوہ قمر دار تیرا	نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہے	کہ جس جا نہیں ذکر واذکار تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں ہے تو	تو باطن ہے اور بحث اظہار تیرا	تو اوّل نہیں ابتدا تیرا یارب	تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
تو اوّل تو آخر تو ظاہر تو باطن	تو ہی ہے تو ہی یا کہ آثار تیرا	نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں	تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
الٰہی میں ہوں بس خطا دار تیرا	مجھے بخش ہے نام غفار تیرا	عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا	کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا
الٰہی بتا چھوڑ سرکار تیری	کہاں جاوے اب بندہ ناچار تیرا	نگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری	میں ہوں بندہ گرچہ بہت خوار تیرا
دوا یا رضا کیا کروں میں الٰہی	کہ دارو بھی تیری اور آزار تیرا	عرض لادوا کی دوا کس سے چاہوں	تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

میں ہوں تقصیر تیری جو چاہے سو کر تو | تو مختار میرا میں ناچار تیرا
الٰہی میں سب چھوڑ کر گھر بار اپنا | لیا ہے پکڑ اب تو دربار تیرا
سوا تیرے کوئی نہیں میرا یارب | تو مولیٰ ہے میں عبد بیکار تیرا
کہاں جاوے جبکہ نہ ہو کوئی تجھ بن | کسے ڈھونڈھے جو ہو طلبگار تیرا
کیا اپنے در سے اگر دور اس کو | کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا
نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو | کھل جاوے بندہ گنہگار تیرا
گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا | سنا جب سے ہے نام غفار تیرا
رہے گا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا | لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا
دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہوویں | کہ ہے نام غفار و ستار تیرا
سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں | نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا
چلا نفس و شیطاں کے احکام پر میں | نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا
برے کام میں عمر افسوس کھوئی | کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا
نہ رسوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی | نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا
مری مشکلیں ہوویں آسان اکدم | جو ہو جا کرم مجھ پہ اکبار تیرا
خبر لیجو میری اس دم الٰہی | کھلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا
ہوں ظلمات عصیاں سے حسنات روشن | جو ہو مہر رحمت نمودار تیرا
کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت | کہاں خس کہاں بحر زخار تیرا
لگے کرنے کافر بھی امید بخشش | لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا
گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب | مجھے چاہیئے رحم بسیار تیرا
نہ ڈر رو دشمنوں سے رہا مجھکو جب سے | کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا
تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم | کہ دل سے زباں پر ہو اذکار تیرا
ترا نام شیریں حلاوت ہے دلکی | ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا
الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری | بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا
نہ کوئی مرا ہے نہ ہوں میں کسی کا | تو میرا ہے میں عاجز دل افگار تیرا
تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا | ترا فضل میرا مرا کار تیرا
نہیں کچھ تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں ہیں | تو ہے نور میرا میں آثار تیرا
میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا | تو مسجود میں ساجد زار تیرا
الٰہی بچا قہر سے اپنے مجھ کو | کہ ہے عفو بخشش کرم کار تیرا
یہ جور و جفا ہم سے ہے پر ہے یارب | نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا
بدوں کو کرے نیک نیکوں کو بد تو | کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا
نہیں کافروں کو جو توفیق ایماں | کہ ہے نام قہار و جبار تیرا
حکومت ہوئی اسکو اصل جہاں کی | ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا
فنا ہو گیا جو تری دوستی میں | تو ہے یار اسکا وہ ہے یار تیرا
دو عالم خریدار ہو اسکا بیشک | جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا
کھلی اسکی آنکھیں کریں بند جس نے | عیاں ہو نہاں اسپہ اسرار تیرا
رہے ہوش اسکو کسی کا نہ اپنا | الٰہی ہوا جو کہ ہشیار تیرا
الٰہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا | رہوں میں سدا مست دمیخوار تیرا
تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھکو | الٰہی رہوں اک خبردار تیرا
میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں | جو لگ جا محبت کا آزار تیرا
الٰہی وہ جلوہ محبت عطا کر | جو کر دے مجھے عاشق زار تیرا
الٰہی عطا ذرہ درد دل ہو | کہ مرتا ہے بے درد بیمار تیرا
بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو | ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا
جو جاگا سو سویا جو سویا سو جاگا | سلا مجھ کو تا ہوں میں بیدار تیرا
بھکاری ترا جاوے محروم کیونکر | کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا
ترا خوان انعام ہے عام سب پر | ہے شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا
بھکاری کروڑوں ترے ہوں نہ کیونکر | نہیں کرنا معمول انکار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے | میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا
نہیں اس سے زیادہ مجھے کوئی خواہش | ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھکو مطلب | تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا
ہے جنت کی نعمت تو سب میرے سر پر | میسر ہو اے کاش دیدار تیرا
دلمیں ٹک جلوہ فرما الٰہی | کہ تجھ بن ہے ویران اب دار تیرا
نہیں وصل افسوس قسمت ہی میری | میں سایہ نمط گرچہ ہوں جار تیرا

تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے　　دلے آہ ملنا ہے دشوار تیرا
یہ قرب و معیت ہے پھر بُعد ایسا　　نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا
ذرا آپ اپنے میں امدادؔ آ تو　　کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا
زباں سے طرف دلکے مشغول ہو تو　　وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا
نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے　　کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا
تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی　　کہ تا جاوے ہر غم یہ آزار تیرا
نبی کریم آل و اصحاب سب پر　　درود اور سلام ہووے ہر بار تیرا
ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا　　ستاتا ہے پھر ہجر خونخوار تیرا
حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے　　کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا
تو صیقل آئینہ دل نام حق سے　　کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا
اٹھا غم رکھ امید امدادؔ حق سے　　تجھے غم ہے کیا رب ہے غمخوار تیرا
اسی کی تو خدمت میں رہ دلسے ہردم　　تو چاکر ہے اسکا وہ سردار تیرا
الٰہی قبول ہو مناجات میری　　کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا
مرے پیر اُستاد ماں باپ پر بھی　　الٰہی رہے رحم بسیار تیرا

غزل نعتیہ

کرکے نثار آپ پہ گھر بار یارسولؐ　　اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یارسولؐ
اچھا ہوں یا بُرا ہوں غرض جو کچھ ہوں سو ہوں　　پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یارسولؐ
ذات آپکی تو رحمت و الفت ہے سربسر　　میں گرچہ ہوں تمام خطاوار یارسولؐ
جسدن تم عاصیوں کے شفیع ہو پیش حق　　اُسدن نہ بھولنا مجھے زنہار یارسولؐ
تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حال زار کی　　اب جا کہاں بتاؤ یہ ناچار یارسولؐ
کیا ڈر ہے اسکو لشکر عصیان و جرم سے　　تم سا شفیع ہو جسکا مددگار یارسولؐ
عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا　　ہوں اُمتی تمہارا گنہگار یارسولؐ
کسطرح آہ میں کروں خدمت میں خالعرض　　ہوں خجلت گناہ سے سرشار یارسولؐ
کریئے نہ میرے فعل بُروں پر نگاہ تم　　کیجو نظر کرم کی بس اکبار یارسولؐ
لیجو خدا کیواسطے اُسدن مری خبر　　عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یارسولؐ ۳
دونوں جہاں میں مجھکو وسیلہ ہے آپ کا　　کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یارسولؐ
گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ　　اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یارسولؐ
ہو آستانہ آپ کا امدادؔ کی جبیں　　اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یارسولؐ

غزل نعتیہ

ذرا چہرہ سے پردہ کو اٹھا دو یارسول اللہ　　مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یارسول اللہ
اٹھا کر زلف اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے　　مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یارسول اللہ
پیاسا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم　　کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یارسول اللہ
چھپیں خجلت سے جاکر پردہ مغرب میں ماہ و خور　　گر اپنے حسن کا جلوہ دکھاؤ یارسول اللہ
یقیں ہو جائیگا کفار کو بھی اپنی بخشش کا　　جو میداں میں شفاعت کے تم آؤ یارسول اللہ
ہوا ہوں نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بہت رسوا　　مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یارسول اللہ
کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم　　ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یارسول اللہ
مشرف کرکے مجھکو کلمہ طیبہ سے اپنے تم　　پھر اب نظروں سے اپنی مت گراؤ یارسول اللہ
کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی　　مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یارسول اللہ
شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم　　تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یارسول اللہ
خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے　　ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یارسول اللہ
لگے گا جوش کھانے خود بخود دریا بخشائش　　کہ جب حرف شفاعت لب پہ لاؤ یارسول اللہ
مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمہارا اُمتی عاصی　　گنہگاروں کو جب تم بخشواؤ یارسول اللہ
اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں　　تم اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یارسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپکے ہاتھوں　　بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ
پھنسا ہوں کسطرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر　　مری کشتی کنارے پر لگاؤ یارسول اللہ

www.maktabah.org

اگرچہ ہوں نہ لائق دالکے پر امید ہے تم سے
کہ پھر مجھ کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ

حبیب کبریا ہو تم امامِ انبیا ہو تم
ہمیں بہر خدا حق سے ملاؤ یا رسول اللہ

شراب بیخودی کا جام اک مجھ کو پلا کر اب
دوئی کے حرف کو دل سے مٹاؤ یا رسول اللہ

بہت بھٹکا پھرا ہوں وادیِ فرقت میں جوں وحشی
کرم فرماؤ اب تو مت پھراؤ یا رسول اللہ

مشرف کرکے دیدارِ مبارک سے مجھے اکدم
مرے غم دین و دنیا کے بھلاؤ یا رسول اللہ

خدا کیواسطے رحمت کے پانی سے مرے اگر
تب ہجراں کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

غزل نعتیہ

ملکے میں ہوں پہ ہے ہوس کوئے مدینہ
دیے ہے رُخِ کعبہ خبر روئے مدینہ

پہنچا دے مجھے منزلِ مقصود کو جلدی
یا رب ہے لگی دل کو تگ و پوئے مدینہ

گر چہ ہیں بہت شہر جہاں میں خوش و دلچسپ
لیکن ہے عجب دلبر و دلجوئے مدینہ

دلِ غرقِ حلاوت ہے دہن ہے شکرستاں
توطیِ زباں ہے جو ثنا گوئے مدینہ

وہ چھوٹ گیا بند دو عالم سے سراسر
جو پھنس گیا اندر رہِ خم گیسوئے مدینہ

خوش آوے کیا اُس کو خوشبوئے دو عالم ۳
ہے جسکے بسی مغز میں خوشبوئے مدینہ

ایذا کے عوض دیتے دعا سنگدلوں کو
دل نرم تھے کیا سرورِ خوش خوئے مدینہ

لانے لگی اب بادِ صبا بوئے مدینہ
دل اڑنے لگا ہو کے ہوا سوئے مدینہ

اب تو یہ تمنا ہے کہ یہاں کعبے کیجوں گرد
قربانی ہوں گرد سر ہر کوئے مدینہ

حاصل ہے بہشت اسکو یہاں اور وہاں بھی
جو دل سے ہو ساکن پہلوئے مدینہ

انہارِ فیوضات ہیں عالم میں جہاں تک
ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ

محفوظ ہے آفات دو عالم سے وہ مومن
کی جسنے سکونت تہِ بازوئے مدینہ

کس ذوق سے لیٹے ہے کلام اپنا زباں سے
جب ہو وے زباں اپنی طرح گوئے مدینہ

کب پوچھتا عاشق کوئی خوبانِ جہاں کو

امداد سے نتِ گوہر صلوٰت وسلامی
یا رب ہو نثارِ شہِ نیکوئے مدینہ

غزل نعتیہ

کہے ہے شوق نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے
میں ہوں گا دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے

صبا بھی لانے لگی ہے اب تو نسیم طیبہ نسیم طیبہ
کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے

خدا کے گھر ہیں تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی ہے آخر
مرینگے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے

شہر شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چاہے دولت
تو سر قدم ہو کے دردیہ کر چلو مدینے چلو مدینے

یہ جذبِ عشقِ محمدیؐ ہیں دلوں کو امت کے کھینچتے ہیں
کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے

جو کفر و ظلم و فساد عصیاں ہر اک شہر میں ہوئے نمایاں
تو دین اسلام اٹھے یہ کہکر چلو مدینے چلو مدینے

رجب کے ہوتے ہیں جب مہینے بھرے ہیں شوقِ نبیؐ سے سینے
صدا یہ مکے میں کو بکو ہے چلو مدینے چلو مدینے

ہلاکت امداد اب تو آئی جو فوج عصیاں نے کی چڑھائی
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

www.maktabah.org

غزل

نہ دیکھا داغِ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا خار میں گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اگرچہ کوئے جاناں میں بھی آ پھر پھر کے سر مارا
نہ دیکھا یار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا

تماشائے دو عالم ہے مرے دلدار کا کوچہ
جہاں کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا

رُخِ رخشانِ جاناں کی تجلّی چاہیئے دیکھے
مہ و خورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

کفِ پا کی صفائی کو مرے دلدار کی دیکھو
اگر آئینہ جوہر دار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا بُرّشِ تیغِ نگاہِ یار کو تم نے
اگر شمشیر کی اک دھار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ہماری چشم سے لعل و گہر کی دیکھئے بارش
سما پر ابرِ گوہر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا

لب و دندان دلبر کی ٹک آب و تاب کو دیکھو
اگر لعل و دُرِ شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

یہاں نوکِ مژہ پر لختِ دل کی دیکھ جانبازی
وہاں منصورِ صاحبدار کو دیکھا تو کیا دیکھا

طبیبوں نے علاجِ مرض اپنا خوب کر دیکھا
نہ دیکھا حالِ دل بیمار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا ایک بھی تم نے اگر دردِ جدائی کو
فلک سے گرچہ لاکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا

یہاں جو دیکھنے کا ہے اسی دم دیکھ لے غافل
نہ دیکھا اوّل آخر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا

دلِ مضطر میں ظاہر یار کو تھا چاہیئے دیکھا
نہ دیکھا سایہ میں انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نظر جب کھل گئی اپنی جسے دیکھا اُسے دیکھا
نہ دیکھا آپ میں دلدار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا جدھر دیکھا اُسے دیکھا
نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اِسے دیکھا اُسے دیکھا نہ یہ دیکھا نہ وہ دیکھا
نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ہمارے شعرِ امدادِ الٰہی سے ہیں ٹک دیکھو
اگرچہ دفترِ اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

غزل

مرِ منعم فیضِ توکّل سے ہے بس خوان اپنا
پکتا ہے سنگِ قناعت پہ سدا نان اپنا

تلخیِ صبر میں حاصل ہے حلاوت دل کو
قندِ شکر سے شیریں ہے لبِ جان اپنا

طوقِ تفویض و رضا کا ہے گلے میں اپنے
تیغِ تسلیم پہ سر کرتے ہیں قربان اپنا

بھوک اپنی ہے خورش پیاس ہے اپنا تربت
پوشش اپنی ہے لباسِ تنِ عریان اپنا

www.maktabah.org

پامالی ہے ہمیں تاج و سریر شاہی
فوج غم سر و سامانی ہے ساماں اپنا

لالہ و گلشن و گل کی نہیں پروا ہم کو
کثرتِ داغ سے سینہ ہے گلستاں اپنا

خوابگاہ اپنی ہے اک خاک کی مٹھی آخر
کیوں عبث کھینچیں بھر ہم چرخ پہ ایواں اپنا

دوستی کی رہی اب کس سے توقع یارو
جب ہوا دشمنِ جاں دل سا مہرباں اپنا

دردِ غم کا مرے دردی ہے نہ کوئی غمخوار
غم ہی غمخوار ہے اور درد ہے درماں اپنا

آسکے غیر مرے خانۂ دل میں کیسے
کہ خیالِ رخِ دلدار ہے درباں اپنا

وسعتِ دل کی کیا کرتے ہیں سیر اے امداد
کہ یہی باغ ہے اپنا یہی میداں اپنا

کون سنتا ہے کہو اپنی پریشانی کو
ہو پریشاں جو سنے حالِ پریشاں اپنا

غزل نعتیہ

ہوجائے مرا شوق ہی رہبر کسی صورت
جوں نقشِ قدم جا پڑوں در پر کسی صورت

ہے بلبلِ دل شائق گلزار پیمبرؐ
بے دیکھے نہ ٹھہریگا یہ مضطر کسی صورت

لکھا یا کروں بس ٹھوکریں زوّاروں کی تیرے
اے کاش ہوں درکا ترے پتھر کسی صورت ٦ ٧

دیں ساقیِ کوثر جو مجھے بادہ الفت
چھوٹے نہ لبوں سے مرے ساغر کسی صورت

ہو مغز و پریشاں وہیں مشکِ ختن کا
کھل جاوے جو وہ زلفِ معنبر کسی صورت

ہے سر میں ہوائے کششِ شوقِ مدینہ
جوں بادِ صبا پہنچوں گا اڑ کر کسی صورت

جوں نقشِ قدم سر نہ اٹھاؤں ترے در سے
گر جا پڑوں مر مر کے وہاں پر کسی صورت

اے ماہ روش کیجے گذر ٹک تو ادھر بھی
ہو جائے مرا گھر بھی منور کسی صورت

ہو جا کہیں سرسبز مرا نخلِ تمنّا
آجائے نظر گنبدِ اخضر کسی صورت

غزل نعتیہ

ذکر کر ذکر خدا اور ہے تذکیر عبث
جز کلامِ حق کے ہے ہر بات میں تقریر عبث

حمدِ حق میں ہو و یا نعت پیمبر میں رقم
پہلے ان دونوں سے ہے ہر بات میں تحریر عبث

لکھ سکے کون یہاں حمدِ خدا نعتِ رسولؐ
جز خدا اور کی اس فن میں ہے تسطیر عبث

لائی ہے بادِ صبا بوئے قدمِ احمدؐ
کب خوشی سے ہے ہنسی غنچہ کی تصویر عبث

آئی ہے شاد کی دنیا میں نویدِ مقدم
قصرِ شادی کی نہ ہر گھر میں ہے تعمیر عبث

سیکھتے حق سے رہے سارے علومِ حکمت
یاں کے آنے میں نہ تھی شاہ کی تاخیر عبث

پیر کے دن جو ہوئے پیرِ دو عالم پیدا
پیرِ ایام ہے دن پیر کا نے پیر عبث

نورِ احمدؐ سے منور ہے دو عالم دیکھو
دیکھنے ہو مہ و خورشید کی تنویر عبث

آپ کے عتبۂ عالی کا بیاں ہو کس سے
عرش کی اس کے مقابل میں ہے توقیر عبث

روئے اسلام سے اُن کے نہ رہا کفر کا نام
یارو اب زلفِ بتاں کی بھی ہے تکفیر عبث

www.maktabah.org

اٹھ گیا ہے کسی گلرنگ کا پردہ منھ سے / ہے یہ رنگ رخِ گلشن میں یہ تغییر عبث
آپ کے بخشش و انعام کی کچھ حد ہی نہیں / ہے قلیل آپ کا بس اور کی تکثیر عبث
چاہیے عشقِ محمدؐ میں مسخر ہونا / کیا کریں ملک سلیمان کی تسخیر عبث
دل میں کافی ہے خیالِ رخِ انوار ترا / شمع و مصباح کی اس گھر میں ہے تنویر عبث
جسم اپنا نہ ہوا ہائے مدینے کا غبار / اس مسِ عیب کے حق میں ہوئی اکسیر عبث
دیکھئے کب ہو میسر مجھے وصلِ محبوب / ہو گئی اب تو مری آہ کی تاثیر عبث
شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہو شبہِ محبوب / منع کی حق نے کہ ہے کھینچنی تصویر عبث

غزل

ہو کے بس شیفتۂ نقشۂ تصویر عبث / جان بے جان کو دے کر نہ ہو دلگیر عبث
خواہشِ نام و نشاں یاں کا ہے اے میر عبث / مثلِ امواج کے پانی پہ ہے تحریر عبث
ہو گئے سیکڑوں گھر مثلِ بگولہ برباد / بس بلند اتنی یہاں کرتے ہو تعمیر عبث
مثلِ انجم کے ہیں گردش میں یہاں اہلِ فروغ / ہے فلک سے طلبِ عزت و توقیر عبث
چین و آرام ہے کس کو ہوا اس کے نیچے / چرخ سے ہے ہوسِ راحت و تیسیر عبث ۷
دیکھ غنچے کو کہ آخر ہے گلِ پژمردہ / اے جواں ہنستا ہے کیا دیکھ کے سوئے پیر عبث
بلبلا سا نہ ابھر بحرِ جہاں میں اتنا / دم میں ہوگا یہ ترا نقشۂ تعمیر عبث
مارتا آپ کو تا کیمیا خود بن جانا / مار اگر پارے کو اے صاحبِ اکسیر عبث
لطف جینے کا اگر پاس ہو جاں بخش اپنا / ورنہ جوں خضر ہے بس عمر کی تکثیر عبث
کیمیا اپنی ہے خاکِ قدمِ یار اے دل / کس لئے کرتا ہے پھر خواہشِ اکسیر عبث
ڈھونڈھتا پھرتا ہے دو شمع لئے کچھ تو ضرور / یہ فلک کی نہیں دن رات کی تدویر عبث
اے عروضی مری موزونیٔ طبع کے آگے / تیری فعلن فعلاتن کی ہے تقریر عبث
مسکن اس بحرِ فنا میں نہ بنا تو امداد / صورتِ بلبلا پانی میں ہے تعمیر عبث

غزل

ہو کے ہیں شیفتۂ زلفِ گرہ گیر عبث / لی بلا سر پہ ہوا پائے بہ زنجیر عبث
ہنستے ہو کیا مری گر ہو گئی تدبیر عبث / جملہ تدبیر کو کر دیتی ہے تقدیر عبث
گردشِ بخت سے اپنے ہیں ستائے ہم آپ / پھر تو پھر پھر نہ ستا اے فلکِ پیر عبث

www.maktabah.org

آپ کی چین بہ جبیں ہم کو سلاسل بس ہے
پا بہ زنجیر کو پھر کرتے ہو نخچیر عبث

سر بکف میں ہوں یہاں آپ ہیں شمشیر بکف
اب شہادت میں مری کرنے ہو تاخیر عبث

تیغِ ابرو کا اشارہ ہے تمہارا کافی
تیز کرتے ہو مرے قتل کو شمشیر عبث

ضعف تن سے ہوں ہوا سا نہ پھنسونگا ہرگز
زلف پُر باد سے دکھلاتے ہو زنجیر عبث

خوابِ غفلت سے جگانے میں یہ جوں حشر کا شور
تیرے مستوں کی نہیں نالۂ شبگیر عبث

قوسِ ابرو سے ذرا تیرِ نگہ کو چھوڑ دو
لوں گا سینہ پہ بچائے گا ترا تیر عبث

عشق کہتا ہے کہ کر نہر لہو کی جاری
تو رواں کرتا ہے فرہاد جوئے شیر عبث

چشمِ بد میں دل بدخواہ میں مارے امداد
چرخ پر مارتا ہے آہ کا کیوں تیر عبث

غزل

گرچہ سر مارا بہت سب گئی تدبیر عبث
سچ ہے پیشانی کی دی تھی نہیں تحریر عبث

قسمت الٹی نے مری لا اسے در سے الٹا
ہو گئی جذب محبت کی بھی تاثیر عبث

دل میں آئے غمِ دلبر تو رکھوں آنکھوں میں
ایسے مہمان کی کیوں کر کروں تحقیر عبث

اُن کی زلفوں کے تصور میں ہے یہ آہ و فغاں
کب ہے نالہ مرا پابستۂ زنجیر عبث

ضرب اک مارنا خسرو کے دل سنگین پر
کوہکن تیشہ سے کی کوہ کی تکسیر عبث

مجھ سا دیوانہ بھی زنداں میں ٹھہرتا ہے کہیں
یارو پاؤں میں مرے پڑتی ہے زنجیر عبث

غزل

نام اُس کا دفترِ عشق میں ہرگز رقم نہیں
اوّل قدم پہ جس کا یہاں سر قلم نہیں

بے مرگ زندگی و وصالِ صنم نہیں
موجود کب وہ ہو ہے جو اوّل عدم نہیں

ہے کون ساقیا ترا جس پر کرم نہیں
مخمور تیرے در سے پر ایک ہم نہیں

کرتا ہے تو کبوترِ دل کو جو میرے ذبح
کیا تجھ کو پاس حرمتِ صیدِ حرم نہیں

ہم پر جفا و جور جو کچھ ہے نصیب سے
ورنہ طریق یار کا جور و ستم نہیں

پھولا نہ تخمِ عشق مرا ورنہ چشم و دل
گرمیِ مہر و ابرِ بہاری سے کم نہیں

غمگین ہمارے غم میں ہے عالم مگر ہمیں
غم ہے تو بس یہ غم ہے کہ کچھ بھی تو غم نہیں

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشم نم نہیں

اے شمعِ جان صحبتِ پروانہ مغتنم
ورنہ یہ پھر معاملہ تا صبح دم نہیں

منعم نہ کر غرور کہ بازار عشق میں / جز نقد جان پرسشِ دام و درم نہیں
امداد رکھ کے سر نہ اٹھا در سے یار کے / اس سے زیادہ کوئی جگہ محترم نہیں

غزل

عرش بریں پہ آپ ہیں زیر زمیں ہوں میں / ملنا کہاں سے ہو کہ کہیں تم کہیں ہوں میں
گر تختِ حسن و ناز پہ ہیں آپ جلوہ گر / اقلیم عشق میں شہ مسند نشیں ہوں میں
مثلِ نظر ہے آپ کا آنکھوں میں میرے گھر / باوصف ایسے قرب کے بس دوربیں ہوں میں
ہے بُو و گُل کی طرح سے مجھ تجھ میں ربط آہ / پھر ڈھونڈھنا غضب ہے کہیں کا کہیں ہوں میں
اے وائے بے نصیبی کہ ملنا نہیں نصیب / سایہ کی طرح گرچہ جہاں تم وہیں ہوں میں
رہ تیری تکتے تکتے دَم آنکھوں میں آرہا / آجا نظر کہیں کہ دمِ واپسیں ہوں میں
دامِ بلا میں کس کے تو امداد جا پھنسا / مُدت سے جو پتہ ترا پاتا نہیں ہوں میں

غزل

دے کے دل دلدار کو جب ہو گئے آزاد ہم / آفریں وہ ہم کو دیں اُن کو مبارک باد ہم
خانۂ ہستی کہ ہے بس تنگ جڑ سے کھود کر / ڈالتے ہیں اب تو قصرِ عشق کی بنیاد ہم ۹
خاک ہو کر آپڑے ہیں اب تو کوئے یار میں / پر یہی ڈر ہے نہ پڑ جائیں بدستِ باد ہم
ہیں وہ ہم صید ہوس پھر جا کے پھنستے دام میں / چھوٹ جاتے گر قفس سے تیرے اے صیاد ہم
چرخ میں ہیں جیسے کھائی عشق کی ہم نے ہوا / ہو رہے ہیں اب تو گویا آسیائے باد ہم
مرغِ دل اپنا جو اُس کے دام زلفوں میں پھنسا / پھنس گئے پر سب بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم
ہم تڑپنے سے چھٹینگے تو ہماری مکر سے / ذبح کر احساں ترا مانینگے اے صیاد ہم
بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں / گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم
ہیں کفن بردوش سر برکف تامل کیا ہے پھر / قتل کر ہم کو ترے قرباں ہوں اے جلاد ہم
بال بال اپنا ہے نشتر ہر بنِ مو سے لہو / ہے رواں خود کیا کریں پھر تجھکو اے فصاد ہم
قصرِ جنت کا رہے تم کو مبارک واعظو / ہو چکے ہیں اب تو کوئے یار میں آباد ہم
زہد و تقویٰ اور عبادت کا سہارا ہے نہیں / اور میاں رکھتے ہیں جز فضلِ حق کچھ زاد ہم
آہ اپنے آپ کو کرتے ہیں بس خوار و تباہ / اپنے دشمن آپ ہیں پھر کس سے چاہیں داد ہم
ہم نہ شاعر ہیں نہ مُلا ہیں نہ عالم ہیں دلے / رکھتے ہیں ہر باب میں اللہ سے امداد ہم

www.maktabah.org

اے خدا بخش اس زمیں میں لکھ غزل اک اور تو
تا کہ جانیں شعر گوئی میں تجھے استاد ہم

غزل

اپنے ہاتھوں سے ہوئے جاتے ہیں بس برباد ہم
یا الٰہی کس سے تجھ بن جا کریں فریاد ہم

آپ پر کرتے ہیں ظلم اور اپنے ہی منقاد ہم
آپ ہی مظلوم ہیں اور آپ ہی بیداد ہم

باغ عالم میں ہیں با آہ و فغاں آزاد ہم
آپ ہم قمری ہیں اور ہیں آپ ہی شمشاد ہم

داغِ دل گلشن ہے اپنا غنچۂ دل ہے نالہ گر
آپ ہی ہم گل ہیں اور ہیں بلبلِ ناشاد ہم

عشق کے صحرا میں اپنا آپ کرتے ہیں شکار
آپ ہی ہم صید ہیں اور آپ ہی صیاد ہم

ہو گئے جب محو دلبر عشق پھر کس کا رہا
آپ ہی شیریں ہوئے اور آپ ہی فرہاد ہم

قتل اپنے آپ کو کرتے ہیں بے تیغ و تبر
آپ ہی مقتول ہیں اور آپ ہی جلاد ہم

دے ہیں اپنے آپ کو فقر دینا کا ہم سبق
آپ ہی شاگرد ہیں اور آپ ہی استاد ہم

آپ ہی اچھے ہیں اور ہیں آپ ہی سب سے برے
الغرض جو کچھ ہیں پر ہیں جامع اضداد ہم

بے نشاں بے نام ہیں ذیشاں ہیں اور ہیں نامور
جو کہو سب کچھ ہیں پھر ناچیز بے بنیاد ہم

علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے
ہیں اسی دانش سے یار و صاحب ارشاد ہم

اپنے دشمن آپ ہیں اور آپ ہی ہیں اپنے دوست
آپ کو کرتے ہیں ویراں تا کہ ہوں آباد ہم

کیوں نہ ہو گل خار میں ظلمات میں آب حیات
ہو گئے آباد تر جتنے ہوئے برباد ہم

ہے بہار ہم کو خزاں میں اور خزاں اندر بہار
غم ہے شادی میں ہمیں اور غم میں ہیں بس شاد ہم

شادی و غم اپنا محو لطف و قہر یار ہے
ہے مساوی ہم کو گر ہوں شاد یا ناشاد ہم

ہے برابر ہم کو قہر ہجر و لطفِ وصل یار
عاشق ذاتی ہیں ان کے ہر طرح منقاد ہم

ہم سے ہم پر آپ ہے ظلم و ستم ورنہ بحق
یار کو کب جانتے ہیں ظالم و بیداد ہم

ہیں نہ یہ شعر و غزل ہے اپنی مجذوبانہ بڑ
بڑ نہیں عشاق کو کرتے ہیں کچھ ارشاد ہم

ڈر ہے کیا فوج گنہ سے ہے خدا بخش اپنا نام
اور تیسیر رکھتے ہیں اللہ کی امداد ہم

غزل

غم جاناں نہ لیں کیوں جان میں ہم شادماں ہو کر
کہ یہ وہ درد ہے دل میں رہے درمانِ جاں ہو کر

رہو ہو پردۂ دل میں مرے پیارے نہاں ہو کر
ذرا تو جلوہ گر ہو جاؤ آنکھوں میں عیاں ہو کر

نہ رکھیں کیوں نہ ہم پوشیدہ سر الفت جاناں
کہ عظمت اسم اعظم کو ملی آخر نہاں ہو کر

نہ کیوں ہو تخم سلکر خاک میں سرسبز و بار آور … ہوئے ہم نامور ذی‌شان بے نام و نشاں ہوکر

نکالیں بحرِ الفت سے دُرِ مطلوب وہ جن کے … نکل کر بہہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ رواں ہوکر

اٹھایا بارِ غم تونے دلا صد آفریں تجھ کو … لیا کوہِ گراں سر پر ضعیف و ناتواں ہوکر

ہمارے غم کے گھر میں خواب راحت آسکے کیونکر … کہ صورت اُن کی آنکھوں میں پھرے ہے پاسباں ہوکر

ادب بندِ زباں ہے کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا … کہ دل کے دل میں رہ جاتے ہیں بس شور و فغاں ہوکر

ہمیں پرواہ کب ہے لالہ و گلزار و گلشن کی … دکھاتا داغِ دل ہے سیر ہم کو بوستاں ہوکر

کہاں جا دے کہ کرکے ترک جو گھر بار کو اپنے … درِ جاناں پہ آ بیٹھا ہو نقشِ آستاں ہوکر

کہاں جائے کسے ڈھونڈے نہ ہو جس کا کوئی تجھ بن … پڑا ہو جب کہ آ در پر ترے بے خانماں ہوکر

ترے قربان پیارے مت اٹھا امداد کو در سے … مریضِ عشق تیرا آ پڑا ہے ناتواں ہوکر

ملے ہے گوہرِ مطلوب بحرِ عشق سے اُن کو … کہ جن کے بہہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ رواں ہوکر

غزل

صوفی نہ شیخ عالم مسند نشین ہوں میں … بندہ ضعیف و عاصی بس کمترین ہوں میں

عاقل ہوں یا دیوانہ ہوں مجنوں ہوں یا بہوش … جو کچھ کہ ہوں پہ عاشقِ ماہ جبیں ہوں میں ۱۱

گمنام بے نشاں ہوں ذلیشاں ہوں نامور … سب کچھ ہوں اور جو پوچھو تو کچھ بھی نہیں ہوں میں

ظاہر ہوں اور چھپا بھی ہوں آنکھوں میں جیسے نور … عالم میں سیر کرتا ہوں خلوت گزیں ہوں میں

سر میں ہوائے ماہ ہے اے ناصح اس لئے … دَر دَر پھر رہا ہوں اور کبھی خانہ نشیں ہوں میں

مت کر نکوہ حسن سے محروم بہر حق … مسکین غریب و عاجز داند و بگیں ہوں میں

گرچہ ذلیل و خوار ہوں امداد سا دلے … انگشتریِ خلق میں مثل نگیں ہوں میں

غزل

تپِ غم سے جو دیدہ تر میں ہوتا خشک پانی ہے … تو بے آبی سے باغِ دل میں اک سوزِ نہانی ہے

ہوا بازارِ شوق اب گرم ہے وہ شمع رو کس جا … کہ جان اپنی ہمیں اُس آتشِ رُو پر جلانی ہے

نہ چاہوں کس لئے قاتل سے میں اپنی شہادت کو … کہ واں آبِ دمِ شمشیر یاں تشنہ دہانی ہے

نہ اپنی آہِ سوزاں ہے دھواں سا رائیگاں جاتا … کہ پہنچانے کو کعبہ وصل تک مرکب دخانی ہے

ہیں طورِ عشق پر تیرے ہوں گرچہ دفترِ ارنی … نہیں لاتا زباں پر کیونکہ خوف لن ترانی ہے

ادب بندِ زباں ہے عرضِ مطلب میں مری ورنہ … گرہ میں اپنے خامہ کی شکایت کی کہانی ہے

www.makaabah.org

ہمارے کارواں میں کب ہے جرس قیل وقال اُبیل
کہ راہ کشف میں گمرہ دلیل طے لسانی ہے

ہے آوازِ جرس گویا جگانا رہزنوں کا بس
زباں کا کھولنا غارت گرِ سرِّ نہانی ہے

صدف کی جوں رہے گا منھ کھلا اُسکا قیامت تک
جہاں خامہ سے دائم مثل دُر بادرِ فشانی ہے

جو ہیں ہم صاف مشرب سمجھے ہے ہر قوم اپنا سا
کہ اپنے رنگ پر ہر طرف لیتا عدا پانی ہے

غزل اور اس زمیں میں پڑھکے امدادِ الٰہی سے
حلاوت بخش عالم کو تری شیریں زبانی ہے

غزل

تپِ ہجراں میں جی جلتا ہے جا آنکھوں سے پانی ہے
اجی دیکھو تو اس بارش میں کیا آتش فشانی ہے

حریفِ نفس کب ہو عقل جو سحرِ معانی ہے
کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہے

ہے اپنا نطق ہر تکنے میں سونِ ننگِ شکر رکھنا
حلاوت بخش تلخوں کو مری شیریں زبانی ہے

ہے بے دردوں سے اپنے درد کی کرنی دوا ایسی
کہ نوک خار پا کو نیش کژدم سے اٹھانی ہے

نہیں ہے کسر شاں ہونا مقید بند عزلت میں
مثالِ اسمِ اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہے

گل آسا صبح پیری میں وہ بے حسرت کے خمیازے
جو کھوتا خواب غفلت میں شبِ قدر جوانی ہے

جو زر آتش میں گم ہو جا تو خاکستر سے ملتا ہے
جوانی کا عمل پیری میں پیری میں جوانی ہے

لئے جاتا ہے کوثر ساتھ صحرائے قیامت میں
کہ جو اشکِ ندامت سے لئے آنکھوں میں پانی ہے

ہمارے جرم سے چیں بر جبیں کیوں عفو ہو اُس کا
کہ آئینہ کو بد صورت سے کب ہوتی گرانی ہے

سکے ہے دیکھنا بادیدہ کثرت نورِ وحدت کو
کہ حرف و جسم ہر اک شاہدِ رُوح و معانی ہے

نہ کیوں ہو زنگ آئینہ کا رہبر سوئے روشن گہ
مجھے زشتی سے حاصل کعبۂ مقصود جانی ہے

عبث کھاتا ہے فکرِ زر میں غم سخت انسان کیوں
کہ تابِ خور سے پتھر میں غذا لئے لعل کانی ہے

بڑا ریں قہر سے گردہ نہیں شکوہ ہمیں اُن سے نکالیں
بلا دیں مہر سے اپنی تو اُن کی مہربانی ہے

بلا دیں مہربانی سے بڑا ریں کچھ نہیں شکوہ
ہمیں اُن کی ہر صورت بجا مرضی کو لانی ہے

مثالِ جان و تن ہے تجھ میں اسمیں قرب پھر دوری
نہیں کھلتا ہے اے امداد کیا سرِّ نہانی ہے

نہ دو ناشاد کو آرام دن کو اور نہ شب کو تم
اجی اے دل تمہیں کیا عادت ایذا رسانی ہے

غزل

www.maktabah.org

رُخ سے کاکل اٹھادیا کس نے
عرش اور فرشتی سبکو پا نہ سکیں
ابر گریاں ہیں برق حُسن دکھا
ہے نہ عالم میں وہ نہ عالم ہیں
شعلۂ رُخ دکھا کے اپنا ہمیں
ہیں نو نام و نشاں مٹا بیٹھا
شخص واحد ہے سیکڑوں ہیں نام

رات میں دن دکھادیا کس نے
میرے دلمیں سمادیا کس نے
روتے روتے ہنسادیا کس نے
شور اُس کا مچادیا کس نے
سَر سے پا تک جلادیا کس نے
شہرہ میرا اڑادیا کس نے
ایک کو سو بنادیا کس نے
حسن لیلےٰ دکھا کے اے امدآد

لاکھ کو ایک ایک کو لاکھوں
ڈھونڈھنے لگے آپ کو کھو یا
منھ تو عاشق سے پھیرا تو نے اُسے
نغمۂ سرمدی سُنا کے ہمیں
عشق معشوق عاشق اک کہکر
اوّل آخر عیاں نہاں ہوکر
ہنستے ہنستے جو دم میں رونے لگی
تجھکو مجنوں بنادیا کس نے

کر کے ظاہر چھپا دیا کس نے
مجھ کو اُس میں گما دیا کس نے
ہنستے ہنستے رولا دیا کس نے
مست و بیخود بنادیا کس نے
سرّ وحدت سجھادیا کس نے
حرف شرکت مٹادیا کس نے
شمع تجھ کو جلادیا کس نے

غزلیات فارسی

اگرچہ بیخود و مستم ولے ہشیار میگردم
چو دیدم روئے خویش را بہر جلائے مہر رنگے
ز چشمت مے بہ میخوار ان سید از لب دستل قند
۱۲ شراب شوق عالم را تو می طلبی دی بخشی

بباطن شاہ گو نبینم بظاہر خوار میگردم
ازیں در بحر دبر در کوچہ و بازار میگردم
چو من با ایں ہمہ آنم ز ہجراں خوار میگردم
اگر محرم گرد خانہ خمار میگردم
بیا نور محمد کن دل امداد را روشن

مرا رطبیست جاناں چو نور خور لغرض آں
عجب بیخود و بدمستم کہ طرفہ ماجرا ایں است
چو شد منظور قتل من تغافل چیست اے قاتل
مرا نافع نخواہد شد نصیحت ناصحا ہرگز
کہ عکس نور بے کیفم پئے انوار میگردم

بصورت ز و جدا من گرچہ سایہ وار میگردم
کہ دلدارے ببر وارم پے دلدار میگردم
کہ سر برکف کفن بر دوش گرز وار میگردم
کہ سودائیش بسر دارم نہ من بیکار میگردم

جواب خط شاہ سیّد علی احمد صاحب تخلص صلّ علیٰ احمد انبیٹھوی

چو آمد ساقیٔ مشکل کشا دشوار کارِ من
صبا آورد چوں بوئے گلِ وصلِ نگارِ من
بحمد اللہ چہ راحت یافت جانِ بیقرارِ من
خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیام آمد
بایں شکرانہ بر دیدہ نہادم پائے قاصد را
چو من منظورِ جذب اشتیاقم در جنابِ تو
پس از مدّت بر آمد آرزوئی جان و دل یعنے
بدے ذوقِ حیاتِ من بسا تلخ از غم ہجراں
بدیدہ گریہ لب نالاں بجانم سوز تن لرزاں
ببین گریہ من خنداں و ہم در خندہ من گریاں
گہے گریان و گہہ خنداں گہے حیراں گہے نالاں

بیک جرعہ زمے بکشود عقدِ دل فگارِ من
بر آمد بر ہوائے شوق ایں مشتِ غبارِ من
کہ آمد ناگہاں نامہ ز کوئے شہر یارِ من
دلم حیراں کہ باشد بر کدامی جاں نثار من
کہ از نامہ منوّر کرد چشم انتظارِ من
بجرمِ دوستاں گو شد دلیس عزّ و وقارِ من
سحر گردید از مہر خطت شبہائے تارِ من
خوشا ایں طالع شیریں کہ گشتے غمگسارِ من
ہمیں تسکینِ دل بودے ہمیں صبر و قرارِ من
بہارا اندر خزاں بود و خزاں اندر بہارِ من
بجز ایں شغل یک لحظہ نبودے روزگارِ من

www.maktabah.org

نمیگردد بیانِ شوق وصل و شکوۂ ہجراں	غرض جز ذکر و فکر تو نبود ے ہیچ کارِ من
کہ آمد نامۂ خوش ناگہاں صلّ علیٰ احمد	یکایک رفت غمہائے دلِ اندوہ گارِ من
اَدائے شکرِ آں ساقی نہ گردد از زباں و دل	کہ از یک جرعہ زاں مے برد کل رنج و خمارِ من
بیادِ خود نگہدارش ز مشغولی غیرِ حق	باحسانیکہ یادم کرد ائے پروردگارِ من
ز لطف چشم آں دارم کہ دایم ہمچنیں جاری	بماند در دولت یادِ دلِ امیدوارِ من
کنم تحریر اے امداد تا کے شوق وصل او	رسد اے کاش جائے نامہ آں نامی نگارِ من

غزل شوقیہ ارکان حج

رفتم چو بمکہ ہوس کوئے تو گردم	دیدم رخِ کعبہ و کر روئے تو کردم	محراب حرم گرچہ بہ پیش نظرم شد	من سجدہ ولے در خم ابروئے تو کردم
چوں حلقہ در بصد عجز گرفتم	در گردنِ خود سلسلہ گیسوئے تو کردم	سر سید ہر عالم پئے بوسہ حجر اسود	من میل بخال سیہ ہندوئے تو کردم
در سعی و طواف و بہ حطیم و بمقامے	ہر سمت تماشائے نیکوئے تو کردم	لبیک و دعا خواں ہمہ مخلوق بعرفات	چوں قبلہ نما من دل خود سوئے تو کردم
در عرصہ عرفات بپا حشر نمودم	چوں یاد من آں قلمت دلجوئے تو کردم	قربانی حیواں بمنیٰ میکند عالم	قرباں سر خود من بسر موئے تو کردم

عرضی عبداللہ مسکین در مدح شریف عبداللہ بن عون بصنعت توشیح

شاد باش اے شاہ اقلیمِ عرب	رحمتِ حق بر تو باد ا روز و شب	یا الٰہی دار سایش را دراز	فیض بخش بر سر اہل حجاز ۴
عونِ حق با تو بود ائے ابنِ عون	باد خوش از تو غذائے ہر دو کون	دوستت خوش دشمنت بر باد باد	اہلِ حرمین از تو بس دل شاد باد
لنگرِ انعامت اے شاہ کرم	ہست جاری دائما بر ہر امم	ایں دعاگو ہم ز خوانِ عام تو	بود نعمت خوار از انعام تو
نیست قوتش شد کنوں محتاج سخت	عین رحمت برکشا اے نیک بخت	در دماکن جاری دہ لقمہ مرا	نعمتِ دارین بخشد حق ترا
	نام ممدوحت چو خواہی اے امیر	حرف اوّل از سر ہر مصرع گیر	

شجرۂ قادریہ قمیصیہ منظومہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

تمامی حمد اے محبوب مطلق	بذاتِ تو سزاوار ست و لایق	پس از حمد و ثنا صلوات بیحد	بدرگاہِ تو بندہ عرض وارد
خداوندا بحق ذات پاکت	پذیرا کن مناجاتم برحمات	خداوندا بحق شاہ لولاک	مرا کن از غمِ دنیا و دیں پاک
بآنکہ اسمہٗ احمد محمدؐ	امام انبیا سلطان سرمد	عطا فرما طریقت با شریعت	دلم روشن کن از نورِ حقیقت
بحقِ مرتضیٰ شاہِ ولایت	خداوندا نما راہِ ہدایت	بحقِ شیخ حسن بصری الٰہی	ز سرّ خویش کن آگہ کماہی

بحق شیخ حبیب عجمی شہ دیں
بحق خواجہ معروف کرخی
بحق شاہ جنید آں شیخ بغداد
بحق عبدالواحد بوالفضل شاہ
بحق بوالحسن ہنکاری باحق
خداوندا بحق شاہ جیلاں
بتاج الدین شاہ عبدالرزاق
بحق شیخ یحییٰ زاہد حق
باں عبدالوہاب بحر ثانی
بحق احمد قدسی عاقل
بحق شاہ عبدالحق عالی
بحق حضرت قمیص الاعظم
بحق شاہ محمد غوث ثانی
بحق شاہ سید عبدالرزاق
بشیخ عبدالرحیم آں شاہ شہدا
خداوندا بحق جملہ پیراں
بغوث و فرد و ابرار و بادتاد
بخود مشغول دار اندر حیاتم
خداوندا بایں پیران عظام

دعار الفضل خویش گزینی
مرا محفوظ دار از شر چونی
ز قید دو جہاں ما را کن آزاد
خداوندا کن از اسرار آگاہ
بہ تیغ عشق خود کن سینہ ام شق
محی الدین غوث قطب دوراں
بدہ چالاکیم در راہ عشاق
مشرف ساز از دیدار مطلق
مرا کن غرق در موج معانی
نشان ماسوا مگذار در دل
دلم را کن ز حب غیر خالی
بکریہ چشم را دہ عشق باہم
بدہ درد و غم و سوز نہانی
بوصل خویش ما را دار مشتاق
شہیدم کن بہ تیغ عشق شاہا
مرا ہم در طریق شاں بمیراں
بعشاق و لعباد و بزہاد
اگر میرم بدہ یا رب نجاتم
بوقت مرگ کن بالخیر انجام

بحق حضرت داؤد طائی
خداوندا بحق سری سقطی
بحق خواجہ بوبکر شبلی
بحق بوالفرح آں شاہ طرطوس
بحق بوسعید آں شاہ بوالخیر
بکن خالی مرا از ہر خیالے
بحق شاہ زین الدین والا
خداوندا بحق شاہ موسیٰ
بہ عبدالقادر راسی الٰہا
بحق شاہ مولانائے مغرب
خداوندا بحق شاہ الیاس
بحق بو محمد شاہ محمدؐ
بحق شاہ عبدالحق کامل
خداوندا بحق رحم علی شاہ
بحق حضرت نور محمد
بحق آل و ازواج و صحاب
ز دست نفس کافر کیش خونخوار
بعصیاں بیشوم بر باد اللہ
ہر آں شخصے کہ ایں شجرہ بخواند

مرا از قید ہستی دہ رہائی
شتابانم دہ براہ نیک بختی
بکن بر عاشقان خود تجلی
بکن بازار رحمت خویش بالوس
بکن محو از دل من الفت غیر
ولیکن آنکہ زو پیداست حالے
مزین کن مرا از دین و تقویٰ
بمانم بر درت دائم جبیں سا
بملک معرفت کن شاد ما را
بگرداں مدفنم در خاک یثرب
پناہ خواہم بتو از سر خناس
عطا فرما مرا عرفان بے حد
جمال خویش چشم ساز شامل
باسرار لدنی ساز آگاہ
منور کن دلم از نور بیحد
بجملہ اولیا ابدال و اقطاب
الٰہ العالمین ما را نگہدار
بیاد جلد کن امداد اللہ
مرا ہم از دعائے یاد آرد

رباعی

ہے برا اچھا جو سمجھے آپ کو
مردم دیدہ سے سیکھ امداد تو
اور بالا سب پہ کھینچے آپ کو
سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو

عیدی

عید گاہ ما غریباں کوئے تو
صد ہلال عید قربانت کنم
انبساط عید دیدن روئے تو
اے ہلال عید ما ابروئے تو

www.maktabah.org

رسالہ دربیان وحدۃ الوجود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

بعد حمد و صلوٰۃ وافیات و بتقدیم سلام و تحیات مودت سمات بخدمت مکرم و معظم درویشاں و قدوۂ ایشاں حقایق آگاہی معارف دستگاہی جناب مولوی محمد عبد العزیز صاحب چشتی صابری زاد اللہ تعالیٰ مجدہٗ مبرہن و مکشوف باد معاوضۂ سامی بمضمون عجیب باشارات غریب موصول شدہ ممنون یاد آوری بہا فرمود بلحاظ ہم مشربی و ہم طریقی درباره مسئلہ وحدۃ الوجود ما ینعلق بہا استفسار کی شدہ است و بطلب جوابش مبالغہ رفتہ مخدوما فقیر ایں لیاقت کجا دارد خود را در زمرۂ عارفین حقایق شناس کجا می شمارد کہ متصدی چنیں امر خطیرہ گردد۔ اما از انجا کہ جناب بکمال جوشش و کوشش جواب طلب فرمودہ اند و پیا پہا گفتہ فرستادہ لاعلاجا امتثالاً للامر قلم برداشت و ہرچہ حق ست در فہم رسید از رطب و یابس نگاشت واللہ الموفق والمعین رجائی بدارم کہ اگر سہوی و خطای و یابند بپوشند بلکہ باصلاح آں کوشند کہ منت خواہد بود۔ چرا کہ فقیر ہیچمداں راجز منصب ترجمانی ہیچ نیست۔

آغاز

فقرۂ ماخوذ مکتوب بطریق انتخاب مضامین آں سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود را ملحد و زندیق میگفتند مرید و شاگرد شاں مولوی احمد حسن صاحب نیز ہمچناں میگویند و اقوال ضیاء القلوب را ماؤل میدانند تاویل واں آں جز خود دیگر بے رائی شمارند و مولوی رشید احمد مولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمبریں مسلک بودہ اند باوجود آنکہ اجازت از تو گرفتہ اند و مشرب اہل چشت میدارند خلاف مشائخ چشت سخناں می گویند

جواب

نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح ست درایں مسئلہ شکے و شبہے نیست معتقد فقیر و ہمہ مشائخ

www.maktabah.org

فقیر و معتقد کسانیکه با فقیر بیعت کرده و تعلق میدارند همین است مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم و مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی احمد حسن صاحب وغیرهم از عزیزان فقیر اند که تعلق با فقیر میدارند

هیچگاه خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلکی نخواهند پذیرفت مگر باعتماد کیفیتے است قلبی که بنده راز کمال علم و یقین صدق برامری در دل مستحکم گردد ایں را در عرف شرع شریف تصدیق قلبی کافی ست ایں مسئلہ وحدۃ الوجود چناں نیست بلکه درینجا نه تصدیق قلبی و تیقن و کفّ لسان واجب ست چراکه اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق میدارد اسلام حقیقی محض تعلق با خدا دارد آنجا تصدیق باقرار ضرورست اینجا فقط تصدیق باید. سوائے آں در استفسار ایں مسئلہ فائده همیں که اسباب ثبوت ایں مسئلہ بسیار نازک و بنهایت دقیق فهم عوام بلکه فهم علماء ظاهر که از اصطلاح عرفا عاری اند قوت درک آں نمی دارد چه علماء بلکه صوفیا ئیکه هنوز سلوک خود تمام ناکرده باشند و از مقام نفس گذشته بمرتبه قلب نارسیده از ایں مسئلہ ضرر می یابند و از مکر نفس و تنزل و لغزش پادر چاه اباحت و قعر ضلالت سرنگوں می افتند بلکه گروه ها افتاده اند کما شهد ناهم نعوذ بالله من ذلك جناب هم نیکو میدانند که ایں مسئلہ خاصیت عجیب می دارد ع

بعض را هادی و بعض را مضل هرچند نعمت خوشگوار است اصحاء از آں لذت حلاوت حاصل مرضی را تلخ و ناگوار و در حق شاں او زهر قاتل برای همیں فرموده من صرح اسرار الربوبیة فقد کفر استتار آں لازم افشای آں ناجواز اوّل　(۲)

کسیکه در ایں مسئلہ خوض فرموده شیخ محی الدین ابن عربی ست قدس سره اجتهاد او در ایں مسئلہ و اثبات آں ببراهین واضحه بر گردن جمیع موحداں تا قیام قیامت منت نهاد لطف اینجا است که شیخ الشیوخ شهاب الدین عمر سهروردی قدس الله سره همعصر و هم بلد او بود مرد ماں حال شیخ اکبر از وپرسیدند گفت فهو زندیق مرد ماں از صحبت او احتراز می کردند چوں وفات یافت از شیخ الشیوخ حال آخرت او پرسیدند فرموده مات قطب الوقت من کان ولی الله رحمه مرد ماں تعجب کردند پرسیدند که چرا او را زندیق گفتے ما را از استفاده محروم داشتی گفت او ولی و واصل بحق بود و با جذبه قوی داشت هرچند مقرب بارگاه بود لاکن قابل اتباع نبود و در زمان اخیر مجذوب شده بود زبان او در افشای اسرار بے اختیار شده اگر شما در صحبت او میرسیدید گمراه می شدید چراکه از غلبهٔ حال سخناں که می گفت در فهم شما نمی آمد و عوام را زیاں دارد اگر دانید بر شما منت نهادم پس اینجا غور باید فرموده که مرد ماں را چه می رسد که با کس و ناکس بازار مسئلہ وحدۃ الوجود گرم داریم و عوام را که جزوی از ایمان تقلیدی میدارند از آں هم بی نصیب سازیم در اینجا گفتگوے حاصل است وقت خود و اعتقاد عوام ضائع کردن ست معارف آگاه ها برائے همیں احتیاط احباب فقیر مثل فقیر زباں از ایں قیل و قال بسته میدارند و احتراز میکنند سائلاں را باشارت بتاویلات می نمایند تا انکار آں مسئلہ نگردد و بسیار مردم بدنهاد ایں مسئلہ سر پشتی برداشته مجلسها می آرایند خود گمراه شده گروه مسلماناں را گمراه می سازند چنانچه مشاهده می افتد پس از ایں قیل و قال چه فائده اگر بیاید مرد ماں را بطلب حق و ترک تعلق دنیا

وکثرت ذکر و فکر تحریص باید فرمود دراں باید کوشید چوں ازیں سلوک تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب حاصل گردید خود ضرورت آں قسم مراقبہ کہ در ضیاء القلوب مرقوم شدہ پیش می آید خدا خود رہبری میکند و ۲ اَلَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا غرض از ہدایت کردن سبیل تجلی ذاتی ست بر قلب سالک تا حقیقت مسئلہ وحدۃ الوجود منکشف گردد- ایں راز فہمی ست گفتنی نیست از گفتن تا دانستن تا دیدن و شدن فرق بسیار ست خدائے تعالےٰ ما و احباب ما را شما و احباب شما را دریں راہ از ذلتِ پا نگہدارد- پیرو شیخ اکبر حضرت جامی قدس اللہ سرہ السامی میگوید

قطعہ از ساحت دل غبار کثرت رُفتن ، خوشتر کہ بہرزہ دُرِ وحدت سُفتن ؛ مغرور سخن مشو کہ توحید خدائے واحد دیدن بود نہ واحد گفتن- اگر از راہ انصاف نگذاریم و بتعمق نظر در حقیقت ایں مسئلہ نگریم جز حیرت در حیرت بروں فنا در فنا ہیچ بدست نمی آید چہ خاک گوئیم کہ چنیں ست و چناں ست ع آں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد ناطقہ در تشریح ایں اسرار وجدانی لال ست مثل نابینائی مادر زاد کہ در خواب رنگہا و چیز ہائے عجیب می بیند با مردماں چہ تواں گفت کہ چنیں بود یا چناں بود چرا کہ در محسوسات چیزے ندیدہ است کہ بداں مشابہ کند و فہماند اگر احیاناً گوید و فہماند واقعی نگفتہ باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال-

فقرہ دو ۲ بطریق انتخاب از مضامین مکتوب (۳)

سوال ۲- حالانکہ در ضیاء القلوب بورزش لاموجود الا اللہ و مراقبہ ہمہ اوست بتصریح تاکید است و ہم در مراقبہ ہمہ اوست ملاحظہ معنی لازم گفتہ پس ایں مراقبہ بلا لحاظ عینیت و اتحاد صورت نبندد و نیز جائے دیگر ضیاء القلوب درج ست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظہر پیش نظر سالک ست بوئے شرک باقی است ازیں مضمون معلوم شد کہ در عابد و معبود فرق کردن شرک است- جواب ۲- شک نیست کہ فقیر ایں ہمہ در ضیاء القلوب نوشتہ است اگر گویند کہ ہر چہ گفتہ نمی شود چگونہ نوشتہ شد گوئیم اکابر دین مکشوفات خود را بہ تمثیلات محسوسات تعبیری کنند تا طالب صادق را فہمانند نہ آنکہ کما ئنہ گفتہ باشند مثلاً اگر نابینا در خواب ماری بیند و در بیان آں عاجز آید گوید کہ مثل ساعد من بود و دراں حال بدست او اگر رسن دہند و گویند کہ آیا چنیں بود گوید ہاں چنیں بود ابنیست تفہیم بہ تمثیلات ازیں قبیل است تحریرات پیشینیان برائے آگاہی پس آیندگان تا افاضہ برقرار ماند و وقت حاجت رفع شکوک گردد و اسرار یکہ سینہ بسینہ می آمد حوالہ القلم کردن مناسب دانستند در راہ حقیقت کشادہ دانستند و گفتند تا آں کسانیم کہ ما اہل راز در کتاب ما نظر کردن حرام است حقیقت حال اینست فقیر ہم بتقلید ایشاں قول ایشاں را ترجمانی کردہ است باوجود آنجناب استفسار حی فرمانید و انکشاف چگونگی آں می خواہند لاعلاجاً امتثالاً للامر بلبذیر ایضاح آں ضروری افتاد تا خاطر نشین آں حقائق شناس گردد و اطمینان دست در ا تردد نمائید اختصارش اینکہ- از بیان ماسبق مبرہن گردید کہ در اصل مسئلہ مذکور حق و بالیقین ست صدق

آں آنگاہ معلوم گردد کہ طالب از سنت و وذرشہا و ممارست استغراق و ترک خطرات ماہوا ز خودی خود دور شود چوں از خیال خود گذشت ہیچ شئے در نظر او و خیال او نماند ہمہ ہستی حق معائنہ کند و قتیکہ از نظر سالک تعینات و ہستی ماسوا مرتفع گردید جز خدا ہیچ نہ بیند و بیخبر گردد بلکہ شعور ایں معنی ہم مرتفع شود ہر چہ بیند خدا بیند ہو ہو گفتن چہ معنی انا گوید

ایں مرتبہ را فنا در فنا گویند ایں گفتہا را زنی نباید فہمید بلکہ نائی میگوید مولانا قدس سرہٗ است ؎

نی کہ ہر دم نغمہ آرائی می کند ٭ فی الحقیقت از دم نائی کند ٭ بے فنائی خویش و بے جذب قوی ٭ کی حریم وصل را محرم شوی

ایضاً عاشقی گفتہ تو مباش اصلا کمال اینست و بس ٭ تو دراں گم شو وصال اینست و بس۔ از ایں دقت خود خبر دار سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل و از خواص امت وی گفت بایزید بسطامی سبحانی ما اعظم شانی منصور حلاج انا الحق ایں ہمہ ازایں ہمہ باب است باوجود ایں ہمہ غریب اعتباری کہ اصطلاحی ست از میان عبد و رب مرتفع نہ شد ہر چند در حالت فنای شعور در نظر سالک نماندہ باشد زیراکہ چوں از بے شعورے باز بشعور در آمد دانست کہ من از خود بیخبر شدہ بودم مثل آں آہن پارہ کہ در آتش سرخ شد و نعرہ زد کہ من آتشم انکار ایں قول دے کردہ نمی شود اما واقعی آتش نشدہ است ایں حالتی ست پس پارہ آہن عارض شدہ و گرنہ آہن آہن ست آتش آتش ایں ست سمکہ از حقیقت وحدۃ الوجود در ینجا کیفیت عینیت و غیریت اندکہ دانستن از واجبات ست تاآنکہ از ایں آگاہی نہ باشد کیفیت وحدۃ الوجود مفہوم نگردد (۲) ورزش مراقبہ ہمہ اوست و ملاحظہ عینیت صورت نمی بندد کسانیکہ بمجرد خوض در مسئلہ وحدۃ الوجود در زندقہ افتادہ اند از نادانستن مسئلہ عینیت و غیریت بودہ است ہر کہ اول بیش دو امر بہ تحقیق دانست دانستن ہمہ مسائل براد آسان گردد اگرچہ تحقیق ایں مسئلہ عینیت و غیریت متعلق ست بدانستن تنزلات ستہ اما فقیر باطنات آں ہمہ پرداختن نمی تواند مختصری نگارد و آں انیکہ در عبد و رب عینیت و غیریت و ہر دو ثابت و متحقق ست آں بوجہی و ایں بوجہے اگر در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال بنماید الضدان لا یجتمعان صحیح ست اما ایں دو ضد لغوی ست ضد اصطلاحی جمع میشود برای ہمین ست کہ محققین را جامع الاضداد می گویند کہ اصطلاح صوفیان دیگری باشد مثل آنکہ نور و ظلمت ضد لغوی ست ایں ضد در یکجا در یک وقت جمع نمیشود زیراکہ معنی ایں دو لفظ بر وضع خود قائم ست اگر بر وضع خود قائم نباشد اجتماع آں جائز ست مثل آں سایہ را اگر ظلمت گویند مجازاً از روئے استعارہ بتواند شد و ایں سایہ راکہ ظلمت نام نہادہ شد با نور در یک جا و در یک وقت جمع میشود زیراکہ سایہ ظلمت اصطلاحی بود پس ازیں تمہید معلوم شد کہ در عبد و رب عینیت حقیقی لغوی نیست و ہم غیریت حقیقی لغوی نیست۔ اجتماع ایں ہر دو ضد در شئی واحد محال ست کہ پس ضد کہ در علم معقولات ممنوع واقع شدہ آں بمعنی لغوی ست نہ اصطلاحی ایں قوم محققین از ینجہت جامع الاضداد اند کہ دو ضد را جمع نمی کنند آں دو ضد

بمعنی لغوی نیست زیراکہ اجتماع ضدین لغوی نزد ایشاں ہم محال ولایجوز ست بمثال دیگر تفہیم اینکہ اگر شخصے گرداگرد خود آئینہ ہا گذارد در ہر آئینہ بذات خود وصفات خود کا نہٗ نمودار شود نموداری صفات آنست کہ ہر حرکت وسکون وہر ہیات شادمانی وغمگینی وخندہ وگریہ شخص در عکس ہویدا میشود از ینجہت شخص عین عکس ست عینیت حقیقی اصطلاحی است اگر لغوی بودی ہر کیفیتے کہ بر عکس گذرد بر شخص گذشتن واجب گشتی چراکہ عکس در ہزارہا آئینہ ست ایں کثرت در وحدت شخص فرقی نمی آرد اگر بر آئینہ و بر عکس سنگ زنند یا نجاستی اندازند شخص ازاں متضرر ونجس نمیشود بحال خود ست وازیں نقصانات منزہ ومبرا است ازیں در غیریت حقیقی اصطلاحی بہ ثبوت میرسد پس در شخص وعکس عینیت وغیریت ہر دو مستحقق شد بدانکہ در عبد ورب عینیت حقیقی لغوی ہر کہ اعتقاد دارد وغیریت بجمیع وجوہ انکار کند ملحد وزندیق ست ازیں عقیدہ در عابد ومعبود وساجد ومسجود ہیچگونہ فرقے نمی ماند ایں غیر واقع ست نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن ذٰلِکَ اگر محض غیریت حقیقی لغوی در خالق ومخلوق اعتبار کنند وہیچ نسبت وتعلق عینیت در عبد ورب جز نسبت خالقی ومخلوقی ثابت نہ نمایند مثل نسبت کلال باظروف اگر کلال بمیرد ظروف ساختہ او بجائے خود ماند ایں بسبب غیریت لغوی ست در ظروف وکلال ایں قسم غیریت در عبد ورب باقی نیست بدیں غیریت کہ قائل اند علماء ظاہر ومتکلمین اند غافل از اصطلاح موحدین شدہ می ترسند کہ عبد ورب یک میشود نمیدانند کہ موجب اصطلاح محققین وعکس وشخص باوجود ثبوت ہر دو جہت گاہے ایں آں نشد وآں ایں نگردید عکس عکس ست شخص شخص عکس مخلوق وحادث وناقص ست وشخص قدیم وباقی وکامل پس اینست حقیقت ایں مقدمہ ۵

بیت جامیؒ: ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد :: گر حفظ مراتب نکنی زندیقی وبمصداق مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لایبغیان ہمیں بحرین حدوث وقدم ست نیز اینجا یک تمثیل لطیف یاد آمد اعنی بندہ قبل وجود خود باطن خدا بود خدا ظاہر بندہ کنتُ کنزاً مخفیا بریں معنی گواہ ست حقایق کونیہ کہ نتائج علم الٰہی اند در ذات مطلق مندمج ومخفی بودند وذات بر خود ظاہر بود چوں ذات خود است کہ ظہور خود بر نہج دیگر شود اعیان وبلباس قابلیات شان بجلوۂ تجلی خود ظاہر فرمود خود از شدت ظہور خود از چشم بصیر ایشاں مخفی گردید مثل تخم کہ شجر باتمام شاخ وبرگ وگل وثمر دراں پوشیدہ بود گویا تخم بالفعل بود وشجر بالقوہ چوں تخم باطن خود را ظاہر نمود وجود خود پنہاں گردید ہر کہ بیند شجر می بیند تخم بنظر نمی آید اگر بغور بینی تخم بلباس شجر ظہور فرمودہ تخم بالقوہ شد شجر بالفعل شد ہر چند از وجہی تخم وشجر یک ست جدائی نیست عینیت یافتہ می شود اما دلائل غیریت وجدائی نیز در وپیدا وواقعی است حفظ مراتب ضرورت زیراکہ صورت وشکل تاثیر وخواص تخم دیگر واجزائے شجر دیگر ست وجوہات غیریت ہم کثیر ست مرد صاحب فطانت انکار آں نخواہد کرد از روئے عینیت تخم وشجر اگرچہ واحد ست ایں وحدت اعتباری واصطلاحی ست درینجا اوّل ست نہ اتحاد معنی بالفعل وبالقوہ تشراکت دارد پس ہر چہ بالفعل بود بالقوہ شدہ وانچہ بالقوہ بود بالفعل گردید فَهِمَ مَنْ فَهِمَ جَلَّ حِكْمَتُہٗ وَعَظُمَتْ شَأْنُہٗ بیت: تراز دوست بگویم حکایتے بے پوست :: ہمہ از وست اگر نیک بنگری ہمہ اوست

www.maktabah.org

فائدہ - چوں نسبت دو جہت در عبد و رب ثابت و متحقق گردید لازم آمد کہ برای اوج از مرتبہ پست ترین نزدل و حصول وقرب و وصال و رسیدن بدرجہ عبدیت حقیقی کارہا ضرور افتاد در آں مجاہدہ و مراقبہ است وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ عبادت کردن اعنی عبد شدن ست در حقیقت عبد اللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ست عبد شدن دشوار است تا از دہم الوہیت خود تماما و کمالاً نگذرد بدیں مرتبہ نرسد بنابراں مجاہدہ در ریاضیات و ترک تعلق دنیا و حض نفس و ترک توہم ماسوا واجب گردید تا ذکر و فکر بدرستی و راستی بظہور رسد چوں اوّل بمصقلہ ذکر نفس مطیع و قلب صافی شود ذوق و شوق روبترقی آرد دل از خطرات باپسند وقت مراقبہ لاموجود الا اللہ در آمد چوں دریں مراقبہ از ہمہ اوست اغماض نظر کردہ ہمہ اوست را پیش نظر دارد دریں ، استغراق فیض باطنی و جذبہ غیبی مدد میفرماید از ہرچہ جز اوست بے خبر گردد شعور ایں بی خبری ہم نمی ماند نبیند ہرچہ بیند داند ہرچہ داند گوید ہرچہ گوید معذورست - اینست وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود مثل آہن پارہ کہ در آتش رنگ آتش گرفتہ نعرۂ انا النار زد و آنکہ بانقلاب حقیقت آتش شدہ ایں از حال تعلق دارد نہ از قال مقام غورست اعنی در حالتیکہ آہن پارہ خود را حوالہ آتش کردہ از خیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر آنست کہ آتش برخود مستولی گردد و رنگ خود بخشد دریں تصور اگر خیال دیگر گذرد در حق دے شرک ست کہ مانع مقصود و قاطع الطریق اوست اینست معنی آنکہ در ضیاء القلوب بملاحظہ سابی در آمدہ کہ در مراقبہ وہمہ اوست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظہر پیش نظر سالک ست بوئ شرک باقی ست وَاللّٰہُ اَعْلَمُ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا گرامی قدرا ز فقیر بے مہا با طول لسانی کرد چہ کند کہ ، بدون آں سخن تمام نمی شود ہرچند ازیں تحریر خود نادم می شوم اما شادم کہ بہر تقدیر جواب رقائم متعددہ جناب ادا ٦ گردید اگر پسند خاطر و منظور والا گردد بندۂ ضعیف را بدعائ خیر خاتمہ یاد دارند ورنہ باز فقیر را نیاز ارند والسلام وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ؎

دریں مشہد بگویائی مزن دم سخن را ختم کن واللہ اعلم

محررہ ۲۱ - ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ در مقام خیر البلاد مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا و تعظیمہا

تمت

نغو مختصر احوال وصال عاشق ذو الجلال والجمال حضرت حاجی امداد اللہ رح

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زائد نہ تھی کل چوراسی ۸۴ سال تین ۳ مہینے بائیس ۲۲ روز کا سن شریف تھا مگر کچھ خلقتہ ضعیف خفیف اللحم تھے اس پر مجاہدات و ریاضات و تقلیل طعام و منام پھر ہجوم خواص و عوام اور سب سے بڑھ کر عشق حسن ازلی جو استخواں تک کو گھلا دیتا ہے ان اسباب سے آخر میں اس قدر

www.maktabah.org

ضعیف ہو گئے تھے کہ کروٹ بدلنا دشوار تھا کھانا پینا بار تھا مگر دل عشق منزل ہر وقت نشہ لقا میں سرشار تھا اسی میں اسہال شروع ہو گیا مگر نظافت و لطافت و استقلال و استقامت و شفقت بحال و تربیت طالبانِ خدا میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا آخر کار ضعف زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ بارہ یا تیرہ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ روز چہار شنبہ وقت اذانِ صبح اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور جنت المعلیٰ مقبرہ اہلِ مکہ میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر کے رکھے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ واقعہ یہ ہے کہ ایسا شخص کامل مکمل کسی نے کم دیکھا ہوگا۔ اللھم ارفع درجتہ فی اعلیٰ علیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین اللھم لاتحرمنا اجرہ ولاتفتنا بعدہ آمین یارب العالمین۔ حقیر نے ایک مختصر مادہ تاریخیہ کہا ہے حیؓ وَخَلَ الْخُلْدَ کہ قول اولیا اللہ لا یموتون سے مستنبط ہے۔ حضرت صاحب کے ایک خلیفہ عالم رویا میں مشرف بہ زیارت ہوئے اس طرح کہ کوئی مقام نہایت بلند مثل ٹیلہ کے ہے اس پہ ایک سفید خیمہ کھڑا ہے جسمیں حضرت رضی اللہ عنہ رونق افروز ہیں اور خطاب کر کے فرماتے ہیں ؎

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی ؛ نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی

سبحان اللہ اس خواب میں حضرت رضی اللہ عنہ کے علو مقام و قرب تام پر کئی وجہ سے دلالت

۸ ہے اوّل مقام کا بلند ہونا کہ مطابق آیہ ورفعناہ مکاناً علیاً و حدیث کثبان مسک کے رفعت مرتبہ کی طرف اشارہ ہے دوم خیمہ میں ہونا جو حسب آیۃ مقصورات فی الخیام نعیم جنت سے ہے۔ سوم خیمہ کا سفید ہونا کہ احب الالوان البیاض او نحوہٗ وارد ہے و نیز لباس سفید موافق حدیث صحیح ورقہ کے علامت جنتی ہونے کی ہے چہارم تعلیم و تلقین فرمانا کہ اشارہ ہے طرف مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ عنہ کے پنجم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو بدولت اس لیتی و نیستی کے جو خاص مشرف و مذاق حضرت کا تھا جیسا کہ اہل مشاہدہ پر مخفی نہیں بڑی دولتیں ملی ہیں اسی لئے اِس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا۔ ششم مثنوی شریف کے مضامین میں رکہ حسب قول اہلِ حقیقت کے معنی کلام حق ہے، آپ کی روحِ مطہر کا مستغرق و مشغول ہونا دلیل مناسبت روحانی مولوی معنویؒ ہے اور حسب آیۂ مع الذین انعم اللہ علیہم الخ دلیل قربِ الٰہی ہے۔ ہفتم حضرت رضی اللہ عنہ کی شفقت و توجہ اپنے خدام کی طرف کہ موقوف ہے حصول اطمینان و سکون پر جس سے ظہور مضمون لاتخافوا ولاتحزنوا کا بخوبی ہوتا ہے اور اس سے افاضہ برزخیہ کی تائید بھی ہوتی ہے جس کا محققین اثبات کرتے ہیں۔ ایسا ہی خواب رویائے صالحہ کہلاتا ہے جس کے باب میں ارشاد نبوی ہے یراہا المسلم او تُریٰ لہٗ والحمد للہ تعالےٰ علیٰ ذالک۔ ختم شد

www.maktabah.org


www.maktabah.org



www.maktabah.org


www.maktabah.org

کتبِ تصوّف وسُلوک

		قیمت
احیاء العلوم کا اردو ترجمہ مذاق العارفین حجۃ الاسلام امام غزالیؒ	احیاء علوم الدین امام غزالیؒ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ تصوف، سلوک اور اسلامی فلسفے کی زندہ جاوید کتاب۔ ترجمہ: مولانا محمد احسن نانوتوی (چار جلد کامل) مجلد اعلیٰ	
کیمیائے سعادت کا اردو ترجمہ اکسیر ہدایت حجۃ الاسلام امام غزالیؒ	اسرار تصوف تزکیۂ نفس اور اصلاح ظاہر و باطن میں بے نظیر کتاب کا نہایت مستند اردو ترجمہ۔ کتابت، طباعت اعلیٰ، مضبوط و حسین جلد	
مجموعۂ رسائل امام غزالیؒ اردو ۳ جلد	اس مجموعے میں تصوف، عقائد، کلام اور فلسفہ پر امام غزالیؒ کی ۱۶ وہ مستقل کتابیں شامل ہیں جو عرصے نایاب تھیں۔	
مکاشفۃ القلوب	تصوف کی مشہور کتاب	
بیاض یعقوبی مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ	مولانا کی قلمی بیاض جس میں تصوف و سلوک کے مسائل کے علاوہ عملیات، وظائف، تعویذات اور طبی نسخہ جات درج ہیں۔ مجلد	
تربیت السالک حکیم الامت مولانا اشرف علی	اصلاح ظاہر و باطن اور تزکیۂ نفس اور راہ طریقت کی مشکلات کا حل اور روحانی علاج کی قرابادین۔ تین جلد کامل	
حجۃ اللہ البالغہ (اردو) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	اسلامی شریعت کے حقائق و اسرار اور تمام علوم اسلامی پر محققانہ کتاب کا مستند اردو ترجمہ۔ مجلد اعلیٰ	
مجالس الابرار شیخ احمد رومی	وعظ و تقریر اور نصیحت میں بلند پایہ کتاب جس میں احادیث سے شرک و بدعت کا رد اور صوفیائے متقدمین کے حالات ہیں۔ مجلد	
مجالسِ حکیم الامت	مولانا تھانویؒ کے ملفوظات جمع کردہ مفتی محمد شفیع	
کلیاتِ امدادیہ	حضرت حاجی امداد اللہؒ کی جلد دس تصانیف کا مجموعہ مجلد	
شریعت وطریقت کا تلازم	اس موضوع پر بہترین کتاب۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب	
نور الصدور فی شرح القبور	امام جلال الدین سیوطی کی کتاب کا ترجمہ۔ مولانا محمد عیسیٰؒ	
تعلیم الدین مدلل	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (تصوف و اخلاق)	
فیوض یزدانی	شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے مواعظ کا عام فہم ترجمہ۔ ترجمہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی	
غنیۃ الطالبین	شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی عقائد اسلام و تصوف پر بے نظیر کتاب۔ ترجمہ عبد الدائم جلالی	
فہرست کتب مفت منگوانے کے لئے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں	دار الاشاعت اردو بازار کراچی	

www.maktabah.org

Maktabah Mujaddidiyah
www.maktabah.org

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.